11.157

بیانِ خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم

محمد نعیم اللہ خاں خیالی
ابنِ عبداللہ

شاہ ابوالخیر اکاڈمی، شاہ ابوالخیر مارگ، دہلی ۶

۱۹۹۱ء

جملہ حقوق محفوظ

84368

کتاب کا نام : ——— بیانِ خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم

مؤلف : ——— محمد نعیم اللہ خاں خیالی

صفحات : ——— ۱۰۴

مہتمم : ——— ابو النصر انس فاروقی (ڈائرکٹر)

معاون : ——— محمد ادریس قریشی، مکان ۲۰۴۴- کوچہ میر ہاشم، شاہ ابو الخیر مارگ، دہلی ۶

طابع وناشر : ——— شاہ ابو الخیر اکاڈمی
شاہ ابو الخیر مارگ ترکمان گیٹ دہلی

1991

کتابت : ——— محمد منظور الدین ۲۶۵۴- ٹیا محل، دہلی

تعداد : ——— ایک ہزار

قیمت : ———

مطبع : ———

حضرت شاہ ابو الخیر اکاڈمی
18/- روپے

Marfat.com

اِنتساب

بنام

شیخِ جہاں مُرشدی حضرت علّامہ زید ابوالحسن فاروقی دہلویؒ

جِن کے

ایما پر مجھے ایسے عظیم الشان موضوع پر قلم اُٹھانے کی ہمّت بندھی

اور جن کی دُعاؤں سے میری دیرینہ آرزو پایۂ تکمیل کو پہنچی

بلکہ آپ ہی کی تالیفِ لطیف "مجموعۂ خیر البیان" کی روشنی سے

میں نے اس محفلِ میلاد شریف کو جگمگایا ہے۔

خادمِ درگاہِ عالی
ابن عبداللہ محمد نعیم اللہ خیالی

Marfat.com

ماخذاتِ استفادہ

۱- قرآن مجید (اردو ترجمہ) شاہ صاحب دہلوی طبع تیرہ سو ۱۳۰۰ھ دہلی - بہ تقریظ ظہیر الدین خان بہادر
۲- مشکوٰۃ شریف از خطیب تبریزی تالیف ۷۳۷ھ متن مع اردو ترجمہ طبع ۱۳۱۴ھ امرتسر
۳- منہاج النبوۃ اردو ترجمہ از خواجہ عبدالمجید از مدارج النبوۃ از عبدالحق دہلوی طبع سنہ ندارد کانپور جلد ۱
۴- مجموعۂ خیر البیان از مرشدی حضرت زید ابوالحسن فاروقی طبع ۱۹۵۴ء دہلی
۵- بزمِ جمشید از حضرت مرشدی موصوف طبع ۱۳۷۳ھ - ۱۹۵۳ء دہلی
۶- مکتوبات امام ربّانی (فارسی) جلد ۲ دفتر سوم طبع ۱۳۹۷ھ - ۱۹۷۷ء لاہور (پاکستان)
۷- تاریخ ابن خلدون (اردو ترجمہ) از احمد حسین جلد ۱
۸- سرورِ عالم جلد اوّل و دوم از ابوالاعلیٰ مودودی تلخیص نعیم صدیقی وغیرہ طبع ثانی ۱۹۸۰ء دہلی۔
۹- پُرانا و نیا عہدنامہ (اردو) طبع ۱۹۳۸ء لندن
۱۰- بائبل انگریزی نیو ٹسٹامنٹ اینڈ سامس طبع لندن آکسفورڈ تاریخ ندارد
۱۱- اتھرو وید الوپ نِشَد محولہ ستیہ ارتھ پرکاش (ناگری) از دیانند سرسوتی تاریخ طبع سوم ۱۹۸۳ء م
۱۲- اگر اب بھی نہ جاگے تو - امالی شمس نوید عثمانی - طبع ۱۹۸۹ء رامپور
۱۳- المنجد - از لوئی معلوف الیسوعی طبع ۱۹۶۵ء بیروت
۱۴- منتخب اللغات از عبدالرشید حسینی فیروز آبادی طبع ۱۹۱۲ء نولکشور لکھنؤ۔
۱۵- القول الجلی فارسی نقل قلمی مطبوعہ ۱۹۸۹ء دہلی امالی ملفوظات شاہ ولی اللہ دہلوی مرتبہ محمد عاشق پھلتی
۱۶- توضیح العقائد از مولوی رکن الدین طبع ۱۹۸۴ء نظامی پریس لکھنؤ۔

Marfat.com

فہرس عنوانات

عنوانات		صفحہ	عنوانات		صفحہ
تعارف		۶	نبوّت سے پہلے	(نظم)	۴۰
مقدمہ (بابتہ مسائلِ میلاد شریف و ترتیب کتاب)		۷	رسالت کی بسم اللہ ہو رہی ہے		۴۱
آدابِ محفل		۲۰	کملی والے	(نظم)	۴۱
تعریف اُس خدا کی		۲۰	اسلام کی دعوت اور عداوت		۴۲
تری شان جلّ جلالہٗ	(نظم)	۲۲	مکّہ میں اعلانِ حق پر	(نظم)	۴۳
لو پہچان لو اللہ کے حبیب کو		۲۲	عمر فاروق اسلام لا رہے ہیں		۴۴
سراپائے رسول	(نظم)	۲۳	معاہدہ جسے دیمک چاٹ گئی		۴۸
پڑھو درود پہ پڑھو		۲۴	چلی سج کے بارات معراج کی		۴۹
صلِّ علیٰ محمدٍ	(نظم)	۲۵	رات معراج کی	(نظم)	۵۵
ہوا خلق نُور ان کا خلقت سے پہلے		۲۵	مدینہ چلے ہیں وطن چھوڑ کر		۵۶
جب بابا آدم نے آنکھ کھولی		۲۶	مدینہ میں آئے ہیں	(نظم)	۶۰
عبد المطلب نے خواب دیکھا		۲۸	مکّہ فتح ہو رہا ہے		۶۰
مرحبا شانِ ولادت		۳۰	دین کی تکمیل ہوگئی		۶۵
یہ خاندان اللہ کی شان		۳۲	سیرتِ پاک جو معجزہ بھی ہے اور زندگی کا نمونہ بھی		۶۷
یہ خوب شجرہ ہے	(نظم)	۳۳	مناجات		۷۵
صلِّ علیٰ حضور کا بچپن اور جوانی		۳۴	ضمیمہ		۷۷
صبح زندگی اور شام کا سفر		۳۶			
تقریبِ نکاح و حالات قبلِ بعثت		۳۸	کتابیات (اسناد و حوالے)		۹۹

Marfat.com

تعارف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ وَاُصَلِّيْ وَاُسَلِّمُ عَلٰى حَبِيْبِكَ وَصَفِيِّكَ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔

برادرِ طریقت مولانا محمد نعیم اللہ خاں صاحب خیاآلی ابن عبداللہ ساکن بہرائچ نے سردار دو عالم محبوبِ کبریا حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بِاَنْفُسِنَا هُوَ وَبِآبَائِنَا وَاُمَّهَاتِنَا کے مبارک احوال "بیانِ خیر البشر" کے نام سے لکھے ہیں تاکہ اللہ کے نیک بندے احتفال میلاد مبارک کے موقع پر اس کو پڑھیں۔

خوشا مسجد و منبر و خانقاہے ۔۔۔ کہ باشد در و قیل وقالِ محمد

وَفَّقَنَا اللّٰهُ لِمَا فِيْهِ صَلَاحُ دِيْنِنَا وَدُنْيَانَا۔

ابوالحسن زید فاروقی
درگاہ حضرت شاہ ابوالخیر
شاہ ابوالخیر مارگ، دہلی۔ ۶

دوشنبہ ۲۹ صفر ۱۴۱۲ھ
۹ ستمبر ۱۹۹۱ء

Marfat.com

مقدّمہ

نحمدہٗ ونصلّی علیٰ رسولہِ الکریم۔ بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم۔

زیرِ نظر کتاب "بیانِ خیر البشر" کا مقدمہ حسب ذیل ضروری امور پر مشتمل ہے:۔

اوّل۔ میلاد شریف بہ نامِ معروف کی حقیقت، اہمیت اور افادیت۔

دُوم۔ عملِ قیام محفلِ میلاد میں اور سلام بروقتِ قیام پر کچھ گفت گو۔

سوم۔ کتابِ ہٰذا کی شانِ تالیف اور اندازِ ترتیب کی وضاحت۔ تو ملاحظہ ہو:۔

پہلا مقدّمہ

لفظِ مولود قرآن و حدیث میں بہ معنی بچہ ہے۔ لغت میں ولادتِ بچّہ کے علاوہ میلاد بہ معنی وقتِ ولادت ہے نیز مولد بہ معنی وقتِ ولادت (ظرفِ زمان) یا مقامِ ولادت (ظرفِ مکان) آتا ہے[1]۔ لیکن مسلمانوں میں سیکڑوں سال سے مذکورہ الفاظ کا مطلب ہے حبیبِ الٰہی محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک حال بیان کرنا زبانی تقریر کے طور پر یا کتاب خوانی کے ذریعہ۔ جس میں آپ کی ولادت یا پیدائش، خاندان، بچپن، جوانی کے زمانے اور پھر عہدِ نبوّت میں مکی و مدنی زندگی کے حالات، واقعات، اخلاق، سیرت، فضائل، معجزات نیز وفات کا مختصر تذکرہ شامل ہے۔ اگرچہ ہمارے بزرگانِ سلسلہ عید میلاد کے مبارک و خوشی کے موقع پر وفات شریف کا مفصّل بیان مناسب نہیں سمجھتے بلکہ اپنی کتابوں میں بطورِ ضمیمہ وفات کا بیان کیا ہے۔ یہ محض موقع و محل کے لحاظ سے ذوقِ لطیف کی بات ہے کوئی شرعی مسئلہ نہیں۔

بہر حال اسی ذکرِ رسول کو عرفِ عام میں میلاد شریف یا ذکرِ مولود شریف کہا اور سمجھا جاتا ہے اور کیوں نہ ہو جبکہ "نبی کا ظہور اللہ کی قابلِ ذکر نعمت ہے"...[2] اور جو کوئی کسی کو چاہتا ہے اس کا ذکر بھی بہت کرتا ہے"...[2] اور جو حضور سے محبت رکھتا ہے وہ جنت میں آپ کے ساتھ ہوگا چنانچہ عبد اللہ ابن عمر سے ایسی ہی روایت ہے...[3] اور ایسے "محبوب کے ذکر سے صرف روح

Marfat.com

و قلب ہی نہیں بلکہ جسم کو بھی آرام ملتا ہے۔"[2/3]

ہاں اور سُنئے آپ کے ذکر شریف کے لئے جو اہتمام لوگوں کے جمع کرنے کا ہوتا ہے اُسے جلسۂ سیرت، بزمِ مولد یا محفلِ میلاد کا نام دیا جاتا ہے اور عالموں کے نزدیک اصطلاح بنا لینے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ کسی نیک عمل کو کسی بھی اچھے نام سے پکارا جا سکتا ہے جیسے صلوٰۃِ تطوّع کو نمازِ نفل اور قیام اللیل کو تراویح کہا جانے لگا جو قطعاً مستند اور درست ہے وغیرہ۔ علاوہ ازیں لفظِ میلاد عُرفِ عام میں اپنی جامعیتِ مقصد و مفہوم کے لحاظ سے نہایت بلیغ و معنی خیز ہے کیونکہ ولادت کے بعد کی پوری زندگی ولادت ہی کے تابع ہوتی ہے اور حضور کی پیدائش تو سارے انسانوں کے لئے عموماً، اہلِ ایمان کے لئے خصوصاً باعثِ رحمت ہے اور اللہ کی بہت بڑی نعمت نیز اللہ کا اپنے بندوں پر بڑا فضل و کرم اور احسان ہے۔[3] پھر ہر بھلے آدمی کے لئے انعام یعنی نعمت پا کر اس کا شکریہ ادا کرنا اخلاقی فریضہ ہے اور انسانی فطرت و عادت بھی۔ جب ہی تو دستورِ فطرت یعنی قرآنِ حکیم میں جگہ جگہ شکرِ نعمت کو فرمایا گیا ہے۔ مثلاً:۔" اللہ کی نعمت کا شکر ادا کرو اگر تم اس کے عبادت گزار بندے ہو۔"[4]

ظاہر ہے ایسے نبی جو رحمۃٌ للعالمین ہیں تو اُن کی ولادت یا عالمِ دنیا میں ظہور پذیر ہونے سے بڑھ کر اور کون سی نعمت ہو سکتی ہے اور جتنی بڑی نعمت ہے اُتنی ہی زیادہ ضرورت ہے اس کا شکر ادا کرنے کی۔ پھر ایسی عظیم نعمت پا کر تہِ دل سے خوشی منانا انسان کا پیدائشی حق ہے اور مسلمانوں کا دینی فریضہ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔" کہہ دو کہ اُن کو اللہ کے فضل اور اس کی رحمت سے خوش ہونا چاہیئے۔"[5] اور کسی عظیم و مفید واقعہ کو خوشی کی عید منانا سنتِ انبیاء سے ہے جیسا کہ عیسیٰ علیہ السلام کی دُعائے نزولِ مائدہ سے ظاہر ہے کہ فرمایا:۔" اے ہمارے پروردگار تو ہم پر آسمان سے ایک خوان اُتار دے تاکہ یہ خوان اُترنا ہمارے اگلے اور پچھلے سب کے لئے عید قرار پائے۔"[6]

غور کا مقام ہے کہ جب ایک نبی نزولِ مائدہ کے قابلِ ذکر واقعہ کو عید قرار دے تو پھر امام الانبیاء و خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادتِ مبارکہ جیسا عظیم ترین واقعہ کیسا کچھ عید منانے کے لائق ہو سکتا ہے مگر اس طرح کہ حضور کی شان اسلام کی آن اور شریعت کے فرمان کے مطابق ہو،

Marfat.com

تاکہ خدا اور رسول کی نافرمانی و گستاخی کا گناہ کا وبال اُلٹے گلے نہ پڑ جائے۔ بہرحال عید میلادالنبی ایک اہم ترین یادگار ہے۔ اور بحکم قرآن کہ :- "اے رسول ان کو اللہ کے ساکھے یعنی خاص خاص گزرے دن یاد دلاؤ[7] اور بحکم :- "اپنے رب کی نعمت کا تذکرہ و چرچا کرو[8]۔ یوں میلادالنبی عید کا دن ہے اور اس مبارک دن سے متعلق واقعات کو یاد دلاتے رہنا۔ ان کا برابر ذکر و تذکرہ مذکورہ قرآنی احکام کی منشاء کے مطابق ہے۔ اِس شاندار و بے نظیر واقعہ کا تذکرہ اگر جانتے ہو تو دُہراتے رہو اور نہ جانتے ہو تو :- "اہلِ ذکر سے پوچھ کر معلوم کرو[9]۔ یہ تو ہوئیں اصولی باتیں۔ اب یہ بھی دیکھئے کہ اِن اصولوں کی عملی توثیق سنتِ الٰہی، سنّت نبی، سنّتِ صحابہ اور سنّتِ صالحینِ امت سے کس طرح ہوتی ہے ؟

ا۔ سب سے پہلے سنت اللہ یہ ہے کہ اس نے قرآنِ حکیم میں نبیوں کا اور اُن کے ساتھ پیش آنے والے واقعات کا ذکر جگہ جگہ کیا ہے۔ چنانچہ حضرت آدم کی پیدائش، حضرت موسیٰ و حضرت مریم کی ولادت اور میلادِ عیسیٰ و یحییٰ کا حال۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے تفصیلی حالات بیان فرمائے اور حضرت یوسف علیہ السلام کے متعلق تو ایک پوری سورہ احسن القصص کے نام سے رکھی ہے۔ خود ہمارے حضور کے حالات، اخلاق و عادات اور پیش آمدہ واقعات کو بکثرت بیان کیا ہے۔ مثالاً چند اشارے کافی ہیں۔ فرمایا گیا ہے :- "تمھارے پاس تم ہی میں سے ایک رسول آیا۔ تمھاری تکلیفیں اس پر بہت شاق ہیں۔ تمھاری بھلائی کا اسے بہت خیال رہتا ہے اور وہ ایمان والوں پر بہت شفقت و مہربانی کرنے والا ہے[10]۔" اور فرمایا ہے :- "ہم نے تم میں تم ہی میں سے (خاص بندے کو چُن کر) ایک رسول بھیجا جو تمہیں ہماری آیتیں پڑھ کر سُناتا ہے اور تمھاری خرابیاں دُور کرتا ہے تمھیں الکتاب اور عقل کی تعلیم دیتا ہے اور تمھیں وہ باتیں سکھاتا ہے جن کا تمھیں علم نہیں ہو سکتا تھا[11]۔" اور فرمایا کہ :- "ہم نے تم کو (اے نبی) حق کی گواہی دینے والا، خوش خبری سنانے والا اور (عذاب سے) ڈرانے والا اور اللہ کے حکم سے اس کی طرف بُلانے والا اور (ہدایت کا) روشن چراغ بنا کر بھیجا ہے[12]۔" اور "تمھارے اخلاق بہت ہی اعلیٰ ہیں[13]۔" اور "ہم نے تمھیں سارے جہانوں کے لئے رحمت ہی رحمت بنا کر بھیجا ہے[14]۔"

Marfat.com

دیکھا آپ نے اللہ تعالیٰ نے پہلے حضراتِ انبیا کا حال اُن کی وفات کے بعد اور ہمارے نبی کا حال اُن کے زمانۂ حیاتِ دنیاوی میں بیان کیا ہے۔ لہٰذا ظاہر ہے کہ جس طرح ذکرِ رسول ان کے سامنے سنّت اللہ ہے اسی طرح بعدِ وفات بھی ہے کیونکہ بزرگ ہستیوں اور گزشتہ اہم واقعات یعنی ایام اللہ کی زبردست تاریخی و اخلاقی اہمیت و افادیت ہے[15]

۲۔ دوسری بات ولادت کے متعلق خود سنّتِ نبی ہے اور بحکمِ قرآن رسول کا اُسوۂ حسنہ ہے[16] یعنی مسلمانوں کے لئے اچھا نمونہ ہے پوری زندگی کے لئے اور ہمیشہ کے لئے کیونکہ آپ خاتم النبیین ہیں چنانچہ فرمایا حضور نے اپنی ولادت کے بارے میں کہ :۔ " اللہ کے ہاں میرا نام خاتم النبیین لکھا تھا اس وقت جبکہ حضرتِ آدم ابھی گندھی ہوئی مٹی میں تھے (یعنی پیدا نہیں ہوئے تھے) اور اب میں تمہیں اپنے اوّل کی خبر دوں کہ وہ دُعا ہے ابراہیم کی۔ خوش خبری عیسیٰ کی اور یہ کہ وہ خواب ہے میری ماں کا میری ولادت پر اور بے شک ظاہر ہوا میری ماں کے لئے ایک نُور جس سے روشن ہو گئے اُن پر ملکِ شام کے محلات"[17] اور فرمایا حضور نے ایک موقع پر صحابہ کے ایک جلسہ میں منبر پر کھڑے ہو کر کہ :۔ "جانتے ہو میں کون ہوں ؟ صحابہ بولے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ میں محمد ہوں بیٹا عبد اللہ کا وہ بیٹے عبد المطلب کے۔ تحقیق کہ اللہ نے خلقت کو پیدا کیا پس کیا مجھ کو بہترین خلقت میں۔ پھر آدمیوں کے دو فرقے کئے اور مجھے رکھا بہترین فرقے میں۔ پھر کیا ان کو قبیلہ قبیلہ پس کیا مجھ کو بہترین قبیلہ میں پھر کیا قبیلوں کو گھرانا گھرانا پس مجھے کیا بہترین گھرانے میں۔ پس میں انسانوں میں سب سے بہتر ہوں اپنی ذات کے لحاظ سے اور اپنے گھرانے کی نسبت سے"[18]

اور سُنیئے۔ ایک دفعہ کچھ صحابہ بیٹھے آپس میں تذکرہ کر رہے تھے نبیوں کا تو کہا کسی صحابی نے کہ :۔ اللہ نے ابراہیم کو خلیل یعنی دوست بنایا۔ کسی نے کہا موسیٰ کو اللہ نے اپنا کلیم بنایا۔ یعنی خدا سے باتیں کرنے والا۔ کسی نے کہا کہ عیسیٰ کو کلمۃ اللہ اور روح اللہ بنایا اور کسی نے کہا کہ آدم کو صفی اللہ یا برگزیدہ بنایا۔ اتنے میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے اور فرمایا کہ میں نے تمہاری باتیں سُنیں اور تعجب کرنا بھی۔ بے شک ایسا ہی ہے اور تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ میں حبیب اللہ یعنی اللہ کا محبوب اور پیارا ہوں بلا فخر۔ اور قیامت

Marfat.com

ہیں میرے ہاتھ میں حمد کا جھنڈا ہو گا جس کے نیچے آدم اور تمام بنی آدم ہوں گے بلا فخر۔ اور سب سے پہلے قیامت کے دن میں شفاعت کروں گا اور سب سے پہلے میری شفاعت قبول ہو گی بلا فخر۔ اور سب سے پہلے میں جنت کا دروازہ ہلاؤں گا اور اللہ میرے لئے اسے کھول دے گا تو میرے ساتھ ایمان والے فقیر داخل ہوں گے بلا فخر۔ اور اللہ کے نزدیک میں تمام اگلوں پچھلوں میں سب سے اکرم یعنی زیادہ عزت والا ہوں۔ بلا فخر کہتا ہوں"[19]

ابھی اور سُنئے ذکرِ نبی بزبانِ نبی۔ یہ کہ ایک دفعہ حضور نے صحابہ سے فرمایا کہ: "میں محمد ہوں مقفّی ہوں (میری پیروی کی جائے) حاشر ہوں، نبی التوبہ ہوں، نبی الرحمت ہوں"[20] ہاں نبی کی زبان حقیقت بیان سے سُنئے مکہ میں اعلانِ حق کی حالت بھی[21]۔ اور نبی ہی کی زبان سے سُنئے، معراج شریف کی تفصیلات کو[22]۔ یہاں تک کہ نبی ہی کی زبان سے سُنئے معجزات کا حال بھی ایک بار فرمایا کہ: "نزولِ وحی یعنی نبوّت سے پہلے مکّہ میں ایک مقام پر جب میرا گزر ہوتا تو وہاں ایک پتھر مجھے سلام کیا کرتا تھا اور اب (یعنی بہ عہدِ نبوّت) بھی اگر میں اُسے دیکھوں تو پہچان لوں"[23]۔

۳۔ تیسری بات ہے سُنّتِ صحابہ کی۔ تو وہ اِتنی ہے جتنی تعداد ساری حدیثوں اور کُل روایتوں کی ہے کیونکہ اُن سب میں صحابۂ کرام حضور ہی کے بارے میں تو بیان کیا کرتے تھے جو خود انھوں نے نبی کو کرتے دیکھا یا فرماتے ہوئے اپنے کانوں سے سُنا یا دوسرے صحابی نے اُن سے بتایا۔ ظاہر ہے کہ یہ باتیں صحابۂ کرام حضور کی حیاتِ دنیاوی میں اور بعدِ وفات بھی آپس میں کیا کرتے تھے اور اس روایت کرنے اور حدیث سُننے میں کبھی دو حضرات ہوتے کبھی کئی اور کبھی خاصے مجمع میں یہی کچھ ہوتا تھا جیسے سنّتِ صحابہ بہ طور مجالس ایک یہ ہے کہ: "ایک دن ابوبکر صدیق اور حضرتِ عباسؓ صحابۂ انصار کی ایک مجلس میں پہنچے تو ان کو روتے دیکھا۔ اِس کا سبب پوچھنے پر صحابۂ انصار نے کہا کہ یاد آگئی ہم کو مجلسُ النبی کی ۔ ۔ ۔ "[24]

بہرحال صحابۂ کرام کے ذریعہ تحریری و زبانی روایتیں ہوتے کرتے آج ہم تک پہنچی ہیں۔ کہتے ہیں کہ ان روایات کو اکٹھا کتابی تالیف کی شکل میں پہلی صدی ہجری کے خاتمہ کے دوران امیرالمومنین عمر بن عبدالعزیز اموی متوفی سن ۱۰۱ھ کے حکم سے پہلے پہل امام زہری اور اُن کے ہم عصر امام ابن حزم نے جمع کیا۔ اسی پہلی صدی ہجری ہی میں اَبان ابن عثمان خلیفۂ سوم متوفی

Marfat.com

۱۰۲/۷۲۰ھ کی کتاب المغازی تالیف ہو چکی تھی۔ بعدہٗ امام اعظم متوفی ۱۵۰/۷۶۷ھ سے نقل کردہ کتاب الآثار لکھی گئی۔ پھر حدیث کی مشہور کتاب مؤطا امام مالک متوفی ۱۷۹/۷۹۶ھ کی ہے اور فنِ حدیث میں سابقون الاولون کے آخری امام رزین العبدری متوفی ۵۲۰/۱۱۲۶ھ ہیں۔

واقعہ یہ ہے کہ پہلی اور چھٹی صدی ہجری کے بیچ میں مجموعۂ احادیث کی اپنے اپنے ڈھنگ کی تالیفات کے ساتھ ساتھ سیرتِ پاک اور غزوات یعنی اسلامی جنگوں پر روایات کی سند کے ساتھ کتنی ہی کتابیں لکھی جاتی رہیں۔ جن میں صحیح حدیثوں کی چھ کتابیں صحاحِ ستہ مشہور رہیں۔ اس طرح ذکر النبی کا ایک لاثانی اور ایسا مستقل سلسلۂ مبارکہ ہے جو رہتی دنیا تک باقی و جاری رہنے والا ہے۔ یہ ہے زندہ و پائندہ تفسیر ورفعنا لک ذکرک کی۔ اور کیوں نہ ہو بقول:۔ محبوب چیز کا ذکر بہت کیا ہی جاتا ہے"

البتہ اچھی رسم کے طور پر اہتمام کے ساتھ محفل میلاد مبارک کی نشان دہی ساتویں صدی ہجری سے ہوتی ہے کہ بہ قول علامہ ابوشامہ متوفی ۶۶۵/۱۲۶۶ھ :۔ "ملکِ عراق کے شہر موصل میں ایک نیک مرد عمر ابن محمد نے اوّلاً محفلِ میلاد منعقد کی اُس کی شہرت سلطانِ وقت مظفر الدین شاہِ اربل ملکِ عراق نے سن کر بہت پسند کیا اور خود بڑے پیمانہ پر محفل کا انتظام کرایا۔ اسی بیچ میں حافظ ابوالخطاب ابنِ دحیہ نے ذکرِ میلاد شریف کو کتابی شکل میں تنویر السراج المنیر کے نام سے لکھ کر بادشاہ کو پیش کیا جس سے وہ بہت خوش ہوا۔ اور یہ کتاب خود مصنف نے چھ سو چار ہجری (۶۰۴/۱۲۰۷ھ) میں محفلِ میلاد میں پڑھی"[25] اور بحکم حدیث صحیح :"جس نے اسلام میں سنّتِ حسنہ یعنی اچھا طریقہ جاری کیا پھر اس کے بعد اس اچھے طریقہ پر عمل کیا گیا تو اُس شخص کو اُتنا ہی اجر و ثواب ہے جتنا کہ اس کے بعد سب عمل کرنے والوں کو ملے گا"[26] پھر اس حُسنِ عمل کا کیا کہنا جس کا تعلق حضور کی محبت سے ہو جو کہ ایمان کا جزو بلکہ ایمان کی تکمیل ہے"[27]

یہ کارِ خیر اور سنّتِ حسنہ یعنی نبیؐ پاک کا ذکر شریف مجلس میں کرنے کا سلسلہ یونہی ممالکِ اسلامیہ میں جاری رہا چنانچہ ایسی ہی ایک مجلس کے انعقاد کا ذکر عید میلاد کے موقع پر شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی نے اپنے سفرِ حرمین کے سلسلہ میں اور اس میں اپنی شرکت اور حصولِ فیوض و برکات کو تفصیل سے اپنی کتاب فیوض الحرمین میں کیا ہے اور جس کو اپنی کتاب القول الجلی میں مختصراً ذکر کیا ہے۔[28]

بہر حال اب سے قریب آٹھ سو سال پہلے سے ذکر شریف محفلوں میں پڑھا جاتا رہا ہے۔ ساتھ ہی اس کے متعلق کتابیں مشہور و غیر معروف علمائے کرام نے لکھی ہیں اور اس عملِ خیر و سنّتِ حسنہ متواترہ پر خوب روشنی ڈالی ہے اور نعتیں بھی کہی ہیں۔ سلام بھی عرض کئے ہیں۔ مختلف زبانوں خاص کر عربی، فارسی، اردو، ہندی میں۔ ان ہی میں چند یہ ہیں۔ سب سے پہلے حسّان بن ثابت نے نعتیہ قصیدہ کہا جس کو خود حضور نے منبر رکھوا کر پڑھوا کے سُنا اور خوش ہوئے۔ محمد ابن سعد صاحبِ طبقات معروف بہ کاتب الواقدی (متوفی ۲۳۰ھ ۸۴۵) نے سیرت پر کتاب لکھی جو کئی جلدوں میں ہے اور مشہور ہے۔ حافظِ حدیث ابو نعیم (متوفی ۴۳۰ھ بہ عمر سو سال) نے دلائل النبوۃ لکھی۔ میلاد شریف کے مسئلے پر مزید لکھنے والوں میں قاضی ابوبکر ابن العربی (متوفی ۵۴۳ھ) جو امام غزالی کے شاگرد تھے اور قاضی عیاض کے اُستاد۔ خود قاضی عیاض مالکی مصنف کتاب شفا (متوفی ۵۴۴ھ)۔ حافظ شمس الدین بن ناصر الدین دمشقی مصنف موردُ الصادی فی مولد الهادی و معراج نامہ منظوم۔ حافظ ابو شامہ بن اسماعیل مقدسی مصنف سیرۃِ شامی (متوفی ۶۶۵ھ) علامہ محمد بن سعید بوصیری مصری مصنف مشہور قصیدہ بردہ ہمزیہ (متوفی ۶۶۴ھ)۔ علامہ یحییٰ صُرصُری مصنف نعتیہ قصیدہ بائیہ جسے امام تقی سبکی (متوفی ۷۵۶ھ) جامع دمشق میں مجمعِ علماء میں سُن کر کھڑے ہوگئے اور یہ خود مصنف ہیں نعتیہ قصیدہ تائیہ کے۔ حافظ جلال الدین سیوطی مصنف حسنُ المقصد فی عمل المولد (متوفی ۹۱۱ھ)۔ عبد الحق محدّث دہلوی مصنف مدارج النبوۃ فارسی (متوفی ــــھ)۔ عبد الحق الٰہ آبادی مہاجر مکی بعد ہنگامۂ غدرِ انگریزی (۱۹۵۷ھ)۔ مصنف الدّرُ المنظم فی بیان حکم مولد النبی الاعظم۔ حضرت احمد سعید فاروقی مجددی مہاجر مکی (در ۱۹۵۷ھ) مصنف الذکر الشریف فارسی و سعید البیان اردو۔ علامہ یوسف بن اسماعیل بنہانی واقع لبنان، بیروت مصنف جواہر البحار فی فضائل النبی المختار (متوفی ۱۹۲۶ھ) مولوی نور محمد سٹراوی خلیفہ عبد الحق آلہ آبادی مہاجر مکی موصوف مصنف منبع الحسنات (متوفی ۱۹۳۰ھ)۔ حضرت علّامہ مرشدی زید ابو الحسن فاروقی دہلوی کی مجموعۂ خیر البیان تالیف (۱۳۷۳ھ) وغیرہ وغیرہ نہ جانے کتنی معتبر و مستند کتبِ میلاد تحریر ہو چکی ہیں۔

۴۔ اب صرف چوتھی بات ہے الراسخون فی العلم یعنی علمِ دین پر گہری نظر رکھنے والوں کی

Marfat.com

رائے اور عمل کی تو اس بارے میں بھی مختصر طور پر چند معتبر اشارات اور سُن لیجئے :۔

مولوی محمد قاسم بانی مدرسہ دیوبند و مولوی رشید احمد گنگوہی کے استادِ مکرم حضرت مولانا رحمت اللہ کیرانوی مہاجر مکی بعدِ غدر (۱۸۵۷ء) اور بانی مدرسہ صولتیہ مکہ لکھتے ہیں کہ :۔ "میرے اساتذہ کرام اور میرا عقیدہ مولود شریف کے باب میں قدیم سے یہی تھا اور یہی ہے کہ انعقادِ مجلسِ میلاد بشرطیکہ منکرات سے خالی ہو جیسے باجہ اور کثرت سے روشنی بے ہودہ نہ ہو بلکہ روایاتِ صحیحہ کے موافق ذکرِ معجزات اور ذکرِ ولادت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیا جائے اور بعد اس کے طعام پختہ یا شیرینی بھی تقسیم کی جائے اس میں کچھ حرج نہیں — اور تعینِ یوم میں اگر یہ عقیدہ نہ ہو کہ اس دن کے سوا اور دن جائز نہیں تو بھی کچھ حرج نہیں۔"[29] اسی طرح دیگر حضراتِ دیوبند کے علاوہ خود مولوی اشرف علی تھانوی کے بھی مرشدِ طریقت حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ نے تحریر فرمایا ہے کہ :۔ "مشربِ فقیر کا یہ ہے کہ محفلِ میلاد شریف میں شریک ہوتا ہوں بلکہ ذریعۂ برکات سمجھ کر ہر سال منعقد کرتا ہوں اور قیام میں لطف اٹھاتا ہوں۔"[30]

ہاں یہ بھی ملاحظہ ہو۔ شاہ عبد الغنی مجدّدی کے شاگردِ حدیث اور مولوی رحمت اللہ مہاجر مکیؒ کے شاگردِ دینیات جناب رشید احمد گنگوہی اپنے جوابی خط بنام شاہ ابو الخیر فاروقی مجدّدی دہلوی میں لکھتے ہیں کہ :۔ "ذکرِ میلادِ فخرِ عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مندوب و مستحب ہے اگر روایاتِ صحیحہ سے بیان ہو اور کوئی امر مکروہ و غیر مشروع اس میں مضموم نہ ہو۔ چنانچہ اِس امر کو بارہا بہ تصریح یہ عاجز لکھ چکا ہے اور براہینِ قاطعہ میں بھی اس کے جواز و ندب کی تصریح کی گئی ہے۔ کسی کو اس پر اعتراض نہیں۔ جو کچھ بحث و کلام ہے وہ سب قیود و زوائد میں ہے اور بس۔ مگر حسّاد کو یا نظر نہیں یا فہم نہیں۔ اور اسی طرح اپنے اساتذہ و مشائخ کا عمل درامد دیکھا ہے۔ جو کچھ کہ اہلِ عناد نے انکار نفس مولد شریف کا اتہام بندہ و احباب بندہ پر لگایا ہے وہ محض افترا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔"[31]

اب ذرا میلاد شریف کے بعض احوال کے بارے میں بھی سُن لیجئے۔ مولوی رحمت اللہ کیرانوی نیز عبد الغنی مجدّدی کے شاگرد اور حضرات موصوف کے مخلص دوست حضرت دادا پیر شاہ ابو الخیر فاروقی دہلوی کا ارشادِ گرامی۔ جبکہ آپ سے سوال کیا گیا کہ کیا محفلِ میلاد شریف میں حضور

Marfat.com

سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے ہیں یا آپ کی رُوحِ پُرفتوح تشریف لاتی ہے؟ تو آپ نے جواب دیا کہ:- "یہ کہنا درست نہیں۔ آفتاب اپنی جگہ پر رہتا ہے، اس کا نور تمام عالم میں پھیلتا ہے۔ صوفیوں کے نزدیک جو آپ کا تشریف لانا ثابت ہے اس کی کیفیت یہ ہے کہ اُن کے دلوں میں آپ کی محبّت ہوتی ہے۔ جب وہ اپنے محبوب کا ذکر سنتے ہیں اور ان میں ذوق وشوق کی حالت پیدا ہوتی ہے تو آپ کے انوار و برکات ان کے دلوں پر مثل آفتاب کی شعاعوں کے آکر گرتے ہیں اور ان کو گھیر لیتے ہیں لیکن یہ بات ہر ایک کو کہاں حاصل ہے" ـــ اور فرمایا کہ قیام اگر اس طرح پر کیا جائے کہ اس میں شرک آجائے تو وہ ناجائز ہے۔ ہر وقت ہر لمحہ اور ہر جگہ حاضر و ناظر ہونا صرف رب العالمین ہی کی شان ہے۔ ہاں آپ کی محبّت اور تعظیم کی وجہ سے قیام کرنا بہتر ہے۔ ہم آپ کا ذکر شریف کرتے ہیں اور ہم کو ذوق وشوق پیدا ہوتا ہے ہم قیام کرتے ہیں اگر کسی شخص کو ذوق اور شوق پیدا نہ ہو اور وہ آپ کی محبّت میں قیام نہ کرے تو تمہارا کیا بگڑتا ہے"[۳۲]

آخر میں حضرت موصوف کے فرزند علّامہ زید ابوالحسن فاروقی دہلوی فاضلِ ازہر کا محاکمہ بھی ملاحظہ فرمائیے:- "اس فقیر مؤلف نے جب سے آنکھ کھولی ہے اور جب سے ہوش سنبھالا ہے برابر میلاد شریف کی محفلوں کو دیکھتا آرہا ہے۔ یہی دیکھا ہے کہ محفل کو حسبِ مقدور آراستہ کیا جاتا ہے۔ ایک شخص جنابِ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم بنفسی ھو وبابی واُمّی کے احوال شریف پڑھتا ہے لوگ شوق سے حبیبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے احوالِ شریف سنتے ہیں اور آخر میں سب کو شیرینی تقسیم کی جاتی ہے اور سب آپ کی یاد لے کر مسرور القلب گھر لوٹتے ہیں۔ محفلِ میلاد میں اگربتی اور عود جلاتے ہیں، پھول رکھتے ہیں، عرق گلاب چھڑکتے ہیں، عطر ملتے ہیں اور ولادتِ شریف کا ذکر سُن کر آپ کی محبّت اور تعظیم میں سب کھڑے ہوجاتے ہیں اور آپ پر سلام پڑھتے ہیں۔ یہ سب وہ باتیں ہیں جن کو علمار نے کرنے کو لکھا ہے۔ اگر مان لیا جائے کہ کسی جگہ محفلِ میلاد شریف میں نامشروع امور کیے جاتے ہیں تو ان علمار کو از روئے قواعدِ شرعیہ ان محرماتِ شرعیہ سے عوام کو روکنا چاہیے"[۳۳]

Marfat.com

مقدمۂ دوم

چند اشارات قیام وسلام کے متعلق بھی کہ یہ کیوں ہے؟ کیا ہے؟ اور کیسا ہے؟ تو سُنیئے:-

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۷۹ھ) ایک دفعہ مسجدِ نبوی میں بیٹھے تھے کہ اِتنے میں عباسی خلیفہ ابوجعفر منصور اپنے لاؤ لشکر کے ساتھ آگیا جس سے ایک ہنگامہ سا برپا ہوگیا۔ حضرت امام نے یہ شور وغُل سُن کر خلیفہ سے کہا کہ "اس مسجدِ شریف میں اپنی آواز بلند نہ کرو۔ اللہ نے ان لوگوں کی تعریف کی ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دھیمی آواز سے بولتے ہیں اور ان لوگوں کو بُرا کہا ہے جو حضور کو حُجروں کے باہر سے چلاّ کر پکارتے تھے۔ اے خلیفہ خوب سمجھ لو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم اور احترام آپ کی وفات کے بعد بھی اُسی طرح ہے جس طرح دنیا کی زندگی میں"۔ کیونکہ بقول "انبیاء اور سب کی طرح نہیں مرتے۔ اپنی قبروں میں نماز پڑھتے اور حج ادا کرتے ہیں"۔[۳۵]

چنانچہ صحابۂ کرام حضور کی تعظیم و احترام کا بڑا خیال رکھتے تھے۔ جیسا کہ حدیثوں میں آیا ہے کہ یہ حضرات جب آپ کی مجلسِ ملاقات میں موجود ہوتے اور مجلس ختم کر کے حضور گھر جانے لگتے تو سب کھڑے ہوجاتے اور اس وقت تک کھڑے رہتے جب تک کہ حضور کسی بی بی کے حجرے میں داخل نہ ہوجاتے تھے"۔[۳۶] ایک بار قبیلۂ انصار کے سردار حضرت سعد ابنِ معاذ انصاری آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضور نے اُن کو دیکھ کر انصار سے فرمایا کہ اپنے سردار کے لئے اُٹھ کھڑے ہو"۔[۳۷] خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی کبھی کسی خاص شخص کی آمد پر استقبال کے طور پر یا خوشی کے جوش میں کھڑے ہوا کرتے تھے جیسے حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کی آمد پر یا بی بی حلیمہ دائی کی آمد پر یا اپنے دودھ شریک باپ کی آمد پر یا عکرمہ ابن ابوجہل کی حاضری کے موقع پر اور ہجرت کر کے مدینہ آنے پر عورتوں اور لڑکیوں کو آتے دیکھ کر۔[۳۸] وغیرہ وغیرہ۔

اِس لئے معتبر عالموں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکرِ ولادت یا محفلِ سیرت کے خاص موقع پر کھڑے ہوجانا یعنی قیام کرنا مستحب کہا ہے اور بقول قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ۔ "ہمارے سلفِ صالح

Marfat.com

اور ہمارے گزرے ہوئے اماموں کا یہی طریقہ رہا ہے"[39]

دوسری بات ہے صلوٰۃ وسلام پڑھنے کی تو بحکمِ قرآن مجید "یقیناً اللہ اور اُس کے فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو تم بھی نبی پر درود وسلام بھیجتے رہو"[40] نیز فرمایا :۔" اور سلام ہے اُس کے (ان) بندوں پر جن کو اس نے پسند فرمایا"[41] یہ قرآنی استدلال میں نے پہلے پہل اپنے مرشد سلسلۂ قادریہ مجددیہ حضرت سید مرحوم شاہ پیشاوری فاضلِ دیوبند (متوفی ۱۹۳۸ء) کی زبانی سُنا تھا۔ (خیا لی) لہٰذا درود وسلام کا پڑھنا ایک طرح سے واجب ہوتا ہے اور سنّت تو بہر حال ہے یعنی یہ سنّت ہے اللہ کی۔ سنّت ہے اللہ کے فرشتوں کی۔ سنّت ہے انبیا کی نیز خود ہمارے نبی کی۔ اہلِ بیت وصحابہ کی اور سنّت سلفِ صالحین اور تمام مومنین کی ۔۔ تو بحکمِ قرآنِ حکیم "اگر تم کو اللہ سے محبّت ہے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ پر چلو اور ان کی تابعداری کرو اللہ بھی تم سے محبّت کرے گا"[42] اس طرح صلوٰۃ وسلام سنّت کے ساتھ ساتھ تابعیت واطاعت بھی ہے اور محبّتِ خدا ورسول کا تقاضہ بھی۔

ہاں یہ بھی یاد رہے کہ درود وسلام کا پڑھنا عام بھی ہے اور خاص بھی یعنی کسی بھی وقت اور کسی بھی موقع پر پڑھا جاسکتا ہے جیسے حضور کا نامِ پاک سن کر کم از کم ایک بار پڑھنا واجب ہے۔ اسی طرح ہر نماز کے جلسے وقعدے کی التحیات میں شامل ہے ۔ مزید یہ کہ دعا کے ساتھ صلوٰۃ وسلام کا پڑھنا قبولیت میں مددگار ہوتا ہے[43]۔ خاص مواقع میں سے ایک موقع "یومِ ولادتِ نبی کا ہے ایک یومِ وفات کا ہے اور ایک یومِ بعث کا ہے[44]۔ بہ سبیلِ ذکر حضرت یحییٰ وعیسیٰ علیہما السلام نیز حضرت نوح وابراہیم وموسیٰ وہارون وعمران۔ اسی طرح حضور پر صلاۃ وسلام بھیجنے کا ایک موقع وہ بھی ہے جبکہ معراج کے لئے جبرئیل علیہ السلام نے آکر عرض کیا تھا کہ :۔" اللہ تعالیٰ نے آپ کو سلام کہا ہے اور اپنے پاس بُلایا ہے"[45]

لہٰذا صلوٰۃ وسلام کے خاص موقعوں میں سے ایک موقع حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت شریف کا ہے اور ذکرِ ولادت کے وقت کھڑے ہوکر سلام پڑھنا مستحب ٹھہرا ۔

صلی اللہ علیٰ محمد۔ صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

مقدّمۂ سوم

کچھ اس کتاب کے بارے میں

اِس کتاب کی شانِ نزول یہ ہے کہ میں نے اپنی پہلی مطبوعہ کتاب "تاریخ مسعودی" (طبع ۱۹۵۴ء) کے آخر میں بعض زیرِ نظر کتب کا اشتہار دیا تھا اُن ہی میں جلسۂ میلاد شریف میں پڑھی جانے کے لائق ایک کتاب کا ذکر "بزم رسول" کے نام سے کیا تھا جس میں مختصراً سیرت پاک پھر اہلِ بیت وخلفائے اربعہ کا ذکر بطورِ ضروری تعارف کے کرنا چاہتا تھا لیکن مضمون کی عظمت اور اپنی نااہلیت کے احساس کی وجہ سے قلم اٹھانے کی ہمت نہ ہوتی تھی اگرچہ دل اس مبارک کام کے سرانجام نہ پاسکنے پر برابر قلق سا محسوس کیا کرتا تھا۔

یہاں تک کہ ۱۹۸۴ء میں حضرت مرشدی نے دہلی حاضری کے موقع پر ایک شب خود ہی فرمایا کہ: "خیال ہے تم ایک کتاب میلاد شریف کی لکھ دو جو مختصر و عام فہم ہو"۔ اِس ارشادِ عالی کو تائیدِ غیبی تصوّر کر کے نہ صرف جرأتِ تحریر پیدا ہوئی بلکہ ایسا لگا کہ غالباً میرے دلی قلق کا علاج بھی ہو جائیگا۔

بے شک! ہر کام کا ایک وقت مقرّر ہے۔ چنانچہ دہلی سے واپسی کے بعد میں نے کتاب کا خاکہ مرتب کیا اور جمع مواد نیز موقع بموقع زینتِ بیان کے لئے تصنیفِ کلام کا کام بھی شروع کر دیا تھا مگر نومبر ۱۹۸۵ء میں ایک آنکھ کے موتیا بند کا آپریشن کرانا پڑا کیونکہ اب لکھنے پڑھنے سے معذوری ہو چکی تھی اور بعد میں بھی کئی سال دیدہ ریزی کا کام نہ ہو سکا۔ آخر کار ۱۹۸۹ء مطابق ماہِ میلاد ۱۴۱۰ھ میں پہلا مسودہ پایۂ تکمیل کو پہنچا اور مصفّی اب ۱۹۹۰ء میں ہو سکا ہے۔

کتاب کی ترتیب ومضمون کے متعلق عرض ہے کہ یہ تقریباً تمام تر حضرت مرشدی علّامہ زید ابوالحسن فاروقی دہلوی دام فیوضہٗ کی تالیفِ لطیف "مجموعہ خیر البیان" سے مستفاد ہے اسی لئے نیز حضرت دادا پیر علیہ الرحمہ کے اسمِ گرامی کی رعایت سے تبرکاً ابتدائے کار میں کتاب کا نام.... "بیانِ خیر البشر" ۱۴۰۶ھ تاریخی نکالا تھا اور "نغمۂ میلادِ خیر" عیسوی تاریخ تکمیل ۱۹۹۰ء ہے....

Marfat.com

حضرتِ مرشدی نے پہلا نام کتاب کے لئے بہت پسند فرمایا اس لئے وہی اس کا نام مقرر ہوا۔ اور دوسرا نام ضمیمہ کا رکھ دیا ہے جو سلام و نعت وغیرہ پر مشتمل ہے۔ خدا کرے یہ راقم الحروف کے لئے خیر الدنیا والآخرہ ثابت ہو۔

علاوہ ازیں واضح رہے کہ اس کتاب کی امتیازی خصوصیات ترتیب وار حسب ذیل ہیں:۔

۱۔ سامعین کا لگاؤ اپنے پیارے نبی سے مضبوط و قائم رکھنے کی غرض سے حلیۂ شریف کو حمد کے بعد بطور نعت رکھا ہے۔

۲۔ بیانات میں حتی الامکان اسناد کا التزام مکمل حوالہ کے ساتھ ملحوظ رکھا ہے۔

۳۔ نغمگی سے قلوب کو فطری ذوق ہونے کی رعایت سے نثر کے ساتھ اشعار بھی پیش کئے ہیں مگر برمحل۔

۴۔ نثر میں حاضرین کی دلچسپی کو برقرار رکھنے کی غرض سے اکثر مکالمہ کا انداز خاصہ کی چیز ہے۔

۵۔ کتبِ میلاد کے عموماً مقررہ عنوانات کے بجائے ہم نے جدید اسلوب سے جاذبِ توجہ سُرخیاں قائم کی ہیں جو انشاء اللہ "کُلُّ جَدِیْدٌ لَذِیْذٌ" ہوں گی۔

۶۔ آیاتِ قرآنی کے ترجمے میں شاہ عبدالقادر کے ترجمہ کا التزام کیا ہے۔

۷۔ کتابیات کی فہرس میں مکمل حوالہ نام مصنف وغیرہ مع زبان اصلی یا ترجمہ سنہ تحریر یا کتابتِ قلمی سنہ طبع مقامِ طبع یا مقامِ اشاعت سے مکمل کیا ہے اور اسناد و حوالے متن میں اِس نشان (ـــ) پر عدد مسلسل سے دیے ہیں جس کی فہرست آخر میں ہے۔

دعا ہے کہ حق تعالیٰ اپنے حبیب کے طفیل ہماری مساعی کو قبول فرمائے اور کتاب کو قبولِ عام عطا کرے۔ قارئین و سامعین بھی آمین کہیں۔

آخراً ہم ان تمام حضرات کے ممنون ہیں اور ادائے شکر کرتے ہیں جن سے اِس کتاب میں استفادہ کیا گیا ہے نیز اس کی تکمیل و تصفیہ و طباعت میں کسی نہ کسی طرح کا تعاون مِلا ہے۔

فقط والسلام

Marfat.com

آدابِ محفل

سورۂ حجرات میں اللہ تعالیٰ نے صحابۂ کرام (اور تمام مسلمانوں) کو اپنے رسول کے آداب سکھائے ہیں کہ "چیخ کر بات نہ کریں اور اس طرح نہ بات کریں جس طرح آپس میں عموماً گفتگو کرتے ہیں۔ اور اللہ کے رسول (کے ادب) کا خیال وہی لوگ کرتے ہیں جن کو اللہ کا ڈر ہے۔ بے عقلوں کو اس کا شعور نہیں"[۴۶] اِن ہی آیتوں کے حوالے سے قاضی عیاض نے امام مالک اور خلیفہ منصور عباسی رحمہم اللہ کا واقعہ نقل کرتے ہوئے لکھا ہے کہ انھوں نے فرمایا: "خوب جان لو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم واحترام آپ کی وفات کے بعد بھی اسی طرح ہے جس طرح پر کہ آپ کی حیات میں"..... پھر قاضی موصوف ہی نے اور نقل کیا ہے: "ابو ابراہیم نے کہا کہ ہر مومن پر واجب ہے کہ جب وہ آپ کا ذکر شریف کرے یا اس کے سامنے آپ کا ذکر کیا جائے تو وہ دل لگا کر سُنے اور عاجزانہ طریقہ سے چُپ چاپ رہے اور اسی طرح با ادب رہے جیسے آپ کے سامنے باادب رہنا چاہیے تھا اور جس طرح اللہ نے ادب کرنے کو کہا ہے۔ اور حضور کی وفات کے بعد جب کبھی صحابہ کرام آپ کا ذکر کرتے تو بہت روتے اور عجز وادب اور تعظیم و دبدبہ کے سبب اُن کے بدن کے رُونگٹے کھڑے ہوجاتے تھے"[۴۷]

اِس لئے حاضرینِ محفل خوب توجہ محبت اور ادب و خاموشی کے ساتھ ذکر شریف سُنیں تاکہ گنہگار نہ ہوں بلکہ پورا ثواب و برکت حاصل کریں اور بہتر ہے کہ دھیرے دھیرے درود پاک پڑھتے رہیں ؎ صل اللہ علیٰ محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔

تعریف اُس خدا کی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ساری تعریفیں صرف اُسی ایک ذاتِ پاک کے لئے زیبا ہیں جو اللہ ہے۔ وہی رب ہے سارے عالموں کا جو اس نے پیدا کئے اور جن کو ہم دنیاوی زندگی میں کسی نہ کسی طرح دیکھ سکتے ہیں۔ اسی طرح اللہ ہی رب ہے اُن عالموں کا بھی جنھیں ہم یہاں اپنی

Marfat.com

آنکھوں یا کسی ذریعہ سے بھی دیکھ نہیں پاتے مگر اس غیب کے وجود پر ایمان و یقین رکھتے ہیں۔ اپنے ناقص علم اور محض اٹکلوں سے نہیں بلکہ سچے نبیوں کی تصدیق و شہادت پر اور آخر میں خود اپنے نبی محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اُس چشم دید مشاہدے کی توثیق میں جو معراج شریف میں کرنے کے بعد ہمیں بتایا۔ ہاں وہ اللہ جو ہر جاندار و بے جان کا خالق، رب اور مالک ہے۔ جس نے قوت و حرکت عطا کر کے قانونِ طبیعی کا سب کو پابند کیا پھر ہر شے و ہر عمل کی حد بندی ایک تقدیر پر کی ہے۔

ہماری تعریفوں سے بھی پرے ہے اللہ کی ذات و صفات جس نے تمام مخلوقات میں انسان کو افضل و اکرم بنا کر اپنی زمین پر اُسے اپنا خلیفہ قرار دیا۔ اِس زمین پر سب سے پہلے انسان سب سے پہلے نبی اور اللہ کے سب سے پہلے خلیفہ آدم علیہ السلام ہیں پھر انسان کی نسل سے اپنے خاص بندوں کو نبی بنایا اور رسولوں میں اپنے حبیب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو افضل ترین اور کامل ترین مرتبہ عنایت کیا۔

تمام تعریفیں صرف اُسی اللہ کے لائق ہیں جس نے اشرف المخلوقات انسان کو عقل و تمیز اور دوسری خاص قوتیں عطا کر کے دیگر مخلوقات سے ممتاز کیا۔ اس لئے قانونِ طبیعی کے ساتھ قانونِ اخلاقی و روحانی اور اصولِ عمرانی یعنی شریعت کی پابندی کا حکم دیا اور سیدھے و سچے طریقے سے دنیا میں زندگی بسر کرنے کے لئے صراطِ مستقیم کی ہدایت مقدس کتابوں اور برحق رسولوں کے ذریعہ فرمائی۔ یہاں تک کہ جب دنیاوی ارتقا کا عمل حدِ تکمیل کو پہنچ گیا تو آخری نبی سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا اور ان ہی کے ذریعہ آخری دستورِ زندگی قرآنِ حکیم کے نام سے مرحمت فرمایا جو ایسی الکتاب ہے کہ اس میں کسی شک و شبہ کا شائبہ بھی نہیں۔

بے شک اس اللہ کی حمد کا حق کیا اور کون ادا کر سکے جس نے انسان کو دنیاوی ارتقائی منزلوں سے گزار کر سب حساب کتاب کر کے اور عدلِ حقیقی سے پورا جائزہ لینے کے بعد اُخروی ارتقار کو مثبت و مستقیم زندگی یعنی جنت اور منفی و معکوس ارتقائی زندگی یعنی دوزخ کو ہمیشہ ہمیش کے لئے لاانتہا بنا دیا۔ اسی لئے اللہ کے رسول نے فرمایا کہ: "اے اللہ میں تیری ثنا کا احاطہ نہیں کر سکتا۔" ؂

اے ہمہ صفت موصوف اور ہر سمت نقص و زوال سے پاک ذات اللہ مجھے وہ سیدھا راستہ

دکھا جس پر تیرے انعام یافتہ خاص بندے یعنی انبیاء و صدیقین و شہداء و صالحین چلے جن پر تیری ناراضی نہیں رہی اور جو بے راہ نہ تھے۔ آمین بحق رحمۃ للعالمین ﷺ صلی اللہ علیٰ محمد۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

تری شان جلّ جلالہٗ

تری حمد کا حق ادا ہو کیا تری شان جلّ جلالہٗ
کروں کس زباں سے تری ثنا تری شان جلّ جلالہٗ

تو ہی ابتدا تو ہی انتہا ترے ہاتھ میں ہے سزا جزا
جو جسے ملا وہ تری عطا تری شان جلّ جلالہٗ

نہ احد کا مثل ہے دوسرا نہ مثالِ احمد مجتبیٰ
یہ معمّہ خوب ہے میم کا تری شان جلّ جلالہٗ

وہ رسول پیارا ہمیں دیا وہی ہاں محمّدِ مصطفیٰ
ملی ہم کو اُن سے رہِ ہُدیٰ تری شان جلّ جلالہٗ

دیا بندگی کا ہمیں مزہ ترا شکریہ ترا شکریہ
ہے خیاؔ کی منتظر اجر کا تری شان جلّ جلالہٗ

لو پہچان لو اللہ کے حبیب کو

حمد کے بعد حضور کے ذکر شریف کو سراپائے مبارک سے شروع کیا جاتا ہے۔ وہ سراپا جو صنعتِ الٰہی کا بے مثال شاہکار اور اللہ کی شان کی بے نظیر مثال ہے اور جو بجائے خود نعت شریف بھی ہے اور ذکرِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی۔ ہاں بیانِ ولادت باسعادت کے ذکر سے پہلے اِسے اِس وجہ سے رکھا ہے تاکہ شمعِ نبوّت کے پروانوں میں ذوق و شوق کی آگ بھڑکے، جذبۂ محبت میں تڑپ پیدا ہو اور محفلِ شریف کے جاری رہنے تک شعورِ ادب بیدار رہے۔

اللہ کے رسول نے نماز میں حضوری کی کیفیت حاصل کرنے کے بارے میں فرمایا ہے جو حضرت عمر ابن الخطاب کی متفق علیہ روایت ہے کہ :" نماز اس طرح پڑھو گویا تم اللہ کو دیکھ رہے ہو اور اگرچہ تم اللہ کو دیکھ نہیں سکتے مگر وہ تو یقیناً تمہیں دیکھ رہا ہے[49]"۔ اگرچہ اللہ کوئی جسم نہیں نہ اس کی شکل و صورت جو ہمارے حواس و ادراک میں آسکے پھر بھی ایک غیبی تصوّر اللہ کی صفتِ بصیر کا انداز حدیثِ مذکور میں سکھایا ہے تاکہ آدابِ خداوندی کا حق ادا کرنے کی کوشش کی جاسکے۔ تو پھر اللہ کے نُور اور ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تصوّر حضور کی اُن

84368

Marfat.com

صفات کی روشنی میں کیوں نہ کیا جائے جو حدیثوں کے ذریعہ شمائل النبی کے عنوان سے ہم تک پہنچی ہیں۔ اور شمائل النبی کے مطابق حضرت ابو ہریرہ و ابو قتادہ کی متفق علیہ روایت ہے: "آپ کو جس نے خواب میں دیکھا اس نے سچ مچ آپ ہی کو دیکھا اور جو کوئی جاگتے میں (چشمِ تصوّر سے) دیکھے اس کا دیکھنا بھی حق ہوگا۔ کیونکہ فرمایا اللہ کے سچے رسول نے کہ شیطان میری صورت نہیں بنا سکتا۔"[50]

اور لطف تو یہ ہے کہ قوتِ تصوّر بھی اور ساری قوتوں کی طرح ایک نعمتِ خداوندی اور عطیاتِ الٰہی سے ہے جس سے صحیح کام لینا عین منشائے قدرتِ باری ہے اسی لئے یہ تصوّر سنّت ہے نبی کی صحابہ کی اور صالحینِ امت کی۔ کیونکہ یہ ایک رابطہ ہے حضوری اور عدمِ حضوری کی حالت کے درمیان جیسا کہ اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار وادیٔ ازرق سے گزرتے ہوئے فرمایا: "کَاَنِّی اَنْظُر یعنی گویا میں دیکھ رہا ہوں موسیٰ کو کہ ایسے اور ایسے ہیں۔"[51]

ہاں یہ تصوّر کرنا صحابہ سے بھی ثابت ہے کہ کبھی وہ کسی موقع کی روایت کرتے تو کہتے تھے۔ کَاَنِّی اَنظُر مثلاً عبد اللہ ابن مسعود نے ایک روایت حضور کی بیان کرتے ہوئے کہا: گویا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ رہا ہوں۔[52]

ہاں یہی وہ نکتہ ہے بزرگانِ نقشبندیہ کا جو بطورِ عمل بالسنّت کے ذکرِ رابطہ یا تصوّرِ شیخ کی تعلیم کرتے ہیں تو گویا تصوّرِ صالحین امت کی بھی ایک سنّتِ حسنہ ہے۔

سراپائے رسول[53]

کہیں سب بیاں ناک نقشے کا سُن کر — یہی ہیں یہی ہیں ہمارے پیمبر
مبارک سرِ سرورِ اللہُ اکبر — کہ سردارِ کونین ٹھہرے وہ یکسر
حسیں گول چہرہ کہ ہے مہرِ انور — جسے دیکھ کر ماند ہوں ماہ و اختر
نگاہیں جھکی شرم و غیرت سے اکثر — فقط گوشۂ چشم سے نکلیں باہر
بھرے نرم و نازک وہ رُخسارِ سرور — کہ جن پر تصدق ہوں سیب و گُلِ تر
وہ رشکِ دُرِ ناب دندانِ انور — چمک اُٹھے بجلی سی اک بولنے پر
وہ ریشِ مبارک تھی شائستہ منظر — سرِ مو جو مٹھی سے زیادہ نہ کم تر

قوی شانے اُمّت کا تھا بار جن پر — جُھکے جو نہ تا عمر ہرگز لچک کر
شکم سینۂ پاک کے تھا برابر — وہ بیضاوی گول اور خوش وضع یکسر
وہ دستِ مبارک دراز اور خوشتر — جنھیں پھیرتے تھے یتیموں کے سر پر
گداز و کشادہ کفِ دستِ اطہر — پڑھی سنگریزوں نے تسبیح جن پر
وہ انگشتِ پُرفیض آبِ مقطّر — اشاروں سے جن کے ہو شق ماہِ انور
بیاں کیا ہو اندازِ رفتارِ سرور — نہ رکھتے تھے پاؤں زمیں پر دھمک کر

بدن نرم و نازک مُعنبر مُعنبر
مہک اُٹھے رستہ گزر جائیں جس پر

پڑھو درُود پڑھو

ہر مسلمان پر واجب ہے کہ جب وہ اللہ کے رسول کا نام سنے تو کم از کم ایک بار درود شریف ضرور پڑھے۔ یہ تو اللہ کا حکم ہے جو قرآن مجید میں دیا گیا ہے اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ "ذلیل و خوار ہو وہ شخص جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ پڑھے"[۵۴] اور فرمایا ہے کہ "جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ رحمت نازل کرے گا۔ اس کے دس گناہ دور کرے گا اور اس کے دس درجے بلند کرے گا"[۵۵]۔ اور جو شخص آپ پر ایک مرتبہ درود پڑھتا ہے فرشتے اُس کے لئے ستر بار دعا کرتے ہیں[۵۶]۔ اور یہ کہ دعا زمین و آسمان کے درمیان معلّق رہتی ہے جب تک کہ درود نہ پڑھا جائے[۵۷]۔

یہی نہیں بلکہ درود شریف کا پڑھنا نفل عبادتوں میں سب سے بہتر ہے۔ سُنئے مشہور صحابی حضرت اُبَیّ ابن کعب کیا کہتے ہیں:۔

اُبَیّ ابن کعب نے حضور سے عرض کیا یا رسول اللہ! میں آپ پر بہت درود پڑھتا ہوں اب آپ بتایئے کہ میں اپنی دُعا کے وقت کتنا درود پڑھا کروں؟

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جتنا جی چاہے۔

اُبَیّ ابن کعب:۔ کُل دعا کا چوتھائی پڑھا کروں؟

Marfat.com

حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) :۔ جتنا جی چاہے۔ ہاں اگر چوتھائی دعا سے زیادہ کرو گے تو تمہارے لئے ہی بہتر ہے۔

اُبیّ ابن کعب :۔ یارسول اللہ! کل دُعا کا آدھا حصہ درود پڑھا کروں؟

حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) :۔ اگر دعا کے آدھے حصہ سے زیادہ پڑھو گے تو تمہارے لئے اور بہتر ہوگا۔ ویسے جتنا جی چاہے پڑھو۔

اُبی ابن کعب :۔ یارسول اللہ تب تو میں اپنی دعا کا سارا وقت آپ پر درود پڑھنے میں صرف کرونگا۔

حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) :۔ اے اُبیّ! پھر تو یہ درود ہی تیرے مقصد کے لئے کافی ہے اور تیرے گناہوں کو دُور کرے گا۔[۵۸]

صَلِّ علیٰ محمّدٍ

پڑھتے ملک ہیں اِنس و جن صَلِّ عَلیٰ محمّدٍ
صَلِّ عَلیٰ محمّدٍ صَلِّ عَلیٰ محمّدٍ

لب پہ ہے سب کے رات دن صَلِّ عَلیٰ محمّدٍ
صَلِّ عَلیٰ محمّدٍ صَلِّ عَلیٰ محمّدٍ

وحدہٗ لاشریک وہ شاہد لاشریک یہ
پردہ ہے میمِ احمدٍ صَلِّ عَلیٰ محمّدٍ
صَلِّ عَلیٰ محمّدٍ صَلِّ عَلیٰ محمّدٍ

کلمہ بھی ناتمام ہے اور اذاں بھی نادرست
آپ کے نامِ پاک بن صَلِّ عَلیٰ محمّدٍ
صَلِّ عَلیٰ محمّدٍ صَلِّ عَلیٰ محمّدٍ

ذکر بھی ہے دعا بھی ہے حفظ بھی ہے شفا بھی ہے
تجربہ خود ہے مُمتحن صَلِّ عَلیٰ محمّدٍ
صَلِّ عَلیٰ محمّدٍ صَلِّ عَلیٰ محمّدٍ

اِس کی فضیلتیں نہ پُوچھ یہ ہیں خیالی بے حسنا
پڑھ تو، شمار کر، نہ گن صَلِّ عَلیٰ محمّدٍ
صَلِّ عَلیٰ محمّدٍ صَلِّ عَلیٰ محمّدٍ

ہوا خلق نور اُن کا خِلقت سے پہلے

حضور کی بے شمار خصوصیات میں ایک بڑی خصوصیت یہ ہے کہ آپ کے اکثر مبارک نام

Marfat.com

اللہ تعالیٰ کے ہم نام ہیں جیسے نور، عزیز، رؤف، رحیم وغیرہ[59]۔ اسی طرح الاوّل والآخر حضور کے نام ہیں۔ چنانچہ حدیث ہے کہ ازل میں اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے آپ کا نور تخلیق فرمایا[60]۔ اسی کے متعلق ایک نعتیہ شعر مولانا قاسم نانوتوی بانیِ دار العلوم دیوبند کا نقل ہے ؎

سب سے پہلے مشیّت کے انوار سے نقشِ رُوئے محمد بنایا گیا
پھر اسی نقش سے مانگ کر روشنی بزمِ کون و مکاں کو سجایا گیا[61]

یہی وہ نور ہے جسے دنیا میں آپ کے ظہور فرمانے پر کلام اللہ میں آیا ہے کہ:۔"بے شک تصدیق آ گیا ہے تمہارے پاس نور اور واضح کتاب[62]"۔ اور پھر فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ:۔"اے نبی ہم نے تمہیں بھیجا شاہد و مبشّر و نذیر بنا کر اللہ کی طرف بہ حکمِ الٰہی دعوت دینے والا اور سراجِ منیر (یعنی روشن چراغ) ہاں ازل میں انبیاء کی رُوحوں سے اقرار و میثاق میں بھی آپ ہی اوّل تھے[63]۔ اگرچہ حضور پُر نور عالمِ دنیا میں تمام انبیاء سے آخر میں تشریف لائے اور اس طرح آپ سید الاوّلین کے ساتھ خاتم النبیین ہوئے[64]۔ یہ ہے اس نورِ مجسم کا الاول والآخر ہونا۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

مگر واضح رہے کہ نبی بھی آپ اسی وقت تھے جبکہ آدم علیہ السلام ابھی جسم و روح کے درمیان ہی تھے یعنی ابھی ان کی تخلیق ہوئی تھی نہ ولادت[65]۔

جب بابا آدم علیہ السلام نے آنکھ کھولی

اور حضرت دادی حوّا علیہا السلام کو آدم کی تسلّی کے لئے تنہائی کا ساتھی بنا کر جنت میں بسایا مگر حکمِ الٰہی کے برخلاف ان سے بھول ہو گئی اور نافرمانی کر بیٹھے۔ بعد کو نادم ہو کر آدم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا۔"اے میرے رب تو میری خطا کو محمد کے طفیل معاف کر دے۔

خطابِ الٰہی:۔ اے آدم تم نے محمد کو کس طرح پہچان لیا وہ تو ابھی عالمِ وجود میں نہیں آئے؟

آدم علیہ السلام:۔ اے میرے رب جبکہ تو نے اپنی قدرت سے مجھے بغیر ماں باپ کے پیدا کیا اور میرے جسمِ خاکی میں روح ڈالی اس وقت میں نے سر اٹھا کر عرشِ مجید پر نظر کی تو دیکھا کہ اس کے پایوں پر لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہوا تھا میں نے جان لیا کہ تیرے نام کے ساتھ تیرے محبوب ہی کا نام ہو سکتا ہے۔

Marfat.com

خطابِ الٰہی :- اے آدم تو نے بالکل درست سمجھا محمد یقیناً ساری مخلوقات میں مجھے سب سے زیادہ محبوب ہیں۔ تم نے ان کے وسیلے سے دعا کی ہے اس لئے میں تمہاری خطا معاف کرتا ہوں کیونکہ اگر محمد نہ ہوتے تو تمہیں بھی پیدا نہ کرتا۔[٦٦]

ہاں اور سنو۔ دنیا میں حضور کے تشریف لانے کی خوشخبری اور پیش گوئی اللہ کی تمام پچھلی مقدس کتابوں اور اللہ کے نبیوں و رسولوں نے دی۔ بحکمِ قرآن :-

جنہوں نے تابعداری اختیار کی رسول و نبیِّ اُمّی کی انھوں نے پایا ہے اُن کے بارے میں تورات اور انجیل میں۔[٦٧] یہی وجہ ہے کہ جب اہلِ کتاب یعنی یہودیوں اور عیسائیوں نے آپ کو دیکھا پرکھا تو اچھی طرح سے پہچان لیا۔[٦٨] اور کیوں نہ پہچانتے جب کہ تورات کتابِ استثنا اور کتاب حبقّوق میں اور زبور کی کتاب دوم میں اور انجیل کی کتاب یوحنّا میں انھوں نے حضور کے متعلق پیش گوئیاں پڑھ رکھی تھیں اور آپ کے ظہورِ پُر نور کے انتظار میں رہتے تھے کہ وہ سردار وہ مددگار وہ خلاصی دلانے والا یا فارقلیط بہ معنی احمد یونانی زبان میں یا سریانی میں برقلیطس اور مُنحمنّا بہ معنی محمد عبرانی زبان میں۔ سب نبیوں اور عیسیٰ علیہ السلام کے بعد ضرور آنے والا اور اَبد تک رہنے والا ہے۔ یہی نہیں بلکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یہ بھی خبر دی ہے کہ :- خداوند سینا سے آیا اور شعیر (یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے علاقہ) سے آشکارا ہوا اور فاران سے جلوہ گر ہوا۔[٦٩] وغیرہ۔

اسی طرح زبور میں حضرت داؤد نے حضور کے گُن گائے ہیں کہ :- تو بنی آدم میں سب سے حسین ہے۔ تیرے ہونٹوں میں لطافت بھری ہے۔ اسی لئے خدا نے تجھے سب کے لئے مبارک کیا۔ اے زبردست تو تلوار کو جو تیری حشمت و شوکت ہے حمائل کر اور سچائی و حلم اور صداقت کی خاطر اپنی شان و شوکت میں اقبال مندی سے سوار ہو۔ اور تیرا داہنا ہاتھ تجھے مہیب کام دکھائے گا۔ تیرے تیر تیز ہیں۔ وہ بادشاہ کے دشمنوں کے دل میں لگے ہیں۔ اُمتیں تیرے سامنے زیر ہوتی ہیں۔ وغیرہ وغیرہ۔[٧١]

اب انجیل کی پیش گوئی بھی سنو۔ حضرت یسوع مسیح سے اُن کے شاگرد فلپّس نے پوچھا۔ اے خداوند باپ (خدا) کو ہمیں دکھا۔

Marfat.com

یسوع نے جواب دیا۔ اے فِلپُّس میں اتنی مدّت سے تیرے ساتھ ہوں کیا تو مجھے نہیں جانتا۔جس نے مجھے دیکھا اس نے باپ (خدا) کو دیکھا ... ... اور فرمایا کہ اب :۔ میں باپ کے پاس جاتا ہوں اور میں باپ سے درخواست کروں گا کہ وہ تمہیں دوسرا مددگار بخشے گا جو ابَد تک تمہارے ساتھ رہے۔ اور اب میں تم سے زیادہ باتیں نہیں کروں گا۔ کیونکہ دنیا کا سردار (سرورِ عالم) آتا ہے اور ہاں سنو یہ بھی فرمایا کہ :۔ جب وہ مددگار آئے گا جس کو میں باپ کی طرف سے بھیجوں گا تو وہ میری گواہی دے گا[۴۲]

اِن آسمانی کتابوں کے علاوہ دنیا میں آپ کی آمد کی خبر دوسری مشہور مقدس کتابوں میں بھی ملتی ہے جن میں آخری زمانہ میں ہونے والے ایک کالکی اَوتار کی نشان دہی کی گئی ہے[۴۳]۔

علاوہ ازیں گواہی دی نیک انسانوں نے مقدس کتابوں کی یقینی اور دستاویزی ثبوت کی بنا پر مثلاً کعبِ احبار، وہب ابن منبہ وغیرہ نے۔ جبکہ اللہ کے نُور کی روشنی ہر طرف پھیلنے لگی۔ اِن ہی خوش قسمت لوگوں میں حضرت عبداللہ ابن سلام بھی ہیں جو مدینہ کے یہودیوں میں مشہور دانش ور اور عالمِ دین تھے اپنی معلومات کے مطابق بعدِ ہجرت حضور کے پاس آکر ایمان لائے اور اسلام قبول کیا تو حضور نے ان سے پوچھا :۔

حضور :۔ اے ابن سلام کیا تُو ہی یثرب والوں کا عالم ہے ؟

ابنِ سلام :۔ جی ہاں حضور میں ہی ہوں۔

حضور :۔ میں اب تجھے قسم دیتا ہوں اس خدا کی جس نے نازل کیا توارت کو۔ کیا پاتا ہے تو میری صفت اللہ کی اس کتاب میں ؟

ابنِ سلام :۔ ہاں سچ ہے یارسولُ اللہ۔ گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں اور اللہ تعالیٰ ظاہر و غالب کرنے والا ہے آپ کو اور آپ کے دین کو تمام دینوں پر۔ وغیرہ وغیرہ۔

بہرحال جیسے جیسے سچے نبی کے ظہور کا زمانہ قریب آتا گیا ویسے ویسے سچے خوابوں میں بھی خوش خبریاں ملنے لگیں۔ کبھی اشاروں میں تو کبھی کھُلے طور پر۔ چنانچہ

عبد المطلب نے خواب دیکھا

مکہ معظمہ میں بیت اللہ شریف کے اُتّر میں ایک چھوٹی سی دیوار بنی ہے جس کو حجر یا حطیم بھی

Marfat.com

کہتے ہیں۔ حضور کی ولادت سے بہت دن پہلے کی بات ہے عبد المطلب مقامِ حجر میں سو رہے تھے کہ ایک عجیب و غریب خواب سے گھبراہٹ میں آنکھ کھل گئی اور اُسی وقت قریش کی کاہنہ کے پاس گئے۔

کاھنہ:۔ (عبد المطلب کی اس حالت کو دیکھ کر بولی) کیا بات ہے جو اتنے گھبرائے ہوئے ہو کیا کوئی حادثہ پیش آیا ہے ؟

عبد المطلب:۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ میری پیٹھ میں سے ایک چاندی کی زنجیر نکلی۔ وہ بڑھتی ہی گئی اور اس کا ایک سرا آسمان پر پہنچ گیا۔ اس زنجیر میں سے اور بہت سی زنجیریں نکلیں پھر سب پھیل کر دنیا میں چاروں طرف چھا گئیں۔ پھر دیکھتے ہی دیکھتے وہ زنجیر بدل کر درخت بن گئی۔ اس میں سے سورج سے زیادہ تیز روشنی نکل رہی تھی۔ میں نے دیکھا کہ سارا عالم اس کی طرف سجدہ کر رہا ہے۔ پھر دیکھا کہ وہ درخت بڑھتا اور اونچا ہوتا جا رہا ہے اور اس میں نوُر یا روشنی تیز سے تیز تر ہوتی جاتی ہے۔ کبھی وہ چھپ جائے اور کبھی وہ ظاہر ہو جائے۔ پھر میں نے دیکھا کہ قریش کے بہت سے لوگ اس کی شاخوں کو پکڑ کر لٹکے ہوئے ہیں اور قریش کی ایک دوسری جماعت دیکھی جو اس کو کاٹنا چاہتی ہے۔ یہ دوسرے لوگ جب درخت کے پاس پہنچتے ہیں تو ایک بڑے خوبصورت جوان نے بڑھ کر اُن لوگوں کی ہڈی پسلی توڑ دی اور ان کی آنکھیں پھوڑ دیں۔ میں نے بھی اپنا ہاتھ بڑھایا کہ اس درخت سے اپنا حصہ لے لوں مگر ناکام رہا۔ میں نے اس خوبصورت جوان سے پوچھا کہ اس درخت سے کن لوگوں کو فائدہ ہوگا۔ اس نے بتایا کہ جو اس میں لٹکے ہوئے ہیں۔ اس خواب کی وجہ سے میں گھبرا کر تمہارے (کاہنہ کے) پاس آیا ہوں۔ تم اس کی تعبیر بتاؤ۔

کاھنہ:۔ (خواب سن کر اس کے چہرے کا رنگ بدل گیا پھر سنبھل کر بولی) سچ مچ تم نے یہ خواب دیکھا ہے تو تمہاری نسل میں سے ایک ایسا آدمی پیدا ہوگا جو ساری دنیا کا مالک ہوگا۔ لوگ اس کے دین پر ہوں گے۔ اس کا دین تمام دینوں کو رد کر دے گا اور اس کا نُور سورج سے زیادہ روشن ہوگا جو تمام عالم کو گھیر لے گا اور قیامت تک باقی رہے گا۔

(پھر اس خواب کو عبد المطلب نے اپنے بیٹے ابو طالب سے بیان کیا اور کہا)

عبد المطلب:۔ شاید وہ شخص تمہاری ذات ہو۔

Marfat.com

ابو طالب :۔ (حضور کے نبی ہونے کے بعد یہ واقعہ ابو طالب اس طرح بیان کرتے ہیں)

"خدا کی قسم وہ درخت ابو القاسم الامین کی ذات ہے"

لوگوں نے پوچھا۔ جب حقیقت یہ ہے تو پھر تم کیوں ایمان نہیں لے آتے؟

ابو طالب :۔ صرف اس غیرت سے رُکا ہوا ہوں کہ لوگ یہ نہ کہیں کہ بڑھاپے میں آ کر اپنے باپ دادا کا طریقہ چھوڑ دیا اور بھتیجے کا دین اختیار کر لیا۔[۵]

لو یک نہ شد دو شد

ہاں جب ولادت کے دن قریب ہوئے تو محترم دادا صاحب ہی نے پھر خواب دیکھا کہ جیسے کوئی کہہ رہا ہے کہ اے عبد المطلب تمہارے یہاں جہانوں کا سردار پیدا ہوگا اس کا نام محمد رکھنا (یعنی جس کے گُن سبھی گائیں گے) اسی طرح کا خواب حضور کی والدہ محترمہ نے بھی دیکھا تھا۔[۶،۷]

مرحبا شانِ ولادت

حضور کے دادا جناب شیبہ عبد المطلب کے دس بیٹوں میں ایک جناب عبد اللہ بھی تھے جن کی شادی پچیس سال کی عمر میں محترمہ آمنہ بنتِ وہب زُہری سے ہوئی۔ پھر جناب عبد اللہ کا انتقال شادی کے جلد ہی بعد حضور کی پیدائش سے قریب سات ماہ پہلے ہی ہوگیا۔

بہرحال بطنِ مادر میں پورے نو ماہ بہ خیر و خوبی گزار کر آپ ۱۲ ربیع الاول کو پیر کی صبح صادق کے مبارک وقت عالمِ دنیا میں تشریف لائے۔ اس کے مطابق ماہ اپریل ۵۷۰ء تھا۔ مکّہ میں ابرہہ کے واقعۂ فیل کا پہلا سال تھا۔ ایران میں شاہ نوشیروانِ عادل کا زمانہ تھا۔ ہندوستان میں وردھن خاندان کا عہدِ حکومت اور روم و شام پر ہرقل کی شہنشاہی کا دور دورہ تھا۔

حضور کی ذات ہمیشہ سراپا معجزات رہی۔ چنانچہ آپ کی پیدائش کے متعلق جنابِ فاطمہ والدہ عثمان بن ابی العاص کہتی ہیں کہ :۔ میں ولادت شریف کے موقع پر موجود تھی۔ اس وقت سارا گھر نور سے جگمگا رہا تھا اور ستارے زمین سے اتنے قریب آگئے کہ لگتا تھا کہ ابھی مجھ پر ہی گر پڑیں گے اور جناب شفا والدہ عبد الرحمن بن عوف کہتی ہیں کہ آپ کی ولادت میرے

Marfat.com

ہاتھ پر ہوئی۔ اس وقت سارا عالم میرے سامنے روشن نظر آیا اور میں نے ملکِ شام کے محلات دیکھ لئے۔ محترمہ بی بی آمنہ آپ کی والدہ فرماتی ہیں کہ وقتِ ولادت میں نے کھلی آنکھوں دیکھا کہ میرے شکم سے ایک نوُر نکلا جس سے شہر بصریٰ روشن نظر آیا۔ اور فرماتی ہیں کہ :- پیدائش کے بعد جب آپ پر میری نظر پڑی تو دیکھا کہ آپ کا سر مبارک آسمان کی طرف اُٹھا ہوا ہے۔ ایک مٹھی بندھی ہوئی ہے مگر ایک انگلی اٹھی ہوئی ہے۔ پھر آپ نے سرِ مبارک زمین پر رکھ دیا۔ آپ کے دادا شیبہ عبدالمطلب کہتے ہیں کہ اس رات میں حرمِ پاک کا طواف آخر شب کر رہا تھا۔ میں نے کعبہ کو مقامِ ابراہیم کی طرف جھکتے دیکھا اور اللہ اکبر کی آواز تین بار سنائی دی اور جیسے کوئی کہہ رہا تھا کہ میں (یعنی خانۂ کعبہ) مشرکوں کی جاہلیت سے پاک ہوا اور دیکھا کہ عہدِ جاہلی کے بُت جیسے گِرے پڑے ہیں اور آواز آئی کہ خوب سُن لو آمنہ کے بطن سے محمد پیدا ہو گئے ہیں (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)۔ پھر دادا صاحب غیبی طور پر ولادت کی یہ خوش خبری سُن کر جلدی سے گھر آئے اور مارے خوشی کے آپ کو دیکھنے کو مانگا، پیار کیا اور آپ کو حرمِ پاک کی زیارت کو لے گئے۔ پھر ساتویں روز سنّتِ ابراہیمی کے مطابق آپ کا عقیقہ کیا جس میں بہت سے اونٹ ذبح کر کے مکہ والوں کی دعوت کی اور آپ کا نام بشارتوں کے مطابق محمد رکھا اور کہا کہ یہ نام اس لئے رکھا ہے کہ آسمانوں میں اللہ تعالیٰ اور زمین پر تمام مخلوقِ خدا اِن کی تعریف کرے (کیونکہ محمد کے معنی ہیں بہت سراہا ہوا[78])۔

ذکرِ ولادت شریف کے خاص موقع کی مناسبت سے تعظیماً اور ادباً قیام کے ساتھ آپ پر صلوٰۃ وسلام پڑھنا معتبر عالموں نے مستحب یعنی عمدہ اور نیک عمل بتایا ہے[79]۔ تو بسم اللہ آیئے سب حاضرینِ محفلِ پاک پورے جذبۂ محبت وادب اور دلی ذوق وشوق کے ساتھ آپ کے حلیۂ مبارک کے تصوّر میں ڈوب کر وَرَفَعۡنَا لَكَ ذِكۡرَكَ کی عملی تفسیر بلند آواز سے سنائیں۔

یا نبی سلام علیک

آیا شاہدِ لولاک	دولھا بزمِ انبیاء کا
شور اٹھا صلِّ علیٰ کا	اَبی و اُمّی فِداک

Marfat.com

یا نبی سلام علیک ، یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک ، صلوٰۃ اللہ علیک

بی بی آمنہ کے جائے — اے خوشا تشریف لائے
سُن کے پنچھی چہچہائے — گُل و غنچے مُسکرائے

یا نبی سلامُ علیک ، یا رسول سلامُ علیک
یا حبیب سلامُ علیک ، صلوٰۃُ اللہ علیک

نور کا تڑکا مبارک — چاند سا مُکھڑا مبارک
خُلد کا حُلّہ مبارک — عرش کا تحفہ مبارک

یا نبی سلامُ علیک ، یا رسول سلامُ علیک
یا حبیب سلام علیک ، صلوٰۃُ اللہ علیک

شہرِ مکّہ خیرِ مولد — شرک و شر سے دُور اب جد
نامِ نامی ہے محمّد — حق احد ہے آپ احمد

یا نبی سلامُ علیک ، یا رسول سلامُ علیک
یا حبیب سلامُ علیک ، صلوٰۃ اللہ علیک

مرحبا شانِ ولادت — ہے خیالی اس کی برکت
برسا ہر سُو ابرِ رحمت — آپ پر ختمِ نبوّت

یا نبی سلامُ علیک ، یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلامُ علیک ، صلوٰۃ اللہ علیک

یہ خاندان اللہ کی شان !

ہمارے پیارے نبی سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نامِ نامی محمد ہے اور آپ بیٹے ہیں عبد اللہ کے۔ وہ بیٹے ہیں عبد المطلب شیبہ کے۔ وہ بیٹے ہیں عمرو ہاشم کے۔ ان سے اوپر چودہ پشتوں کے بعد انیسویں دادا کا نام عدنان ہے۔ یہاں تک اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

نے اپنا نسبِ مبارک بیان فرمایا ہے کہ حضرت اسماعیل وحضرت ابراہیم (علیہما السلام) میرے اجداد میں تھے۔ عدنان سے اوپر سلسلہ وار ناموں کی تحقیق نہیں ہے اسی لئے حضرت عائشہ صدیقہ وحضرت عمرو ابن العاص وحضرت عبداللہ ابن مسعود نیز دیگر صحابہ نے عدنان سے اوپر نسب شریف میں ناموں کے بیان کرنے والوں کو جھوٹا کہا ہے جو حضرت آدم علیہ السلام تک نام بنام گناتے ہیں[۸۰]۔ اور حدیث میں آپ نے فرمایا ہے کہ:۔ "بے شک اللہ نے حضرت ابراہیم کی اولاد میں سے پسند کیا اسماعیل کو اور ان کی اولاد میں سے بنی کنانہ (یعنی حضور کے بارہویں دادا) کو اور ان کی اولاد میں سے قریش کو اور ان میں سے بنی ہاشم کو اور ان میں سے مجھ کو"[۸۱] اور فرمایا کہ:۔ "میرے نسب میں زمانۂ جاہلیت کی بدعنوانیاں کبھی نہیں رہیں بلکہ ہمیشہ نکاح کا طریقہ جاری رہا"[۸۲] نیز یہ کہ آپ کی ننھیالی و ددھیالی پشتوں میں عہدِ جاہلی کی خرابیاں ہرگز نہیں پائی گئیں[۸۳]

دوسری بات یہ یاد رہے کہ بعض عالموں کے نزدیک خاندانِ قریش کا نام کنانہ کے بیٹے قیس نضر کی اولاد سے اور بعض کے خیال میں قیس نضر کے پوتے فہر کی اولاد سے پڑا۔ اور آپ کے پردادا عمرو ہاشم کی اولاد بنی ہاشم یا ہاشمی کہلاتی ہے۔

آپ کے ددھیالی عزیز اور مشہور اقربا جو شروع ہی میں ایمان لائے وہ حضرت حمزہ سید الشہداء اور حضرت عباس حقیقی چچا ہیں اور چچیرے بھائی حضرت علی ابن ابی طالب ہیں۔

ایمان نہ لانے والوں میں حقیقی چچا ابو طالب جو آپ کے چاہنے والے اور نہایت مہربان تھے ان کے علاوہ ابولہب بھی حقیقی چچا تھا مگر سخت دشمن۔

ننھیال میں آپ کی والدہ محترمہ کا نام حضرت آمنہ بنتِ وہب زہری تھا جن کا نسب زہرہ ابن کلاب پر پہنچتا ہے۔ اسی لئے حضور نے حضرت سعد زہری کو اپنا ماموں فرمایا ہے[۸۴]۔

یہ خوب شجرہ ہے

ہیں حضور ابنِ حضرت عبداللہ	دادا جان عبدِ مطلب شیبہ
عمرو ہاشم ہیں سیدُ البطحا	پھر مغیرہ ہیں تیسرے دادا
پھر ہیں زیدِ قُصی، حکیم کلاب	ہیں چھٹے دادا مُرّہ پھر ہیں کعب

Marfat.com

پھر ہیں غالب تو فہر دادا نویں	باپ مالک کے نضر گیارہویں
پھر کنانہ ہیں اور خزیمہ ہیں	چودہویں دادا ایک مُدرِکہ ہیں
پھر ہیں الیاس اور مُضر کے بعد	ایک دادا نزار پھر ہیں مَعَد
دادا انیسویں جو ہیں عدنان	معتبر ٹھہرا اُن کا نام و نشان
اِن کے دادوں میں دو نبیِ جلیل	ہیں براہیم و حضرت اسماعیل

ماں بنی زُہرہ نام آمنہ ہے
اے خیاؔلی یہ خوب شجرہ ہے

صلِّ علیٰ حضور کا بچپن اور نوجوانی

اب آپ حضور کے دُودھ پینے کے زمانے یعنی رضاعت، شقِّ صدر کا واقعہ اور کھیل کود یعنی قریب بارہ سال کی عمر کے مختصر حالات اور ضروری جانکاری کے اشاروں کی بات سُنیئے :-

ولادت شریف کے بعد حضور نے صرف گنتی کے چند دنوں اپنی والدہ محترمہ کا دودھ پیا۔ اس کے بعد ابولہب کی لونڈی ثُوَیبہ نے دودھ پلایا۔ پھر عرب کے شریفوں کے مطابق جب مکّہ میں دیہات کی دودھ پلانے والیاں بچوں کو لینے آئیں تو ان ہی میں حلیمہ سعدیہ بنت ابی ذُوَیب اپنے شوہر حارث ابن عبداللہ کے ساتھ آئیں۔ خدا نے اپنے حبیب دُرِّ یتیم کی رضاعت اُسی غریب جوڑے کی قسمت میں رکھی تھی۔ چنانچہ وہ حضور کو لے کر اپنے پڑاؤ پہنچیں اور دودھ پلایا تو روزانہ کے برخلاف اِتنا دودھ اُترا کہ آپ کے دودھ شریکے بھائی عبداللہ بھی پی کر چھک گئے۔ پھر حارث نے جب اپنے لوگوں کے لئے اونٹنی کو دوہا تو اُن کی دُبلی پتلی اور بھوکوں مرتی اونٹنی نے بھی بہت کافی دودھ دیا۔ اس پر حارث نے دائی حلیمہ سے خوش ہو کر کہا کہ اے حلیمہ خدا کی قسم تم بہت ہی مبارک بچہ لائی ہو۔

بی بی حلیمہ کہتی ہیں کہ دو سال پر دودھ چھڑانے کے وقت حضور اتنے تندرست اور طاقت وَر تھے کہ چار سال کے لگتے تھے اور دستور کے مطابق وہ آپ کو مکّہ واپس پہنچانے گئیں تو واپسی پر ان کی ممتا نے ایسا جوش مارا کہ انھوں نے جناب آمنہ سے آپ کو پھر واپس لے جانے کی التجا کی

Marfat.com

اور اجازت پاکر وہ آپ کو پھر واپس لے آئیں اور حضور پھر اُن ہی کے یہاں پرورش پانے لگے۔

اسی دوران وہ عظیم الشان واقعہ پیش آیا جسے شقِ صدر کہا جاتا ہے۔ اس کے معنی ہیں سینہ یا دل کا کھلنا۔ حضور کے شقِ صدر کا مطلب ہے قدرتِ الٰہی کا وہ انتظام جس کے ذریعہ آپ کے مبارک دل کو دنیا کی خرابیوں سے پاک وصاف کرکے شیطانی وسوسوں سے محفوظ رکھنا ہے۔ کہتے ہیں کہ آپ کا شقِ صدر بقول مشہور تین بار ہوا۔ پہلا شقِ صدر دائی حلیمہ کے گھر پرورش پانے کے دوران۔ دوسرا غارِ حرا میں نبوت کی پہلی وحی نازل ہونے کے وقت اور تیسرا شبِ معراج میں دعوتِ عرش بریں اور عالم بالا کی سیر کے قبل۔

بہر حال دائی حلیمہ کے گھر جبکہ آپ کی عمر شریف چار سال کے قریب تھی اور پہلے شقِ صدر کا واقعہ پیش آیا اس کا بیان دائی حلیمہ ہی کی زبانی سُنیئے:۔

دائی حلیمہ:۔ (کہتی ہیں کہ) جب حضور کو میں دوبارہ گھر واپس لے آئی تھی تو ایک دن ایسا ہوا کہ آپ کا دودھ شریکا بھائی عبداللہ ضُمیرآپ کو ساتھ لے کر گھر کے پچھواڑے بکریاں چَرانے گیا ہوا تھا کہ اچانک دوڑا ہوا بہ حالتِ پریشانی آیا اور کہنے لگا۔

عبداللہ:۔ آماں آماں! میرے قریشی بھائی کے پاس دو سفید پوش آدمی آئے اور انھوں نے اس کا پیٹ پھاڑ دیا۔

دائی حلیمہ:۔ (کہتی ہیں کہ) یہ سنتے ہی میں اور میرے شوہر حارث بھاگے ہوئے گئے تو دیکھا کہ آپ خاموش کھڑے ہیں اور چہرے کا رنگ اُڑا سا ہے۔ حارث نے جاتے ہی آپ کو چمٹا لیا اور پوچھنے لگے۔

حارث:۔ ارے بیٹے تجھے کیا ہوگیا؟

حضور۔ (نے جواب دیا کہ) دو سفید پوش آدمی آئے اور مجھے لِٹا کر پیٹ چاک کیا اور کوئی چیز نکال کر پھینک دی پھر چاک کو برابر کر دیا کوئی زخم نہ رہا۔ البتہ بدن میں کچھ سردی کے آثار ہیں [۸۵]

حارث۔ (نے حلیمہ سے کہا) اے حلیمہ مجھے ڈر ہے بچے کو کچھ ہو نہ جائے بہتر ہے اسے اس کے گھر مکہ میں ماں کے پاس پہنچا دو۔

دائی حلیمہ کہتی ہیں کہ پھر میں آپ کو لے کر مکہ میں آپ کی والدہ محترمہ بی بی آمنہ کے سپرد کرنے پہنچی۔ بی آمنہ نے حیرت سے پوچھا۔ کیوں انّا تم بچے کو اوّل تو بڑے چاؤ سے واپس لے گئیں اور

Marfat.com

پھر جلد ہی (یعنی دو ہی سال بعد) واپس بھی لے آئیں۔ ٹھیک ٹھیک بتاؤ کیا معاملہ ہے؟

دائی حلیمہ نے سارا واقعہ بیان کیا تو بی بی آمنہ نے کہا۔

کیا تمہیں اس کے بارے میں شیطان کا ڈر ہے؟

دائی حلیمہ :- ہاں مجھے ایسا ہی لگتا ہے کہ کہیں کم بخت کوئی تکلیف نہ پہنچا دے۔

بی بی آمنہ (نے کہا) :- اے حلیمہ! خدا کی قسم اس بچّہ پر شیطان کا کچھ بھی اثر نہیں ہو سکتا میں نے اس کی عجیب شان دیکھی ہے۔

بہر حال اب آپ اپنی والدہ محترمہ کے پاس پرورش پانے لگے۔ اس وقت آپ چار سال کے ہو چکے تھے لیکن گھر کی حالت بڑی تنگی سے بسر ہو رہی تھی اور یہ تو معلوم ہی ہو چکا ہے کہ حضور پیدا ہی یتیم ہوئے تھے اسی دُرِّ یتیم کے لئے اللہ نے فرمایا ہے کہ (اے نبی) بھلا نہ پایا تجھ کو یتیم پھر جگہ دی۔ ظاہر ہے کہ آپ کی یہ یتیمی اور گھر کا یہ حال کہ والد محترم جناب عبداللہ بعمر پچیس سال عین اُٹھتی جوانی میں وفات پا جانے کی وجہ سے ابھی زیادہ مال و جائداد بھی مُہیّا نہ کر پائے تھے چنانچہ انھوں نے اپنے پیچھے صرف پانچ اونٹ کچھ بکریاں اور ایک لونڈی بَرکہ اُمِّ ایمن چھوڑی تھی [۹۶]

خیر! دائی حلیمہ کے گھر سے دوبارہ واپسی پر حضور کی والدہ محترمہ آپ کی پردادی کے گھر والوں کو دکھانے مدینے لے گئیں۔ (کیونکہ شیبہ عبدالمطلب کی سگی ماں بھی مدینے کی تھیں) ایک ماہ وہاں رہ کر مکّہ واپس ہو رہی تھیں کہ راہ میں بمقامِ ابواء انتقال کر گئیں۔ وہیں دفن ہوئیں اور اُمِّ ایمن حضور کو لئے ہوئے مکّہ پہنچیں۔ اس وقت حضور کی عمر شریف چھ سات سال تھی۔

مکّہ آکر دادا عبدالمطّلب کے سایۂ شفقت میں حضور پرورش پانے لگے جو آپ کو دل و جان سے عزیز رکھتے تھے۔ اللہ کی مرضی کہ دو ہی سال بعد پیارے دادا صاحب بھی وفات پا گئے۔ ان کی وصیت کے بموجب پھر آپ اپنے بڑے چچا عبدِ مناف ابوطالب کی تربیت میں آگئے اور آٹھ سال حضور کی عمر شریف سے لے کر ابوطالب اپنے مرتے دم تک آپ پر از حد مہربان رہتے یہاں تک کہ حضور کے اعلانِ نبوت کے بعد بھی وہ آپ کے پُرجوش حامی اور مددگار رہے۔ اگرچہ خود ایمان نہیں لائے تھے۔

صبحِ زندگی اور شام کا سفر

آپ کی عُمرِ شریف جب بارہ سال کی ہوئی۔ اُسی زمانے میں آپ کے چچا ابوطالب نے تجارت

Marfat.com

کے لئے مُلکِ شام جانے کا ارادہ کیا اور اپنے ساتھ حضور کو بھی لیتے گئے۔ راستے میں کسی مقام پر ایک عبادت خانہ یعنی دیر تھا۔ وہاں کے راہب یعنی مذہبی پیشوا کی نظر حضور کے پُر نور چہرے پر پڑی تو اُس نے غور سے دیکھ کر ابو طالب سے یوں گفتگو کی :۔

راہب (نے پوچھا) یہ لڑکا کون ہے ؟

ابو طالب (نے کہا) یہ میرا فرزند ہے۔

راہب:۔۔۔۔ یہ بات صحیح نہیں ہو سکتی۔ یہ لڑکا تیم معلوم ہوتا ہے۔

ابو طالب:۔۔۔۔ تم ٹھیک کہتے ہو۔

راہب:۔۔۔۔ دیکھو! انھیں یہودیوں سے بچائے رکھنا۔

پھر تجارتی قافلہ اُس مقام سے روانہ ہو کر مُلکِ شام کی سرحد پر شہر بصریٰ پہنچا۔ اُس میں عیسائیوں کا ایک بڑا کلیسا یعنی عبادت خانہ واقع تھا۔ جُرجیس راہب اُس عبادت خانے کا اِمام تھا اور بحیرا کے نام سے مشہور تھا۔ بڑا عالم آدمی تھا۔ جس وقت ابو طالب کا قافلہ وہاں پہنچ رہا تھا بحیرا بھی اُس دن خلافِ معمول اپنے صَومعہ یعنی عبادت خانے سے نکل آیا اور اہلِ قافلہ سے کہا کہ :۔ تم سب چھوٹے بڑے ہمارے مہمان ہو۔ سب لوگ دعوت میں شرکت کے لئے گئے۔ حضور کی عمر شریف سب سے کم تھی اور آپ پڑاؤ کے قریب ایک درخت کے نیچے آرام سے سو رہے تھے۔ کسی نے آپ کو نہ جگایا اور آپ سب کے ساتھ نہ جا سکے۔ بحیرا نے ایک ایک شخص کو بڑے غور سے دیکھا اور کسی میں نورِ نبوّت کا اثر نہ پایا تو اُس نے لوگوں سے پوچھا :۔

بحیرا۔۔۔۔ کیا تم میں سے کوئی شخص رہ گیا ہے ؟

قُریش کے لوگ بولے ہاں۔ عبد المطلّب کی اولاد میں سے ایک کمسن لڑکا رہ گیا ہے۔

بحیرا (نے کہا)۔ کتنی بُری بات ہے کہ تم سب تو آ جاؤ اور ایک بچّے کو چھوڑ آؤ۔ جاؤ اور اُسے بھی لے کر آؤ۔ یہ سُن کر آپ کے سب سے بڑے چچا حارث بن عبد المطلب اُٹھ کر گئے اور آپ کو لا کر اپنے پاس دسترخوان پر بٹھایا۔ بحیرا آپ کی ہر ہر بات کو بڑے غور سے دیکھتا رہا۔ جب سب لوگ کھانا کھا کر جانے لگے تو بحیرا آپ کے پاس آیا اور کہنے لگا :۔

بحیرا:۔۔۔۔ میں تم کو لات اور عُزّیٰ کا واسطہ دیتا ہوں کہ میں تم سے جو کچھ پوچھوں تم مجھے اُس

Marfat.com

کا جواب دو۔

حضور (نے فرمایا) تم مجھے لات وعُزّیٰ کا واسطہ نہ دو۔ قسم ہے اللہ کی مجھے بتوں سے بہت ہی زیادہ نفرت ہے۔

بحیرا:— (نے یہ سُن کر کہا) اچھا! میں تمہیں اللہ کا واسطہ دیتا ہوں۔

حضور:— ہاں! اب جو چاہو مجھ سے پوچھو میں خوشی سے جواب دوں گا۔

بحیرا نے آپ سے سوتی اور جاگتی ہر حالت کے بارے میں ایک ایک بات پوچھی۔ آپ نے سب کا جواب دیا۔ پھر بحیرا نے آپ کی پیٹھ کھول کر مُہرِ نبوّت دیکھی اور اُسے چوما — پھر:

بحیرا— (نے ابو طالب سے پوچھا) یہ لڑکا تمہارا کون ہے؟

ابو طالب:— یہ میرا بیٹا ہے۔

بحیرا:— یہ تمہارا بیٹا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ اِن کے والد کو زندہ موجود نہ ہونا چاہئے۔

ابو طالب:— تم ٹھیک کہتے ہو دراصل یہ میرے چھوٹے بھائی عبداللہ کے بیٹے ہیں۔ ابھی یہ پیدا بھی نہ ہوئے تھے کہ والد کا انتقال ہو گیا اور پھر جب یہ ابھی چھ سات سال کے تھے اِن کی ماں (بی بی آمنہ) بھی وفات پا گئیں۔

بحیرا:— (نے کہا) تم ٹھیک کہتے ہو۔ مجھے اپنی کتابوں سے معلوم ہوا ہے کہ یہ لڑکا بڑی شان والا ہوگا۔ خدا کے واسطے تم اِن کو یہودیوں سے بچاؤ اور انھیں شام کی طرف یہود کی بستی میں نہ لے جاؤ۔ اگر اُن کو پتہ چل گیا تو تم بڑی مصیبت میں پڑ جاؤ گے۔ کیونکہ یہود اِن کے دشمن ہیں — چنانچہ بحیرا کی تاکید پر ابو طالب نے شام کا ارادہ چھوڑ کر اپنا مال وہیں بیچ دیا اور مکّہ واپس ہو گئے۔ [۸۹]

تقریبِ نکاح اور حالاتِ قبلِ بعثت

جس وقت آپ کی عُمرِ مبارک پچیس سال کی ہو رہی تھی (یعنی پانسو پچانوے عیسوی میں) ایک روز آپ کے چچا ابو طالب نے آپ سے کہا:۔

ابو طالب:— اے میرے بیٹے گھر میں خرچ کی تنگی ہے۔ دیکھو بنت خویلد (ابن عبد العُزّیٰ قریشی) خدیجہ مال دار خاتون ہے اور وہ شرکت پر اپنا پیسہ دیا کرتی ہے۔ بہتیرے اُس سے فائدہ اٹھاتے

Marfat.com

ہیں۔ اور تمہاری تو امانت اور دیانت سبھی جانتے ہیں۔ اگر تم شرکت پر خدیجہ سے مال لے کر تجارت کرو گے تو وہ بڑی خوشی سے تیار ہو جائے گی۔

حضور:۔۔۔ (نے فرمایا) اگر خدیجہ اپنا مال دیں تو میں ضرور تجارت کے لئے لے جاؤں گا۔ بہرحال اِس بات کا علم حضرت خدیجہ کو ہو گیا۔ اُنھوں نے شرکت پر مال لے جانے کی آپ سے اِلتجا کی۔ آپ راضی ہو گئے۔ اور مال لے کر مُلک شام کو قافلے کے ساتھ روانہ ہوئے۔ حضرت خدیجہ کا غلام میسرہ آپ کے ساتھ تھا۔ اس سفر میں بڑا نفع ہوا۔ اور مکّہ لوٹنے پر میسرہ جو راستے بھر آپ کے اعلیٰ اخلاق و عادات اور عجیب واقعات دیکھتا رہا تھا سچّے دل سے آپ کا غلام عقیدت مند ہو گیا اور اُس نے سفر کی ساری باتیں حضرت خدیجہ سے بتائیں۔ آپ کی امانت اور سچّائی کا علم تو اُن کو پہلے ہی سے تھا۔ اب جو باتیں میسرہ نے بتائیں اُن سے اُن کے دل میں حضور کی محبّت بڑھ گئی اور آپ کے پاس نکاح کا پیغام بھجوایا۔ آپ نے اپنے چچا ابو طالب سے ذکر کیا تو اُنھوں نے خوشی خوشی آپ کا نکاح حضرت خدیجہ سے کر دیا۔ اور یوں ربِّ تعالیٰ نے آپ کی مسلسل غربت کو خوشحالی سے بدل کر فرمایا ہے کہ:۔ "اور پایا تم کو مفلس پھر محظوظ کیا۔" سے[89]

بہرحال اُمّ المومنین بی بی خدیجہ پچّیس سال کے لگ بھگ آپ کی شریکِ حیات رہیں اور نُبوّت کے دسویں یا بارھویں سال جب حضور کا سِن مبارک پچاس یا باون (بحساب فرق قمری و شمسی سال) برس کا ہو چکا تھا حضرت خدیجہ وفات پا گئیں (۶۱۸ء یا ۶۲۰ء عیسوی میں) حضور نے اُن کی زندگی میں دوسرا نکاح نہیں کیا۔ اِن سے چھ اولادیں ہوئیں۔ دو بیٹے جو ابتدائی عمر ہی میں انتقال فرما گئے یعنی قاسم اور عبد اللہ جن کو طیّب اور طاہر بھی کہا گیا ہے۔ اِن کے علاوہ چار بیٹیاں تھیں حضرت زینب و حضرت رُقیہ و حضرت اُمِّ کلثوم و حضرت فاطمہ۔ سے[90]

اس پہلے نکاح کے دس سال بعد جبکہ آپ کی عمر تقریباً پینتیس سال تھی (۶۰۵ء میں) اسی زمانے میں کعبے کے متولی قبیلۂ قریش نے کعبے کی پرانی عمارت کو توڑ کر نئے سرے سے بنایا مگر حجرِ اسود کو اُس کے ٹھکانے پر رکھنے کی سعادت پر جھگڑا اُٹھ کھڑا ہوا۔ آخر کار فیصلہ حضور پر ٹھہرا اور آپ نے اُسے ایک چادر میں رکھ کر ہر قبیلے کے ایک ایک آدمی کو چادر پکڑنے کو فرمایا اور حجرِ اسود کو آپ نے اصل ٹھکانے پر اپنے مبارک ہاتھوں سے رکھا اور لوگ آپ کو الامین کہہ کر پکار اُٹھے۔ سے[91]

Marfat.com

الغرض سِنِ شعور کو پہنچنے کے بعد آپ نے دیکھا کہ انسان عجیب عجیب گمراہیوں میں مبتلا ہیں اور تاریخ کے لحاظ سے عرب ہی نہیں بلکہ ساری دنیا کے انسان گمراہی میں بھٹک رہے تھے۔ بادشاہوں اور امیروں نے دوسرے انسانوں پر اپنی خدائی کا سکّہ جما رکھا تھا۔ غریبوں پر ظلم وستم۔ عورتوں کے ساتھ زیادتی اور اُن کے پیدائشی حقوق سے محرومی۔ جُوا شراب وعیش پرستی کا دور دورہ تھا۔ کہیں بیوہ کو اپنے شوہر کے ساتھ زندہ جلنے پر مجبور کیا جاتا تھا۔ خود مُلکِ عرب میں شریف لوگ لڑکی کی پیدائش کو عار سمجھتے اور اُس معصوم کو زندہ دفن کر دیتے تھے۔ انسان اپنے خالق وپروردگار کو بھول کر خود گھڑے ہوئے خداؤں کی پرستش میں مگن تھا۔ اللہ کے مقدس گھر میں سیکڑوں بتوں کو بٹھا رکھا تھا۔ جہالت وجاہلیت اپنے کمال کو پہنچ چکی تھی۔ بات بات پر تلواریں نکل آتی تھیں اور شخصی لڑائی بڑھتے بڑھتے خاندانوں کی باہمی جنگ بن جاتی اور بعض دفعہ آنے والی نسلوں تک پچاسوں سال جاری رہتی۔ حضور کے اعلانِ نبوّت سے پہلے عموماً ہر جگہ یہی کچھ حال تھا۔

نبوّت سے پہلے

وہ رحمت بنے ابرِ رحمت سے پہلے
ہوا خلق نور اُن کا خلقت سے پہلے

امین اور صادق تھے بعثت سے پہلے
نبی معتبر تھے نبوّت سے پہلے

جدھر دیکھو تھا ظلم وشر ہی جہاں میں
قیامت تھی برپا قیامت سے پہلے

عرب والے اکثر جو لڑکی ہو پیدا
اسے دفن کرتے رضاعت سے پہلے

جو سورج وہ چمکا دمک اٹھی دنیا
اندھیری تھی اُن کی ولادت سے پہلے

نہ پیتے تھے وہ دودھ بھائی کے حق کا
نوازے گئے جو عدالت سے پہلے

کیا شقِّ صدر ان کا روح الامین نے
ہوئے پاک وصاف آبِ جنّت سے پہلے

بحیرائے شامی کی پیشین گوئی
شہادت تھی پہلی رسالت سے پہلے

خیالی حرم اور غارِ حرا میں
وہ عابد رہے فرضِ عبادت سے پہلے

رسالت کی بسم اللہ ہو رہی ہے

بہر حال دنیا کی خراب حالت دیکھتے سنتے جب آپ کی عُمر شریف چالیس سال چھے ماہ [92] (یعنی تقریباً ۶۰۹ء میں) کی ہوگئی تو آپ سکون کی تلاش میں مکّہ سے قریب غارِ حرا میں بیٹھ کر عبادتِ الٰہی میں مشغول رہنے لگے۔ یہاں تک کہ ماہِ رمضان میں ایک روز اُسی غار میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو عالمِ دنیا میں نبوّت کا تاج۔ رسالت کی سند اور دینِ حق کا پیغام دے کر حضرت جبریل علیہ السلام کو بھیجا۔ وہ اللہ کی پہلی وحی لے کر نازل ہوئے اور آپ کو سورۂ اِقراء کی ابتدائی چند آیتیں مالم یعلم تک سکھائیں۔ یہ نبوّت کا پہلا سال ہے۔

اِس کے بعد آپ گھر واپس ہوئے تو نزولِ وحی کے واقعے پر آپ کو کچھ حیرت اور بارِ نبوّت کے احساس سے قدرے جُھرجھری سی معلوم ہونے لگی اور گھر پہنچ کر آپ نے بی بی خدیجہ سے فرمایا زمّلونی زمّلونی یعنی مجھے کمبل اُڑھاؤ مجھے کمبل اُڑھاؤ۔

حکم کی تعمیل کے بعد بی بی خدیجہ نے آپ کو تسلّی دی اور کہا کہ خدا کی قسم اللہ آپ کو ہر گز رسوا نہ کرے گا کیونکہ آپ قرابت داروں سے اچھا سلوک کرتے ہیں سچ بولتے ہیں۔ کمزوروں کا بوجھ اُٹھا دیتے ہیں۔ مہمان نوازی فرماتے ہیں اور حادثوں میں مخلوق کی مدد کرتے ہیں — پھر وہ اپنے چچیرے بھائی ورقہ ابنِ نوفل کے پاس آپ کو لے گئیں۔ اُنھوں نے آپ سے نزولِ وحی کا سارا واقعہ پوچھ کر سنا اور کہا کہ اے بھتیجے یہ وہی فرشتہ ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی لاتا تھا۔ کاش کہ میں اُس وقت تک زندہ رہوں جبکہ ہر نبی کی طرح لوگ آپ کے دشمن ہو جائیں کہ وطن چھوڑنے پر مجبور کر دیں اور تب میں آپ کی خوب مدد کر سکوں [93]

کملی والے

محمّد رسولِ خدا کملی والے	ہیں محبوبِ ربِ مصطفےٰ کملی والے
اِدھر زمّلونی کہا کملی والے	مزمّل لقب ہو گیا کملی والے
خوشا مُہرِ زیرِ قفا کملی والے	کہ ہیں خاتم الانبیا کملی والے
وہ اِقرا وہ غارِ حرا کملی والے	نبوّت کا تمغا مِلا کملی والے

Marfat.com

وہ فاراں پہ حق کی نِدا کملی والے کہ سوتا ہوا جاگ اُٹھا کملی والے
نہ کیوں کفر پھر ٹوٹتا کملی والے کہ دی ظالموں کو دُعا کملی والے
عقیدت کے پھولوں کی لایا ہے ڈالی
خیالی غلام آپ کا کملی والے

اِسلام کی دعوت اور عداوت

پہلی وحی کے تین سال بعد (۳ نبوی) سورۂ مدّثر نازل ہوئی اور پھر یہ سلسلہ جاری رہا یہاں تک کہ آخری وحی سورۂ فتح یعنی اِذَا جَاءَ تھی جو ۱۱ھ/۶۳۳ء میں نازل ہوئی جس کا قرآنی عدد ایک سو چودہ ہے[۹۴]۔ بہرحال جب چھبیسویں سورۃ کی یہ آیت نازل ہوئی کہ: "آپ اپنے قریبی عزیزوں کو عذابِ (آخرت) سے ڈرایئے"[۹۵] تو حضور نے کوہِ صفا پر چڑھ کر قریش کے سارے قبیلوں کو نام بنام پکارا اور عذابِ الٰہی سے ڈرایا۔ سبھوں نے آپ کی بات سُنی اور کچھ نہ بولے مگر ابولہب (حقیقی چچا) بُرا بھلا کہتا بڑبڑاتا واپس ہوا۔ اُسی کے متعلق سورۂ تبّت یدا نازل ہوئی[۹۶]۔ پھر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم تمام مخالفتوں کے باوجود برابر دینِ حق کا پیغام لوگوں تک پہنچاتے رہے۔ اپنوں میں بھی پرایوں میں بھی۔ بلکہ دنیا میں جیسا کہ دیکھا جاتا ہے حق پسند انسان کو غیروں سے زیادہ اپنوں اور عزیزوں سے زیادہ تر مخالفت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔
چنانچہ ہمارے حضور کو بھی شہر مکّہ کے باشندوں میں سب سے زیادہ تکلیف اپنے خاندانِ قریش کے ہاتھوں ہی اُٹھانا پڑی۔ ابولہب بن عبدالمطلب جانی دشمن تھا۔ اسی طرح اس کی منحوس بیوی بھی۔ ابوجہل بھی کچھ زیادہ دُور کا رشتہ دار نہ تھا اور بچپن کا ساتھی بھی مگر وہ بھی سامنے اور پیٹھ پیچھے آپ کی بدخواہی میں لگا رہتا تھا۔ چنانچہ ایک بار حضرتِ حمزہ حضور کے چچا نے ابوجہل کی بدسلوکی کا حال سُن کر اُسے مارا بھی تھا اور اسی وقت جناب حمزہ نے حضور کے پاس جاکر اسلام قبول کرلیا تھا۔ اسی طرح عقبہ بن ابی معیط اکثر آپ کو تکلیف پہنچایا کرتا تھا۔ ایک بار حضور مسجدِ حرم میں نماز پڑھ رہے تھے وہاں وہ کم بخت کا فراونٹ کی اوجھڑی لئے ہوئے پہنچا اور سجدے کی حالت میں آپ کی مبارک پیٹھ پر رکھ دی۔ گندگی کے خیال سے آپ دیر تک اِسی

Marfat.com

حالتِ سجدہ میں رہے یہاں تک کہ حضرت فاطمہ جو ابھی کم سِن تھیں خبر پاکر آئیں اور اوجھڑی ہٹائی۔[97]

حضور کے علاوہ دوسرے مسلمانوں کو بھی بہت مصیبتیں اُٹھانا پڑتی تھیں۔ جیسے کہ حضور کے خاص مؤذّن حضرتِ بلال کو جبکہ وہ دَورِ غلامی میں تھے مسلمان ہو جانے کی وجہ سے مکہ کی گلیوں میں تپتی ہوئی ریت پر گھسیٹا گیا جسے دیکھ کر حضرتِ صدیق نے اُن کو خرید لیا اور آزاد کر دیا۔ وغیرہ

حضور کی مکی زندگی میں دشمنانِ حق کے ظلم و ستم کا اندازہ خود حضور کے بیان کئے ہوئے اس واقعہ سے ہوگا کہ ایک دفعہ مدینہ میں بی بی اماں عائشہ صدیقہ نے حضور سے پوچھا:

عائشہ :- یارسول اللہ کیا آپ پر جنگِ اُحد سے بھی زیادہ کوئی سخت دن گزرا کیونکہ اُس دن سرِ مبارک میں زخم آئے اور مبارک دانت شہید ہوا۔

حضور (نے فرمایا)۔ اے صدیقہ میں نے مکہ میں کچھ کافروں کو اسلام کی دعوت دی اور بہت سمجھایا لیکن وہ نہ مانے بلکہ اُلٹے مجھ پر اتنا ظلم کیا کہ میری پنڈلیوں سے خون بہہ نکلا تب میں نے اللہ تعالیٰ سے اپنے رنج کا حال عرض کیا اِس پر اللہ کا ایک فرشتہ آیا جو پہاڑ کا مؤکل تھا۔ اس نے کہا۔

فرشتہ (بولا)۔ یارسول اللہ آپ اجازت دیں تو میں پہاڑ اور زمین کو توڑ کر کافروں کا نام و نشان مٹا دوں۔

حضور (نے فرمایا) نہیں، مجھے اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ موجودہ مکہ کے ظالموں کی پشتوں سے ایسے لوگ پیدا کرے گا جو خدائے واحد کی عبادت کریں اور اُس کا شریک نہ ٹھہرائیں۔[98]

مکہ میں اعلانِ حق پر

ہیں نبیوں کے سردار شہرِ حرم میں — دو عالم کے مختار شہرِ حرم میں
کیا کوہِ فاراں پہ اعلانِ حق کا — ہُوا دیں کا پرچار شہرِ حرم میں
صدا لَا اِلٰہ کی ہر سمت گونجی — بہت بگڑے کفّار شہرِ حرم میں
ہوئی اہلِ ایماں پہ چاروں طرف سے — مظالم کی بوچھار شہرِ حرم میں
گھسیٹے گئے دھوپ میں پتھروں پر — بلالِ وفادار شہرِ حرم میں
سُمیّہ وہ پہلی شہیدہ کا قاتل — تھا بوجہلِ بدکار شہرِ حرم میں

Marfat.com

صحابہ بہادر تھے لیکن خیالی
اُٹھائی نہ تلوار شہرِ حرم میں

عُمرِ فاروق اسلام لا رہے ہیں

اب تک کُل اُنتالیس مرد و عورت ایمان لا چکے تھے جن میں قابلِ ذکر نام یہ ہیں:۔عورتوں میں سب سے پہلے اماں[1] بی بی خدیجہ۔ بڑوں اور دوستوں میں حضرت ابوبکر صدیق۔ کم سنوں میں حضرت[3] علی۔ بحالتِ غلامی حضرت[4] بلال حبشی۔ آزاد شدہ غلام حضرت[5] زید بن حارثہ۔ اس کے بعد حضور کے سگے چچا سیدالشہداء حضرت[6] حمزہ۔ پھر حضرت[7] آمنہ بنت خطاب۔ اور موصوفہ کے شوہر حضرت[8] سعید بن زید بن تفیل جو حضرت عمر فاروق کے بہنوئی تھے۔ بعدہ حضرت[9] سعد بن ابی وقاص زہری۔ حضرت[10] خباب ابن الارت۔ پھر حضرت[11] سُمیّہ بنت خباط عہدِ اسلام میں پہلی شہیدہ جو عمار بن یاسر کی ماں تھیں۔ ان سب کے علاوہ اٹھائیس حضراتِ صحابہ اور تھے جو ایمان لا چکے تھے۔

قبولِ اسلام کی بڑھتی ہوئی رفتار کو دیکھ کر مکّہ کے کافر و مشرک لوگوں کا ظلم و ستم بھی دن دونا رات چوگنا ہوتا چلا گیا۔ یہاں تک کہ حضور قریش سے ایک معاہدے کے تحت اُن اُنتالیس مسلمانوں کی مٹھی بھر جماعت کو لے کر کوہِ صفا کی وادی میں جو تب ہی سے شعبِ ابی طالب کہلائی دارِ ارقم میں سکون کے لئے پناہ گزین ہو گئے۔ سنہ[99] وہاں ایک ماہ رہنے کے بعد آپ نے دُعا فرمائی کہ:۔"اے اللہ تو عمر ابن الخطاب یا ابوالحکم عَمرو ابنِ ہشام یعنی ابوجہل کے ایمان لانے سے اسلام کو عزت دے[1]" آپ کی دعا کے مقبول ہونے کا نتیجہ جلد ہی ظاہر ہوا جس کا واقعہ حضرت ابنِ عبّاس نے حضرت عمر فاروق ہی کی زبانی یوں بیان کیا ہے:۔

حضرت عمرؓ (نے بتایا کہ) ایک دن گرمی سخت تھی میں دوپہر کو ایک کام سے گھر سے نکلا۔ مجھ کو راستہ میں ایک قریشی ملا۔ اس نے کہا۔

قریشی:۔ اے عمر تم اپنے کو بڑا مذہبی آدمی سمجھتے ہو لیکن تمہیں خبر نہیں کہ خود تمہارے گھر میں کیا ہو رہا ہے؟

عمر:۔ معاملہ کیا ہے؟

Marfat.com

قریشی :۔ تمہاری بہن آمنہ اور اس کے شوہر سعید بن زید اسلام لا چکے ہیں۔

عمرؓ (نے کہا) یہ سُن کر میں غصّہ کی حالت میں اپنی بہن کے گھر روانہ ہوا تو راہ میں ایک ملاقاتی ملا۔

اور ایک روایت ہے کہ راہ میں عمر کی ملاقات سعد بن ابی وقاص یا نعیم بن عبداللہ سے ہوئی تھی۔ واللہ اعلم۔

ملاقاتی :۔ اے عمرؓ اس وقت تم کہاں جا رہے ہو ؟

عمر :۔ مَیں اِس وقت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو (نعوذ باللہ) نقصان پہنچانے کی نیت سے نکلا ہوں۔

ملاقاتی (نے پوچھا)۔ اے عمر تم جیسا آدمی اِتنا حقیر کام کرے یہ زیبا نہیں ہے۔ اور خدانخواستہ اگر تم نے یہ کر بھی لیا تو کیا تم کو بنی ہاشم، بنی زہرہ یا بنی عبد مناف زندہ چھوڑ دینگے ؟

عمر :۔ معلوم ہوتا ہے تم ایمان لا چکے ہو اِس لئے میں پہلے تمہارا ہی کام تمام کر دوں۔

ملاقاتی :۔ اے عمر تم میرا کیا کر سکتے ہو۔ بے شک میں ایمان لا چکا ہوں۔ لہٰذا جاؤ پہلے اپنی بہن اور ان کے شوہر سعید کی خبر لو۔

یہ سُن کر حضرت عمر غصّہ کی حالت میں اپنی بہن کے گھر پہنچے جہاں ان کی بہن اور بہنوئی حضرت خبّاب ابن الارت سے سورہ طٰہٰ پڑھ رہے تھے۔ عمر کی آہٹ پاکر حضرت خبّاب تو جا کر ایک کوٹھری میں چھُپ رہے اور یہ دونوں میاں بیوی چپ چاپ بیٹھ گئے۔

عمر :۔ معلوم ہوتا ہے تم لوگ مسلمان ہو گئے ہو۔

آمنہ (نے کہا) اے عمر اگر تمہارے دین کے علاوہ حق کسی دوسرے دین میں ہو تو اسے قبول کر لینے میں کیا بُرائی ہے ؟

یہ سُن کر عمر نے بہنوئی کو زمین پر گرا دیا اور بہن اپنے شوہر کو چھُڑانے آئیں تو عمر نے اُن کے مُنہ پر اس زور سے مارا کہ خون بہنے لگا مگر اس وقت ایمان کے جوش میں اُبھر کر بولیں :۔

آمنہ :۔ اے عمر کان کھول کر سُن لو ہم دونوں ایمان لا چکے ہیں۔ پھر انہوں نے کلمۂ شہادت پڑھا اور کہا۔ اب جو تمہاری مرضی میں آئے کرو۔ عمر نے بہن کی باتیں سُن کر جب اُن کے چہرے پر بہتا ہوا خون دیکھا تو سعید کو چھوڑ کر الگ ہو بیٹھے اور کہنے لگے۔

Marfat.com

عمر :۔ آمنہ مجھ کو وہ تحریر دکھاؤ جس کو تم لوگ پڑھ رہے تھے۔

آمنہ (نے کہا) اے عمر ابھی تم ناپاک ہو پہلے نہاؤ اور وضو کرو تب اللہ کے کلام کو ہاتھ لگاؤ۔

حضرت عمر فوراً اٹھے اور نہا دھو کر اپنی بہن سے وہ تحریر لی جس میں سورۂ طٰہٰ لکھی ہوئی تھی۔ انھوں نے اُسے شروع سے پڑھا اور جب آیت وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِی پر پہنچے تو اُن پر عجیب اثر ہوا۔ وہ بول اُٹھے۔

عمر :۔ جو ذاتِ پاک اس طرح ارشاد فرمائے اس کے ساتھ کسی دوسرے کو شریک کرنا یقیناً جرم ہے۔ مجھ کو تم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس لے چلو۔ حضرت خبّاب جو کوٹھری میں چھپے تھے مگر یہ سب باتیں سن رہے تھے حضرت عمر کے آخری الفاظ پر وہ باہر نکل کر بولے۔

خبّاب :۔ اے عمر تم کو بشارت ہو۔ میں نے کل اللہ کے رسول کو یہ دعا کرتے سنا ہے کہ اے اللہ اسلام کو عمر ابن الخطّاب یا ابو جہل عمر ابن ہشام کے ذریعہ عزّت دے۔ اے عمر مجھے امید ہے کہ یہ دعا تمہارے حق میں مقبول ہوئی۔

یہ سُن کر حضرت عمر کو اور بھی شوق پیدا ہوا اور وہ جناب خبّاب اور سعید کے ساتھ دارِ ارقم کو روانہ ہوئے۔ وہاں پہنچ کر دروازہ کھٹکھٹایا۔ صحابہ نے دروازے کی جِھری سے عمر کو دیکھا تو گھبرائے۔

حضرت حمزہ نے فرمایا :۔ تم لوگ کیوں پریشان ہو دروازہ کھول دو۔ عمر بُری نیت سے آیا ہے تو اسے قتل کر دیا جائے گا اور اگر نیک ارادے سے آیا ہے تو قبول کر لیا جائے گا۔

اس وقت حضور کمرے میں تھے اور شاید آپ پر وحی نازل ہو رہی تھی۔ صحابہ نے دروازہ کھولا اور عمر مکان میں داخل ہوئے۔ پھر اللہ کے رسول کمرے سے باہر تشریف لائے اور صحن میں عمر سے ملاقات ہوئی۔

حضور نے فرمایا :۔ کیا اب تک گمراہی اور بدبختی نے تیرا ساتھ نہ چھوڑا۔ کیا تو بھی ولید ابنِ مغیرہ کی طرح ذلّت اور عذاب میں پڑنا چاہتا ہے۔ پھر آپ نے اللہ تعالیٰ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا ۔۔ اے اللہ یہ عمر ابن خطّاب حاضر ہے اپنے دین کو اِن کے اسلام لانے سے عزّت دے۔

Marfat.com

پھر آپ نے عمر کے کپڑوں کو پکڑ کر زور سے جھٹکا تو آپ کی ہیبت سے عمر کا سارا بدن کانپ گیا اور وہ گھٹنوں کے بل گر پڑے۔ پھر انہوں نے بڑی عاجزی اور خلوص کے ساتھ کلمۂ شہادت بلند آواز سے پڑھا۔ اس منظر سے صحابۂ کرام نے مارے خوشی کے اس زور سے نعرۂ تکبیر لگایا کہ وادی حرم گونج اُٹھی۔ کفّار اچنبھے میں رہ گئے۔

جبرئیل علیہ السلام نے اسی وقت نازل ہو کر کہا: "اے محمد آسمان والے عمر کے اسلام پر مبارکباد دے رہے ہیں اور خوشی منا رہے ہیں" —— اس کے بعد حضرت عمر نے اللہ کے رسول سے عرض کیا۔

حضرت عمر:۔ یارسول اللہ! کیا ہم حق پر نہیں ہیں؟

حضور (نے جواب دیا) قسم ہے اس پاک ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے تم یقیناً حق پر ہو۔

حضرت عمر (نے عرض کیا) پھر ہم کیوں اپنے دین کو چھپا رکھیں؟

حضور۔ (نے فرمایا) اے عمر ہماری جماعت تھوڑی ہے اور تم دیکھ چکے ہو کہ کافروں کے ہم کتنی تکلیفیں اُٹھا چکے ہیں۔

حضرت عمر۔ (نے عرض کیا) قسم ہے خدا کی میں سچے دین کو سب پر ظاہر کر کے رہوں گا۔ یارسول اللہ آپ ہمارے ساتھ چلیں تاکہ ہم اعلانیہ کعبۂ پاک کا طواف کریں اور نماز پڑھیں۔

چنانچہ سب لوگ مسجدِ حرام کی طرف روانہ ہوئے۔ اس طرح کہ حضرت عمر کے ہاتھ میں کھلی ہوئی تلوار تھی اور ان کے ایک طرف اسد اللہ حضرت حمزہ تھے۔ اسلام کے ان شیروں کے پیچھے اللہ کے رسول صحابۂ کرام کی مبارک جماعت کے ساتھ تشریف لئے جا رہے تھے۔ اِس شان کے ساتھ جب یہ جماعت حرم پاک میں داخل ہوئی تو کافروں پر یہ سماں دیکھ کر مایوسی چھا گئی اور انھوں نے پوچھا۔

کُفّار:۔ اے عمر کیا خبر لائے ہو؟

حضرت عمر۔ (نے کہا) لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ محمدٌ رسول اللہ کی خبر لایا ہوں اور خوب کان کھول کر سُن لو تم میں سے اگر کسی نے کچھ حرکت کی تو قسم ہے ربِّ کعبہ کی میں اس کا سر اُڑا دوں گا۔

اسی دن سے حضرت عمر کو فاروق کا خطاب سرکار رسالت سے عطا کیا گیا یعنی حق اور باطل کو پوری طاقت سے ظاہر کرنے والا۔

اِس طرح حضرت عمر بقولِ خود دارارقم کے چالیسویں مسلمان تھے۔[۱۰۱] بہر حال حضرتِ حمزہ اور

Marfat.com

حضرت عمر جیسے خدا کے شیروں کے ایمان لانے اور کعبہ شریف میں چالیس مسلمانوں کی باجماعت نماز دیکھ کر کافروں کا خون کھول گیا اور ان کی عداوت نے اور بھی زور پکڑا اگر اب زیادہ تر کمزور مسلمانوں کو سختیوں کا نشانہ بنایا جاتا تھا۔ ان میں حضرت سمیہؓ کی شہادت کا واقعہ بہت ہی دردناک ہے۔ اللہ کی یہ نیک بندی ابوحذیفہ ابن مغیرہ کی لونڈی تھیں۔ ویسے تو انھیں روزانہ کوئی نہ کوئی تکلیف پہنچائی جاتی تھی تاکہ وہ دینِ اسلام کو چھوڑ بیٹھیں۔ مگر وہ ہر مصیبت کو صبر کے ساتھ جھیلتی رہیں۔ ایک دن کئی ظالم انھیں مار پیٹ رہے تھے اور ابوجہل بھی کھڑا تماشہ دیکھ رہا تھا۔ وہ آگے بڑھا اور چھرا مار کر انھیں شہید کر دیا۔ یہ پہلا خون تھا جو اسلام کی راہ میں بہایا گیا۔ رضی اللہ عنہا۔[۱۰۲]

معاہدہ جسے دیمک چاٹ گئی

نبوّت کے ساتویں سال میں جیسے جیسے اسلام پھیلتا جا رہا تھا اسی رفتار سے کافروں کا ظلم بھی بڑھتا جاتا تھا اور اس سے تنگ ہو کر بعض صحابہ حضور سے اجازت لے کر امن وامان کی جگہوں پر ہجرت کر کے جانے لگے۔ یہ رنگ جو دیکھا تو اُن کو بھی فکر ہوئی اور آپس میں مشورے کر کے یہ طے کیا کہ نعوذ باللہ حضور کو قتل کر دیا جائے۔ اِس ناپاک تجویز کی سُن گُن ابوطالب کو ملی تو انھوں نے اپنے قبیلہ بنی ہاشم کو جمع کر کے اتفاقِ رائے کیا کہ حضور کی حفاظت ہر قیمت پر کی جائے۔ صرف بدبخت ابولہب بن عبدالمطّلب نے ساتھ نہ دیا۔ جب مکہ والوں کو بنی ہاشم کے مشورے کا پتہ چلا تو اکٹّھا ہو کر ابوطالب کے پاس آئے اور یُوں گفتگو ہوئی۔

قریش:۔ اے ابوطالب دیکھو ہم تمہیں کوئی تکلیف دینا نہیں چاہتے البتہ ہماری صلاح مانو کہ تم اپنے بھتیجے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ہمارے حوالے کر دو اور بدلے میں ولید کے بیٹے عُمارہ کو تمہیں فرزندی میں دے دیں۔

ابوطالب:۔ اے قریش کے لوگو! یہ تمہاری کیسی بے انصافی ہے کہ میں اپنے پالے پوسے پیارے بیٹے کو قتل کے لئے تمہیں دے دوں اور غیر اولاد کی پرورش کروں۔

جس جگہ یہ گفتگو ہوئی حضور بھی موجود تھے۔ قریش کو جواب دے کر ابوطالب نے حضور سے کہا۔

Marfat.com

ابو طالب :۔ پیارے بیٹے جب تک میرے دم میں دم ہے کوئی بھی تمہارا بال بیکا نہیں کر سکتا۔ تم اپنا کام برابر بے کھٹکے کرتے رہو۔

ابو طالب کے تیور دیکھ کر کافروں نے پھر طے کیا کہ ابو لہب کے سوا تمام بنی ہاشم کا مکمل بائیکاٹ کیا جائے۔ دانہ پانی اُن پر بند کر دیا جائے اور انہیں شہر سے نکل جانے پر مجبور کر دیا جائے تاکہ وہ عاجز ہو کر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ہمارے حوالے کر دیں۔ اس مضمون کا ایک عہدنامہ لکھ کر بیت اللہ شریف میں لٹکا دیا گیا۔ اُدھر ابو طالب نے ابو لہب کے سوا تمام بنی ہاشم کو لے کر مکّہ سے باہر ایک وادی میں پڑاؤ ڈال دیا۔

کافروں کے معاہدے پر دو یا تین سال تک سختی سے عمل کیا گیا آخر کار بعض اہلِ مکّہ نے بنی ہاشم پر اس ظلم کے خلاف آواز اٹھائی۔ اُدھر اللہ کے سچے رسول نے ابو طالب کو خبر دی کہ کافروں نے جو عہدنامہ بیت اللہ میں لٹکایا تھا اُسے دیمک چاٹ گئی صرف اللہ کا نام باقی ہے۔ جناب ابو طالب نے یہ بات اہلِ مکّہ کو بتائی۔ انہوں نے کہا کہ اگر یہ بات ٹھیک نکلی تو ہم معاہدہ ختم کر دینگے۔ اور سبھوں نے جا کر دیکھا تو حیران رہ گئے اور ابو طالب سب کو لے کر اطمینان کے ساتھ شہر میں واپس آگئے۔ [۱۰۳]

چلی سج کے بارات معراج کی

شعب ابی طالب کے محاصرے کے بعد بھی زمین پر اسلام کا بول بالا ہو رہا تھا اور آسمانوں پر اللہ کے رسول کے درجات بلند تر ہوتے جا رہے تھے۔ واقعہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا پھر عام انسانوں میں سے خاص وپسندیدہ بندوں کو نبوّت ورسالت دیکر فضیلت بخشی اور پھر سارے نبیوں میں سب سے زیادہ برگزیدہ اپنے حبیب محمد رسول اللہ صلی علیہ وسلم کو بے انتہا عنایتوں سے نوازا۔ ان نوازشوں میں سب سے خاص الخاص معراج شریف کا واقعہ ہے جو بہ قولِ بعض ربیع اوّل میں مگر بہ قولِ مشہور رجب کی ستائیس تاریخ پیر کی رات میں پیش آیا جب کہ عمر شریف باون سال ہو چکی تھی اور نبوّت کا بارہواں سال تھا — اس مبارک رات میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے جبریل علیہ السلام عرش کا پیام، دعوت اور سواری کا براق لے کر بارگاہِ نبوی میں حاضر ہوئے۔ دروازے پر براق نے شوقِ دیدار میں آواز کی جسے سُن کر

Marfat.com

آپ جاگ اُٹھے تو جبرئیل نے عرض کیا۔

جبرئیل :۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو سلام کہا ہے اور اپنے پاس بُلایا ہے تاکہ آپ کو وہ مرتبہ عطا کرے جو کسی نبی کو عنایت نہیں کیا گیا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا :۔ اے جبرئیل میرے حبیب سے تردّد کی وجہ معلوم کرو۔

جبرئیل نے عرض کیا :۔ اے اللہ کے حبیب بُراق پر سوار ہونے میں آپ کو کیوں تامل ہے ؟

حضور نے فرمایا :۔ اس وقت مجھے اپنی اُمّت کا خیال آتا ہے کہ قیامت کے دن وہ قبروں سے پریشان حال اُٹھے گی پل صراط پر اس کا گذر کیسے ہوگا ؟

اللہ تعالیٰ کا خطاب آیا :۔ اے میرے حبیب ! تم دل میں کوئی رنج مت کرو۔ جس طرح اپنے پاس بُلانے کے لئے یہ براق بھیجا ہے اسی طرح قیامت میں تمہاری امّت کے ہر آدمی کے لئے براق بھیجا جائے گا جس پر سوار ہو کر وہ جنّت میں داخل ہوگا۔

بُراق نے قسم کھا کر کہا :۔ مجھ پر سوائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے جو اللہ کے رسول اور صاحبِ قرآن ہیں کوئی اور سوار نہ ہوگا۔

حضور (نے فرمایا) اے براق میں ہی اللہ کا رسول محمد ہوں اور صاحبِ قرآن ہوں۔

جبرئیل (نے کہا) اے براق تجھ پر سوائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی سوار نہیں ہوا ہے۔ اللہ کے نزدیک کوئی پیغمبر مرتبہ میں آپ سے بڑھ کر نہیں ہے۔

بُراق (یہ سُن کر کانپنے لگا اور کہا) :۔ مجھ پر سختی نہ کرو میں بھی حاجت مند ہوں۔

حضور (نے فرمایا) اے براق تیری کیا حاجت ہے بیان کر۔

براق (نے عرض کیا) قیامت کے روز بے شمار براق آپ کی سواری کی تمنا میں کھڑے ہوں گے ایسا نہ ہو کہ آپ میری طرف توجہ نہ فرمائیں۔

حضور (نے فرمایا) میں وعدہ کرتا ہوں میں تجھ ہی کو اپنی سواری بناؤں گا۔

بہر حال براق پر سوار ہو کر آپ حضرت جبرئیل کے ہمراہ بیت المقدس پہنچے۔ مسجدِ اقصیٰ میں فرشتوں اور تمام نبیوں کی جماعت صف باندھے انتظار میں کھڑی تھی۔ حضرت جبرئیل نے حضور کو امام بنایا اور آپ نے دو رکعت نماز پڑھائی۔ نماز کے بعد حاضرین نے حضرت جبرئیل سے پوچھا :۔

Marfat.com

حاضرین :۔ تمہارے ساتھ کون ہے ؟

جبرئیل (نے کہا) یہ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ۔

حاضرین (نے کہا) کیا ان کو اللہ نے بُلایا ہے ۔

جبرئیل :۔ ہاں اللہ نے انہیں بلایا ہے ۔

حاضرین (نے کہا) اللہ سلامت رکھے ہمارے اچھے بھائی اور بہت ہی اچھے خلیفہ کو ۔

حضور :۔ آپ حضرات نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا اور اس کے انعامات کا بیان کیا ہے ۔ میں بھی کہتا ہوں کہ ساری تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے مجھ کو دنیا جہان کے واسطے رحمت بنا کر بھیجا ہے ۔ سب کے لئے خوشخبری سنانے والا یعنی بشیر اور اللہ کے عذاب سے ڈرانے والا یعنی نذیر بنا کر بھیجا ہے ۔ مجھ پر قرآن مجید نازل کیا جس میں ہر چیز کا بیان موجود ہے ۔ میری اُمّت کو سب سے بہتر یعنی اُمّتِ وسط قرار دیا ۔ میری اُمّت سب سے پہلے جنّت میں جائے گی اگرچہ اس کا وجود سب سے آخر میں ہے ۔ مجھے شرح صدر سے نوازا گیا ۔ مجھ پر سے گناہوں کا بوجھ اُٹھا لیا ۔ میرا ذکر اپنے ساتھ تکبیر اور اذان میں بلند کیا ۔ آسمان کے فرشتوں میں میرا ذکر کیا جاتا ہے ۔ میرے نام سے جنّتوں کو زینت بخشی ۔ میرا نام سب کی زبان پر جاری کیا ۔ مجھے ایمان اور خوش بختی کے دروازے کا کھولنے والا یعنی فاتح بنایا ۔ نبوّت کا سلسلہ مجھ پر ختم کر کے مجھے خاتم الانبیا کا خطاب دیا ۔

ابراہیم علیہ السلام نے حضور کا بیان سُن کر تمام انبیا سے فرمایا :۔ اے جماعتِ انبیا اللہ تعالیٰ نے تم سب پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ان خوبیوں کے ذریعہ فضیلت بخشی ۔

پھر حضرت جبرئیل حضور کو لے کر پہلے آسمان پر پہنچے اور انہوں نے کہا :۔

جبرئیل :۔ آسمان کا دروازہ کھول دو ۔

فرشتہ اسماعیل (نے پوچھا) تمہارے ساتھ اور کون ہے ؟

جبرئیل :۔ یہ اللہ کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہیں ۔

فرشتہ اسماعیل (نے پھر پوچھا) کیا اللہ نے ان کو بُلایا ہے ؟

جبرئیل :۔ ہاں بُلایا ہے ۔

فرشتہ اسماعیل (نے دروازہ کھول کر کہا) مرحبا مرحبا یہ خوب آئے ان کی آمد مبارک ہے ۔

Marfat.com

پہلے آسمان پر حضرت بابا آدم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔اسی طرح دوسرے آسمان پر حضرت عیسیٰ و یحییٰ سے، تیسرے پر حضرت یوسف سے، چوتھے پر حضرت ادریس سے، پانچویں پر حضرت اسماعیل و اسحاق و ہارون سے، چھٹے پر حضرت موسیٰ علیہم السلام سے ملاقاتیں اور مبارکبادیں ہوتی ہوئی ساتویں آسمان پر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی جو بیت المعمور کی ٹیک لگائے بیٹھے تھے حضرت جبرئیل نے حضور سے عرض کیا:

جبرئیل علیہ السلام :۔ یہ آپ کے باپ ابراہیم علیہ السلام ہیں۔

حضور (نے فرمایا) السلام علیک۔

ابراہیم علیہ السلام :۔ وعلیک السلام۔ اے نیک فرزند اور اچھے نبی خوب آئے۔ اپنی امت سے کہہ دو کہ جنت کی زمین کھیتی کے لائق ہے اس میں جنتی پودے لگائیں۔

حضور (نے پوچھا) یہ کس طرح؟

ابراہیم علیہ السلام (نے فرمایا) لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْم سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ پڑھ کر۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات کے بعد ساتویں آسمان سے بھی اوپر روانہ ہو کر اور کتنے ہی بلند مقام پر پہنچے جہاں سدرۃ المنتہیٰ واقع ہے۔حضرت جبرئیل نے وہاں آپ کو ایک کرسی پر آرام فرمانے کو کہا اور ایک جام شراب کا اور ایک دودھ کا پیش کیا۔آپ نے دودھ نوش فرمالیا تو حضرت جبرئیل نے کہا۔مبارک ہو آپ نے فطرت کو اختیار کیا۔وہاں سے آپ اور اوپر کو متوجہ ہوئے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ:

جبرئیل :۔اے اللہ کے حبیب مجھ کو اوپر جانے کی طاقت نہیں۔اگر میں ذرا بھی اوپر بڑھوں تو میرے پر جل جائیں۔

حضور (نے فرمایا) اپنی کوئی حاجت بتاؤ۔

جبرئیل (نے کہا) آپ دعا کریں تاکہ میں قیامت کے دن اپنے پر پُل صراط پر بچھا دوں جس سے آپ کی امت آسانی سے گزر جائے۔

حضرت جبرئیل کی گزارش سُن کر آپ جاذبۂ الٰہی کے ذریعہ اور اوپر مقامِ مستویٰ پر پہنچے وہاں

سے ترقی کر کے عالمِ نور پہنچے۔ یہاں بُراق رہ گیا اور رفرف کی سواری چلی۔ اور ایک روایت کے مطابق بُراق یا رَفرف کے بعد ایک معراج یعنی سیڑھی کے ذریعہ اعلیٰ ترین بلندیوں پر پہنچے۔ یہاں تک حجابات طے کئے کر جب عرش کے قریب صرف ایک حجاب رہ گیا تو رَفرف بھی غائب ہو گیا۔ اس کے بعد ایک دوسری شکل کی سواری پر وہ آخری حجاب بھی طے کر کے یہ آخری سواری بھی غائب ہو گئی۔ یہاں صرف آپ تھے اور انوارِ عرش میں سے خطاب ہوا :۔

خطابِ الٰہی :۔ قِف یا محمد فَاِنَّ رَبَّکَ یُصَلِّی یعنی ٹھہرو اے محمد تمہارا پروردگار تم پر اپنی خاص رحمت فرماتا ہے۔

حضور (نے فرمایا) یہ خطاب مجھے ابوبکر کی آواز میں ہوا۔ اور پھر خطاب ہوا کہ اے خیر البریّۃ قریب ہو۔ اے احمد قریب ہو۔ اے محمد قریب ہو۔ حبیب کو قریب ہونا چاہیئے۔ پھر مجھے اللہ تعالیٰ نے بہت قریب کیا۔

خطابِ الٰہی :۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم جبرئیل نے تمہاری امّت کے لئے جو درخواست کی تھی ہم نے منظور کی۔ تمہاری امت میں شرک کرنے والے کے سوائے سب کو بخشا۔ تمہاری امت سے اگر کوئی نیک کام کا ارادہ کرے گا تب بھی اسے ایک نیکی ملے گی اور اگر نیک کام کرے گا تو دس نیکیوں کا ثواب ملے گا۔ بُرے کام کے ارادے پر کوئی پوچھ گچھ نہ ہوگی اور بُرے عمل پر صرف ایک گناہ لکھا جائے گا۔

اِس کے بعد حضور کو اُمت کے لئے پچاس وقت کی نماز کا حکم ملا۔ پھر وہاں پر واپسی میں چھٹے آسمان پر حضرت موسیٰ سے ملاقات ہوئی۔

موسیٰ (نے آپ سے فرمایا) میری امت پر صرف دو وقت کی نماز دو دو رکعت صبح و شام فرض ہوئی وہ اسے پوری طرح ادا نہ کر سکی، آپ کی امت پر پچاس وقت کی نماز فرض ہوئی ہے وہ کیسے ادا کرے گی؟

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی صلاح کے مطابق حضور نے سایۂ عرش میں جا کر بارگاہِ الٰہی میں عرض کیا :۔

حضور :۔ یا اللہ میری امت پر نمازیں کم کر دے۔

Marfat.com

اور اسی طرح کئی بار سفارش کرتے رہے اور اللہ تعالیٰ نمازیں کم کرتا گیا۔ یہاں تک کہ:۔

خطابِ الٰہی ہوا اب صرف پانچ نمازیں ہمیشہ کے لئے فرض ہوئیں اور یہ پانچ پچاس کے برابر ہوں گی۔ اے حبیب اب کچھ اور طلب کرو۔

حضور:۔ یارب تونے ابراہیم کو اپنا خلیل بنایا اور بڑا مرتبہ عنایت کیا۔ موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمایا۔ داؤد علیہ السلام کو بادشاہت عطا کی اور لوہا اُن کے لئے نرم کر دیا پہاڑ کو بھی اُن کا فرماں بردار بنا دیا۔ سلیمان علیہ السلام کو بڑی سلطنت عطا کی اور انسان، جنات اور شیاطین کو اُن کا حکم بردار کر دیا اور ہوا کو اُن کے قابو میں کر دیا۔ عیسیٰ کو توریت اور انجیل کی تعلیم دی۔ پیدائشی اندھوں اور کوڑھ کے مریضوں کو اُن کے ہاتھ سے شفا دی۔ ان کے حکم سے مُردوں کو زندہ کرایا اور اُن کو اور اُن کی والدہ کو تُونے شیطان کے شر سے محفوظ رکھا۔

خطابِ الٰہی:۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم کو میں نے اپنا حبیب بنایا۔ تمام عالم کے لئے خوش خبری دینے والا یعنی بشیر اور عذاب سے ڈرانے والا یعنی نذیر بنا کر بھیجا اور شرح صدر کیا۔ تم پر سے گناہوں کا بوجھ ہٹایا۔ تمہارا ذکر بلند کیا اور تمہارا ذکر اپنے ذکر کے ساتھ ملایا۔ تمہاری اُمت کو پہلی امتوں سے بہتر قرار دیا اور امتِ وسط بنایا۔ تمہاری امت کو حشر نشر اور جنت میں داخلہ کے لئے سب سے اوّل قرار دیا اگرچہ وجود کے لحاظ سے آخر میں ہے۔ تمہاری تخلیق سارے انبیا سے پہلے کی اگرچہ دنیا میں تمہاری نبوت سب سے آخر میں ہوئی۔ تم کو سورۂ فاتحہ یعنی سبع مثانی عنایت کی جو کسی نبی کو نہیں ملی۔ اور نہر کوثر عنایت کی اور سورۂ بقر کی آخری دو آیتیں (یعنی آمَنَ الرسول سے قوم الکافرین تک) عنایت کی ہیں جو کسی نبی کو نہیں ملی ہیں۔

— اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے میرے حبیب اب جا کر جنت کی سیر کرو۔ جب حضور سیر کر چکے تو اللہ تعالیٰ نے حضور سے خطاب کیا کہ:۔

خطابِ الٰہی:۔ اے حبیب تم نے جنت کی سیر کی تو کیا اپنی اُمت کا آخری وطن دیکھ کر خوش ہوئے؟

حضور (نے عرض کیا) یارب بندے کو اپنے مولا سے ناخوش ہونے کی طاقت کہاں ہے۔

خطابِ الٰہی:۔ جنت اور اس کی نعمتیں تمہارے دوستوں کے لئے ہیں دشمنوں پر

Marfat.com

حرام ہیں ــ پھر حضور کو دوزخ کا مشاہدہ کرایا گیا۔ آپ نے دوزخ کے پہلے ہی طبقہ کی شدّت کا حال دیکھ کر وہاں کے دربان سے پوچھا جس کا نام مالک تھا۔

حضور:۔ اے مالک! یہ طبقہ کس کی امت کے واسطے ہے؟ فرشتہ خاموش رہا۔ آپ نے پھر فرمایا۔ خاموش نہ رہو صاف بتاؤ تاکہ امت کو اس سے بچنے کی تدبیر کروں۔

فرشتہ مالک (نے عرض کیا) یہ آپ کی امت کے واسطے ہے اور یہ دوزخ کا پہلا طبقہ ہے جس کا عذاب سب سے کم ہے۔ آپ اپنی امت کو نصیحت کریں کہ نافرمانی اور گناہوں سے بچے۔

حضور (اللہ تعالیٰ سے):۔ اے میرے مولا جب مجھ کو دوزخ کے اِس طبقہ کو صرف دیکھنے سے تکلیف ہوئی تو ہماری کمزور امت اس کے عذاب کو کیسے برداشت کر سکے گی۔

خطابِ الٰہی:۔ اے میرے حبیب رنج نہ کرو میں نے تمہاری دعا قبول کی اور قیامت کے دن تمہاری شفاعت پر اتنے گناہ گاروں کو بخشوں گا کہ تم کہہ دوگے بس۔

حضور:۔ (خوش ہوکر) اگر میری اُمت کا ایک شخص بھی دوزخ میں رہے گا میں بہشت میں نہ جاؤں گا۔

خطابِ الٰہی:۔ جنّت کے انعامات کا بیان اپنی اُمت سے کرو تاکہ وہ خوب دل لگا کر عبادت کرے۔

حضور:۔ میری بات کی تصدیق کون کرے گا؟

خطابِ الٰہی:۔ ابوبکر کریں گے ۱۰۴

رات معراج کی

ہیں سچی حکایات معراج کی — شبِ قدر ہے رات معراج کی
وہ بُراق و رفرف وہ روح الامیں — چلی سج کے بارات معراج کی
رجب کی تھی تاریخ ستائیسویں — تھا دن پیر کا رات معراج کی
ہے پندرھویں پارے میں جس کا بیاں — وہ روشن ہیں آیات معراج کی
خدا جانے یا خود حبیبِ خُدا — ہے اِک راز کی بات معراج کی

Marfat.com

شفاعت ، نمازوں میں تخفیف بھی ہیں اُمت کو سوغات معراج کی
خیالی سُنا جوں ہی صدیق نے کہا سچ ہے سچ بات معراج کی [105]

مدینہ چلے ہیں وطن چھوڑ کر

مکّہ میں حضور کو اعلانِ حق کرتے اور دینِ اسلام کو پھیلاتے ہوئے بارہ سال پورے ہو چکے۔[106] اُس وقت حضرت خدیجہ جنتِ فردوس کو سدھار چکی تھیں اور آپ کے مہربان چچا ابوطالب بھی انتقال کر گئے۔ اُدھر اللہ کے پیغام کے جواب میں مکّہ کے مشرکوں اور کافروں کا ظلم و ستم بھی حضورؐ اور صحابہ پر اپنی انتہا کو پہنچ گیا تو آپ نے صحابۂ کرام کو مکّہ چھوڑ کر کسی بھی امن کی جگہ ہجرت کرنے کی صلاح دی۔ چنانچہ تھوڑے لوگ ہجرت بھی کر گئے۔ آخر کار نبوّت کے تیرہویں سال ماہِ ربیع اوّل میں ایک روز ان ظالموں نے نعوذ باللہ آپ کو قتل بھی کر دینے کا پروگرام بنا لیا۔ اسی دن دوپہر کے وقت اللہ نے کافروں کے ناپاک ارادوں کی خبر آپ کو جبرئیل علیہ السلام کے ذریعہ پہنچائی اور ہجرتِ مدینہ کا حکم بھی بھیجا۔[107]

جبرئیل (نے آکر کہا) اے اللہ کے رسول آج کی رات آپ اپنے بستر پر آرام نہ فرمائیں کیونکہ اللہ تعالےٰ نے آپ کو ہجرت کی اجازت دی ہے۔

حضور (نے پوچھا) سفر میں میرا ساتھی کون ہوگا؟

جبرئیل (نے جواب دیا) ابوبکر صدیق آپ کے ہمراہ رہیں گے

اِن باتوں کو سننے کے بعد فوراً آپ حضرت صدیق کے گھر خلافِ معمول تشریف لے گئے۔

بعد ملاقات حضرتِ صدیق سے فرمایا "سب کو ہٹا دو"

حضرت صدیق (نے عرض کیا) یا رسول اللہ یہاں تو صرف دونوں بچیوں یعنی اسمار اور عائشہ کے سوا اور کوئی نہیں۔ فرمائیے کیا بات ہے۔

حضور (نے فرمایا) اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھے ہجرت کا حکم مل گیا ہے۔

حضرت صدیق (نے عرض کیا) کیا میرا ساتھ بھی رہے گا؟

حضور:۔ ہاں تم میرے رفیقِ سفر رہو گے۔ اب تم سواری کا انتظام کر لو۔

Marfat.com

حضرت صدیق (نے عرض کیا) دو اونٹنیاں حاضر ہیں ان میں سے ایک آپ اپنے لئے پسند فرمالیں۔

پھر آپ نے گھر واپس جا کر حضرت علی سے فرمایا کہ آج رات کو تم میری چادر اوڑھ کر میرے بستر پر لیٹ رہنا اور صبح کو مکہ والوں کی یہ امانتیں اُن کے سپرد کر دینا۔ اِدھر حضرتِ صدیق نے سفر کا انتظام کر لیا۔ تب تک حضور بھی سورۂ یٰس کی آیات پڑھتے کافروں کے جھنڈ سے گزرتے ہوئے بے کھٹک آگئے اور ابوبکر صدیق کو لے کر غارِ ثور کی طرف روانہ ہو گئے۔ راستے میں حضرتِ صدیق اونٹنی پر سوار کبھی آپ کی سواری کے آگے کبھی پیچھے کبھی دائیں کبھی بائیں چل رہے تھے کہ حضور نے پوچھا "یہ کیا کرتے ہو؟"

حضرت صدیق (نے عرض کیا) یارسول اللہ میں گھات میں لگے دشمن کے خیال سے کبھی دائیں چلنے لگتا ہوں کبھی بائیں اور کبھی پیچھے۔

اُدھر صبح ہوتے ہی ابوجہل نے ساتھیوں سمیت حضور کے گھر پہنچ کر حضرت کو پوچھا:۔

ابوجہل :۔ کہو علی تمہارے ساتھی کہاں ہیں؟

حضرت علی :۔ نہ جانے کہاں گئے ہیں؟

وہاں سے جھنجھلائے ہوئے یہ لوگ حضرتِ صدیق کے گھر پہنچے وہاں بڑی بیٹی اسماء بنت ابی بکر موجود تھیں۔ ابوجہل نے پوچھا:۔ "تمہارے باپ کہاں ہیں؟"

حضرت اسماء (نے بھی کہا) :۔ کہیں گئے ہیں۔

جب یہاں سے بھی مایوس ہوئے تو اعلان کرایا کہ جو حضور کا پتہ لگائے گا اسے ایک سو اونٹ انعام ملے گا۔ اور ایک ماہر مخبر کو لے کر کفّار تلاش میں چلتے چلتے غارِ ثور تک جا پہنچے، اِدھر حضرتِ صدیق آہٹ پا کر پریشان ہوئے اور عرض کیا :۔

حضرتِ صدیق :۔ یارسول اللہ کوئی کافر اگر یہاں پہنچا اور اس نے ذرا بھی جھک کر دیکھا تو ضرور ہمیں دیکھ لے گا۔

حضور (نے فرمایا) اے ابوبکر کیا گمان ہے تیرا اُن دو کے بارے میں جن میں تیسرا اللہ تعالیٰ ہے۔[۱۰۹]

تین راتیں غارِ ثور میں قیام کے بعد چوتھی رات کو حضرت کے غلام عامر بن فہیرہ دونوں اونٹنیاں اور عبداللہ بن اُریقط کو راہ نمائی کے لئے ساتھ لے کر آگئے۔ پھر چاروں غارِ ثور سے پیر

Marfat.com

کے دن ۴ ربیع اوّل کو مدینہ کے لئے روانہ ہو گئے۔ ایک رات اور آدھا دن گزرنے کے بعد حضرتِ صدیق نے دیکھا سُراقہ بن مالک سرپٹ گھوڑا دوڑاتا پیچھا کرتا آرہا ہے۔ یہ دیکھ کر حضرتِ صدیق پریشان ہو کر رونے لگے۔ حضور نے پوچھا: "اے ابو بکر تم رو کیوں رہے ہو؟"

حضرتِ صدیق:۔ یا اللہ کے رسول کوئی گھوڑ سوار بہت تیزی سے ہماری طرف آرہا ہے کہیں وہ کوئی نقصان نہ پہنچا دے۔

حضور (نے یہ دُعا فرمائی): "اَللّٰھُمَّ اکْفِنَاہُ بِمَا شِئْتَ" یعنی اے اللہ جس طرح تو چاہے اُس طرح ہمیں محفوظ رکھ۔ اور پھر فرمایا۔ "لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا" یعنی گھبراؤ نہیں اللہ ہمارے ساتھ ہے۔[111]

سوار سراقہ (نے پکار کر کہا) اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میں خوب جانتا ہوں کہ میرا گھوڑا ریت میں آپ ہی کی وجہ سے دھنسا ہے۔ آپ دُعا کریں کہ اس مشکل سے نجات ملے اور قسم ہے خدا کی کہ میرے پیچھے جو بھی آپ کی تلاش میں آرہا ہے میں سب کو بہکا کر لوٹا دوں گا اور آپ کو اپنا تیر نشانی کے لئے دیتا ہوں۔ آگے چل کر میرا چرواہا میرے اونٹ اور بھیڑیں چرا رہا ہے اس کو یہ تیر دے دینا اور اس سے جو جانور چاہیں لے لینا۔

حضور (نے فرمایا) مجھے تمہارے جانوروں کی ضرورت نہیں ہے یہ لے کر کیا کروں۔ ہاں ایک بات کا وعدہ کرو کہ ہمارا پیچھا کرنے والوں کو واپس لوٹا دو گے۔

پھر آپ کی دُعا سے سراقہ کے گھوڑے کے دھنسے ہوئے پَیر زمین سے نکل آئے۔ اس نے مکّہ واپس جا کر وعدے کے مطابق ہر پیچھا کرنے والے کو یہ کہہ کر لوٹا دیا کہ اِدھر میں دیکھ آیا ہوں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا کہیں پتہ نہیں ملتا۔[112] اُدھر وہ مبارک قافلہ ایک گاؤں میں ٹھہرا۔ وہاں اُمِ معبد عاتکہ بنت خالد نام کی ایک نیک عورت کا خیمہ تھا۔ اس کا شوہر بکریاں چرانے گیا ہوا تھا۔ اُس کے پاس مہمانوں کی خاطر کا کوئی سامان نہ تھا۔ حضور نے دیکھا کہ ایک دُبلی بکری خیمے کے کنارے بندھی ہے۔ آپ نے اُمِ معبد سے پوچھا:۔

حضور:۔ یہ دُبلی سی بکری اکیلی خیمے کے کونے میں کیوں بندھی ہے؟

اُمِ معبد (نے عرض کیا) اس کا دودھ سوکھ چکا ہے اور کمزوری کی وجہ سے چرائی پر جانے کے قابل نہیں ہے۔

Marfat.com

حضور (نے فرمایا) کیا تم مجھے اس کے دوھنے کی اجازت دے سکتی ہو؟

اُمّ معبد (نے عرض کیا) آپ شوق سے دوہ لیں لیکن اس میں دودھ ہے نہیں۔

آپ نے بسم اللہ کرکے دوھنا شروع کیا اور ایک برتن بھر کر پہلے اُمّ معبد کو پلایا پھر حضرت صدیق سے فرمایا:

حضور (نے فرمایا) اچھا ابوبکر اب تم بھی دودھ پی لو۔

حضرت صدیق (نے عرض کیا) پہلے آپ پیجئے۔

حضور (نے فرمایا) ساقِ القومِ آخِرھُم شُربًا۔ یعنی لوگوں کو پلانے والا سب سے آخر میں پیتا ہے۔

سب کے بعد میں آپ نے بھی نوش فرمایا۔ اسی طرح دو دو دَور چلے۔ پھر اور دودھ دوہ کر اُمّ معبد کو دیا کہ یہ ابو معبد کا حصہ ہے[113]۔ اس کے بعد چاروں حضرات مدینہ کو روانہ ہو گئے اور ربیع اول کی بارہ تاریخ کو بارہ دن سفر کرکے پیر ہی کے روز مدینہ پہنچے جو پہلے یثرب کہلاتا تھا اب مدینۃ النبی یعنی نبی کا شہر ہو گیا۔ قبا کے مقام پر آپ ٹھہرے اور پہلی مسجد بنائی۔ اس جگہ حضرت علی بھی مکہ سے ہجرت کرکے آملے۔ جب سب لوگ محلہ بنی نجّار میں داخل ہوئے تو تمام لوگ جو اب حضور کے مددگار یعنی انصار ہو گئے تھے اُن میں ہر ایک نے عرض کیا:

انصار:۔ یارسول اللہ آپ میرے گھر ٹھہریں۔

حضور (نے فرمایا) قصویٰ اونٹنی کو اللہ کا حکم جہاں کے لئے مِلا ہے وہاں وہ خود بیٹھ جائیگی۔

چنانچہ قصویٰ اونٹنی پہلے اس جگہ بیٹھی جہاں بعد کو مسجدِ نبوی تعمیر ہوئی پھر جلد ہی وہاں سے جاکر حضرت ابوایّوب خالد بن زید انصاری کے دروازے پر بیٹھ گئی اور آپ نے اُن ہی کے گھر قیام فرمایا۔ مدینہ کے داخلہ کے وقت راستوں پر لڑکے خوشی سے نعرے لگاتے تھے کہ جاءَ محمدٌ جاءَ رسُولُ اللہ۔ یعنی اللہ کے رسول آگئے[114]۔ لڑکیاں دف بجا کر خوشی کا گیت گاتی تھیں ؎ نحن جوارٍ من بنی النجّار ÷ یاحبذا محمدٌ من جار۔ یعنی ہم بنی نجّار کی لڑکیاں ہیں حضور خوب آئے۔ آپ کتنے اچھے پڑوسی ہیں۔ یہ سُن کر حضور نے پوچھا:

حضور:۔ اے بچیّو! کیا تمہیں میری محبّت ہے۔

انصار لڑکیاں (بول اُٹھیں) جی ہاں یارسول اللہ!

Marfat.com

حضور (نے فرمایا) خدا جانتا ہے میں بھی تمہیں دل سے چاہتا ہوں۔

اور چھتوں پر انصار یہ عورتیں گیت گا رہی تھیں جس کا ایک شعر یہ ہے ؎

طَلَعَ البدرُ علینا ۔ مِن ثنیاتِ الوداع ۔ یعنی رخصت کے ٹیلوں کی طرف سے چودھویں کا چاند نکلا ہے۔

یہ مدینہ طیبہ وہ مقدس شہر ہے جو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور بہتیرے مہاجر صحابۂ کرام کا دوسرا اور مستقل وطن اور آخری آرام گاہ بنا اور جس کے لئے حضرت عمر فاروق دعا کیا کرتے تھے کہ اے اللہ تیری راہ میں مجھے شہادت نصیب ہو اور تیرے رسول کے شہر میں مجھے موت آئے۔[116]

مدینہ میں آئے ہیں

اللہ کے رسول مدینہ میں آئے ہیں ۔۔۔ مکّہ سے یارِ غار کو ہمراہ لائے ہیں
اللہ کے حبیب جو تشریف لائے ہیں ۔۔۔ انصار رہگزاروں میں آنکھیں بچھائے ہیں
خوش ہو کے دف پہ گاتی ہیں معصوم بچیاں ۔۔۔ لڑکوں نے شوق و جوش میں نعرے لگائے ہیں
یثرب ہوا مدینۂ علم و عمل جہاں ۔۔۔ خیر البشر نے خوب تر انساں بنائے ہیں
قُصویٰ پہنچ کے خانۂ ایوّب پر رُکی ۔۔۔ کیا کیا ستارے بخت کے یوں جگمگائے ہیں
ہجرت کی پھیلی مکّہ میں جب صبح کو خبر ۔۔۔ کفّار و مشرکین بہت تلملائے ہیں

مُردہ، خیالی زندہ کیا سچ مسیح نے
سرکار کے غلاموں نے مُردے جِلائے ہیں

اب مکہ فتح ہو رہا ہے

آپ کی عمر کے اکسٹھ سال ہو چکے ہیں۔ اعلانِ نبوّت کا بیسواں اور ہجرت کا آٹھواں سال ہو گیا۔ مدینہ میں اسلامی حکومت قائم ہے۔ لیکن مکہ کے کافر و مشرک اب بھی اپنی شرارتوں سے باز نہیں آتے۔ چنانچہ رمضان کے مہینہ میں آپ نے دس ہزار مسلمانوں کو لے کر فتح مکہ کے لئے کوچ کیا۔ شہر سے تیس کلومیٹر کے فاصلہ پر فوج کو پڑاؤ کا حکم دے کر فرمایا کہ سب لوگ رات بھر آگ

Marfat.com

جلائے رکھیں جس سے سارا جنگل جگمگا تا رہے۔ اُدھر حملہ کی خبر پا کر سرداروں نے اصل حالات معلوم کرنے کے لئے ابوسفیان ابن حرب کو دو آدمیوں کے ساتھ بھیجا۔ فوج کا پہرہ دیتے ہوئے حضرت عباس کی ملاقات ابوسفیان سے ہو گئی۔

ابوسفیان :۔ (تعجب سے پوچھتا ہے) یہ جنگل میں آگ ہر طرف کیسے چمک رہی ہے ؟

حضرت عباس :۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بہادر فوج کا پڑاؤ ہے اور صبح ہوتے ہی مکّہ میں داخل ہو جائے گی۔ مکّہ والے اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ اس لئے بہتر ہے کہ کچھ ایسی تدبیر کرلو کہ مکّہ والے قتل ہونے سے بچ سکیں۔

ابوسفیان :۔ تو اس وقت ہم کیا کر سکتے ہیں تمہیں کوئی تدبیر بتاؤ ؟

حضرتِ عباس :۔ اے ابوسفیان تم میری سواری پر بیٹھ لو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلو۔ اُمید ہے کوئی تمہاری بھلائی کا راستہ نکل آئے گا۔

حضرت عمرؓ (نے کہا) اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم یہ خدا اور رسول کا دشمن ابوسفیان مل گیا ہے آپ اجازت دیں میں اسے قتل کر دوں۔

حضرت عباس :۔ (جلدی سے بولے) یا رسول اللہ میں نے ان کو امان دی ہے آپ بھی امان دے دیں۔

حضور (نے فرمایا) اے عباس اس وقت ابوسفیان کو اپنے ساتھ لے جاؤ رات میں حفاظت سے رکھو اور کل سویرے انھیں میرے پاس لے آنا۔

چنانچہ صبح کو حضرت عباس نے ابوسفیان کو ساتھ لا کر حاضرِ خدمت کر دیا۔

حضور (نے فرمایا) وَیحَکَ یَا اَبَا سُفیَان اَلَم یَأنِ لَکَ اَن تَعلَمَ اَن لَا اِلٰهَ اِلَّا اللہ ۔ یعنی اے ابوسفیان تم پر افسوس کہ ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ تم اس حقیقت کو جان لو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔

ابوسُفیان (نے عرض کیا) میرے ماں باپ آپ پر قربان جائیں آپ بڑے رحیم بڑے کریم ہیں اور قرابت داری کا کتنا خیال رکھنے والے ہیں اور یہ بھی سمجھ میں آرہا ہے کہ اللہ کے سوا اور کوئی معبود ہوتا تو وہ ضرور میری مدد کرتا۔

Marfat.com

حضور:۔ وَیحَكَ یَا اَبا سفیان اَلَمْ یَاْنِ لَكَ اَنْ تَعْلَمَ اَنّی رسول اللہ ۔یعنی اے ابوسفیان تم پر افسوس ہے۔ کیا تمہارے لئے اب بھی وہ وقت نہیں آیا کہ تم یقین کرلو کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔

ابوسفیان:۔ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں کہ واقعی آپ کیسے رحیم کیسے کریم اور کیسے اچھے قرابت داری کا خیال رکھنے والے ہیں لیکن خدا کی قسم ابھی میرے دل میں کچھ تردد ہے۔

حضرت عباس (بولے) اے ابوسفیان تم پر افسوس ہے کیوں نہیں کہہ دیتے کہ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ ۔یعنی میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ ایک ہی ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اس کے بندے اور رسول ہیں — ورنہ مجھے ڈر ہے کہ تمہیں کوئی قتل نہ کردے۔

حضور:۔ اے عباس تم ابھی ابوسفیان کو لے جاکر راستہ پر کھڑے ہوجاؤ تاکہ اسلامی فوج ان کے سامنے سے گزرے اور یہ اسے خوب دیکھ لیں۔ (پھر ابوسفیان سے کہا) تم اسلامی فوج دیکھ کر فوراً مکہ جاؤ اور یہ سب حال بتاؤ اور یہ اعلان کردو کہ جو آدمی مسجدِ حرام میں داخل ہوجائے گا اُسے امان ہے۔ اور جو شخص ابوسفیان کے گھر میں داخل ہوجائے گا اسے امان ہے اور جو اپنے گھر کا دروازہ بند کرکے بیٹھ جائے گا اسے بھی امان ہے[117]۔

لہٰذا ابوسفیان نے آگے بڑھ کر اسلامی لشکر کو راستہ سے گزرتے دیکھا اور فوراً مکہ جاکر اعلان کیا۔

ابوسفیان:۔ اے مکہ والو! محمد کے پاس اتنی زبردست فوج ہے کہ اس کے آجانے پر ہرگز مقابلہ نہ کرسکوگے اور اس وقت میں تمہارے پاس محمد کی طرف سے امان کا پیغام لے کر آیا ہوں۔ تم اپنے کو قتل سے بچاؤ اور اسلام کے امن کا پیغام قبول کرلو۔

پھر ابوسفیان نے مکہ والوں کو وہ پورا پیغام سُنا دیا۔ اِدھر اللہ کے رسول نے اپنے لشکر کو چار حصوں میں بانٹ کر مسلمانوں سے فرمایا:۔

حضور:۔ تم ہرگز لڑائی نہ چھیڑو البتہ جب کوئی تم پر حملہ کرے تو ضرورت بھر اس کا جواب دینا۔ پھر مکہ کے قریب پہنچ کر تھوڑی دیر ٹھہرنے کے بعد شہر میں داخل ہونا۔

فرمانِ نبی کے مطابق اسلامی فوج مکہ میں داخل ہوگئی۔ گھمسان کا رن پڑا۔ خود اللہ کے رسول بھی اونٹنی پر سوار تھے اور کجاوے پر سرِ مبارک ٹیکے ہوئے نیازمندانہ دعا میں مشغول مسجد حرام

Marfat.com

پہنچے۔ یہاں تک کہ اللہ نے اپنے فرماں برداروں کو فتح دی۔ اِس جنگ میں کل تین مسلمان شہید ہوئے اور کافروں کے بھی تقریباً ستّر آدمی مارے گئے۔ پھر حضور نے کعبہ کا طواف کرنے کے بعد اہلِ مکّہ سے فرمایا:۔

حضور:۔ اے قریش کے لوگو! بھلا تم جانتے ہو کہ میں تمہارے ساتھ کیا برتاؤ کروں گا؟

قریش (نے کہا) ہم سب کو پورا یقین ہے کہ آپ ہمارے ساتھ بھلائی کریں گے۔ آپ ہمارے اچھے اور نیک بھائی ہیں اور اچھے و نیک بھائی کے بیٹے ہیں۔

حضور:۔ میں تم سے وہی کہتا ہوں جو یوسف علیہ السلام نے بھائیوں سے کہا تھا یعنی اب تم پر کوئی الزام نہیں اللہ تمہارے قصور معاف کرے۔ وہ سب سے بڑھ کر مہربان ہے۔[۱۱۸] (اور فرمایا) جاؤ تم سب کو اللہ نے آزاد کیا۔

پھر آپ نے اللہ کے مقدس گھر کو بتوں سے پاک کیا۔ آپ کا معجزانہ برتاؤ دیکھ کر بہتیرے کافر جو آپ کے جانی دشمن تھے مسلمان ہو گئے اور آپ کے جان نثار بن گئے۔ اور جو لوگ ایمان نہیں لائے ان کی بھی جان بخشی فرمائی۔ البتہ چند خطرناک اور شرارتی لوگوں میں گیارہ مَردوں اور سات عورتوں کے لئے فرمایا کہ یہ جہاں ملیں قتل کئے جائیں۔ ان میں سے بھی بعد کو چار مَردوں اور تین عورتوں کو قتل کیا گیا۔ باقی گیارہ لوگوں کو آپ نے معاف کر دیا۔ وہ بھی مسلمان ہو گئے۔ بعد میں اماں پانے والوں میں ابوجہل کے بیٹے عِکرمہ بھی تھے جو آخر تک لڑ کر بھاگ نکلے اور جدّہ چلے گئے۔ عِکرمہ کی بیوی اُمِّ حکیم حارث بن ہشام کی بیٹی تھی۔ اُمِّ حکیم نے اپنے شوہر کے لئے حضور سے امان طلب کی۔

اُمِّ حکیم (نے عرض کیا) اے اللہ کے رسول آپ نے بہتیرے اہلِ مکہ کو معاف کر دیا ہے ہمارے شوہر عِکرمہ کو بھی معاف کر دیں۔

حضور (نے فرمایا) چلو میں نے اسے بھی معاف کر دیا۔

اُمِّ حکیم (نے جدّہ جا کر عکرمہ سے کہا) اے میرے چچا کے بیٹے میں تمہارے پاس ایسے شخص کے پاس سے آئی ہوں جو بہترین انسان ہے۔ بہت ہی بھلائی کرنے والا ہے — اور قرابت داروں کا حق ادا کرنے والا ہے۔ اِس خُلقِ عظیم کی مخالفت کر کے تم خواہ مخواہ اپنے کو ہلاک نہ کرو۔ میرے ساتھ چلو میں تمہارے واسطے امان کا پیغام لے کر آئی ہوں۔

Marfat.com

عکرمہ (نے پوچھا) کیا تم نے خود محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے امان حاصل کرلی ہے اور انھوں نے تمہیں امان دے دی ہے؟

اُمِّ حکیم (نے کہا) ہاں، اور انہیں سے میں تمہارے لئے بھی امان لے کر آئی ہوں۔

ادھر حضور نے صحابہ سے فرمایا:- دیکھو ابوجہل کا بیٹا عکرمہ مومن ہوکر آرہا ہے تم اس کے باپ کو بُرا بھلا مت کہنا۔ میت کو بُرا بھلا کہنے سے اُسے تو کوئی تکلیف نہیں پہنچتی مگر اس کے زندہ رشتہ داروں کو تکلیف پہنچتی ہے۔

اِتنے میں دونوں میاں بیوی حضور کی خدمت میں پہنچے۔

اُمِّ حکیم (نے عرض کیا) عکرمہ آپ کی خدمت میں حاضر ہے۔

حضور:- (مارے خوشی کے کھڑے ہوکر) عکرمہ کو اندر بُلاؤ — جب عِکرمہ اندر پہنچے اور حضور کی نظر اُن پر پڑی تو محبت سے فرمایا — مرحبا اے مہاجر سوار خوب آئے۔

عکرمہ (نے عرض کیا) اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) مجھ کو اُمِّ حکیم نے بتایا کہ آپ نے مجھے امان دیدی۔

حضور (نے فرمایا) اُمِّ حکیم نے تم سے سچ کہا ہے میں نے تم کو امان دیدی ہے۔

عکرمہ (نے عرض کیا) اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔ یعنی میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سِوا کوئی معبود نہیں وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور آپ اس کے بندے اور رسول ہیں — پھر عِکرمہ نے شرمندگی سے سر جھکا کر عرض کیا:— آپ سب سے زیادہ بھلائی کرنے والے ہیں اور سب سے زیادہ وفادار ہیں۔

حضور (نے فرمایا) اے عکرمہ تم جو بھی مجھ سے طلب کرو اور مجھے اُس کو دینے کی قدرت ہوگی اس کو میں خوشی سے تم کو دوں گا۔

عکرمہ (نے عرض کیا) میں آپ سے دعائے مغفرت چاہتا ہوں۔ میں نے جو کچھ بھی آپ کے ساتھ دشمنی کی اور شرک کے لئے آپ سے لڑائیاں لڑیں آپ دعا کریں کہ وہ سب اللہ ہم کو معاف کردے۔

حضور (نے فرمایا) یا اللہ عکرمہ نے جو میرے ساتھ دشمنی کی اور جو بُری بات اِس نے کہی اور اسلام کے خلاف جو لڑائی لڑی وہ سب معاف کردے۔

عکرمہ (نے عرض کیا) یارسول اللہ اب آپ مجھے بھلائی کی تعلیم دیں تاکہ میں اس پر چلتا رہوں۔

Marfat.com

حضور (نے فرمایا) تم اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ کہو اور جہاد کرو۔

عکرمہ (نے عرض کیا) یا رسول اللہ میں نے جو مال دینِ اسلام کے خلاف خرچ کیا ہے اُس سے دوگنا اللہ کے راستہ میں خرچ کروں گا اور جتنی بار دینِ حق کے مقابلہ میں لڑا ہوں اُس سے دوگنا بار اللہ کے راستہ کے لئے لڑوں گا۔

اور عکرمہ نے پوری وفاداری کے ساتھ اپنا وعدہ پورا کیا۔ آخر کار حضرت صدیق اکبر کے زمانہ خلافت میں بہ مقام اجنا دین جہاد کرتے ہوئے شہید ہو گئے۔

لیجئے دین کی تکمیل ہو گئی

مکّہ فتح ہوا جو اللہ کے دین اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا مولد و مسکن اور اللہ و رسول کے دشمنوں کا گڑھ تھا۔ اس کے بعد مسلسل حق و باطل کی کشمکش جاری رہی جس میں صلح بھی ہوئی اور جنگ بھی۔ خاص خاص جنگیں، خندق، بدر، اُحد، خیبر و حنین وغیرہ سب ہی کامیابی کے ساتھ انجام پائیں۔ سچائی کا بول بالا اور کفر و شرک کا مُنہ کالا ہوا۔ اس طرح کتنی ہی مزاحمتوں کا مقابلہ کرتے اور اللہ کا پیغام بندوں تک پہنچاتے ہوئے حضور کی عمر شریف کی تریسٹھ بہاریں ہو چکیں اور خزاؤں کی آندھیاں خود اپنا منہ جُھلس کر رہ گئیں۔ اس مبارک و فطری عمر شریف میں نبوّت کے کل تئیس سال تاریخ عالم میں سرورِ عالم کے حیرت انگیز کارناموں سے بھرے ہوئے ہیں۔ اِن ۲۳ برسوں کی مختصر مدّت میں پُر آشوب مکی زندگی کے تیرہ سال اور مدنی زندگی کے پُرشوکت دس سال شامل ہیں۔[119]

یہاں تک کہ گیارہویں سالِ ہجرت میں ابھی ایک مہینہ باقی تھا کہ حضور نے اپنے آخری یادگار حج کا ارادہ فرمایا جو عموماً حجۃ الوداع کہلاتا ہے۔ اس حج میں آپ کے ساتھ لاکھ سوا لاکھ مسلمان یعنی صحابہ کرام نے بھی حج کیا۔ جمعہ کے دن ذی الحجہ یعنی عیدِ قرباں کی نو تاریخ کو وادی نمر و میدانِ عرفات اور یوم نحر یعنی قربانی کے دن مِنیٰ کے مقام پر اپنا عظیم الشان خطبہ دیا جس میں مندرجہ ذیل دہ سنہرے و قیمتی اصول بیان فرمائے جو اسلام کا خلاصہ اور آپ کی شانِ خطابت کا اعجاز ہے۔[120] غور سے سُنئے:

۱۔ خونِ ناحق اور ناجائز طریقہ سے حاصل کیا ہوا مال اور آبروریزی حرام ہے۔

Marfat.com

۲-جاہلیت کا ہر امر میرے پیروں تلے روندا گیا یعنی مسلمانوں میں ان کا چلن منع کر دیا گیا۔

۳-سُودی کاروبار بالکل موقوف کر دیا گیا ہے۔

۴-عورتوں کا حق مَردوں پر ہے کہ حسبِ مقدور وہ اُن کی روٹی کپڑے مکان اور بنیادی ضروریات کے ذمہ دار ہیں۔

۵-مَردوں کا حق عورتوں پر ہے کہ وہ شوہر کی امانت یعنی عصمت وغیرہ کی حفاظت کریں۔

۶-اللہ کی کتاب کو مضبوطی سے پکڑے رہنا جو میں تم میں چھوڑ رہا ہوں۔

۷-تقویٰ یعنی اللہ کے ڈر سے پرہیز گاری اختیار کئے رہو۔

۸-اللہ سے تمہاری ملاقات ضرور ہونا ہے اور تمہارے اعمال کی پوچھ گچھ ہوگی۔

۹-میرے بعد گمراہ ہو کر پھر نہ جانا کہ باہم مار کاٹ کرنے لگو۔ خبردار رہو۔

۱۰-اپنی جان پر کوئی شخص ظلم نہ کرے۔ نہ باپ بیٹے پر نہ بیٹا باپ پر۔

۱۱-جو موجود ہیں وہ اِن باتوں کو انھیں پہنچائیں جو یہاں موجود نہیں ہیں۔

خطبہ کے آخر میں آپ نے لوگوں سے فرمایا:-

حضور:- اے مسلمانو! میرے بارے میں تم سے پوچھا جائے گا تو تم کیا کہو گے؟

حاضرین:- (یک زبان ہو کر) یارسول اللہ ہم گواہی دیں گے کہ آپ نے اللہ کا پیغام ہم کو پہنچایا اور کام کو بخوبی انجام دے دیا۔

حضور:- (یہ سُن کر اپنی کلمہ کی اُنگلی اوپر اُٹھا کر نیچے لاتے ہوئے فرمایا) اَللّٰھُمَّ اشْھَدْ یعنی اے اللہ تو گواہ ہو جا ــــ یہی تین بار فرمایا

اُسی دن عصر کے وقت سورۂ مائدہ کی یہ آیت نازل ہوئی کہ:-

"آج ہم نے تمہارے واسطے تمہارا دین مکمل کر دیا اور اپنی نعمت تم پر تمام کر دی اور تمہارے لئے دینِ اسلام کو پسند کیا"[۱۲۱] یعنی وہ مقصد پورا ہو چکا جس کے لئے آپ کو مقرر کیا گیا تھا یعنی کتاب اللہ کی تعلیم اور حکمت: حقیقی دانشمندی کی بات اور انسانوں کا تزکیہ[۱۲۲] - اُن کے ظاہر و باطن کو سنوارنا اور انفرادی و اجتماعی پاکیزگی بخشنا۔ اور حضور نے اس دینِ کامل پر خود ہی پوری طرح عمل کر کے دکھا دیا[۱۲۳]۔ اور دینِ حق سارے دینوں پر غالب ہو کر رہا[۱۲۴]۔ کیونکہ آپ کو الگ الگ فرقوں

Marfat.com

اور قوموں کے لئے نہیں سارے انسانوں کے لئے رسول بنایا گیا ہے[125]۔ اور اب آپ کی رسالت اور آپ پر بھیجی گئی کتاب یعنی قرآنِ حکیم ہمیشہ ہمیش کے لئے چراغِ ہدایت ہے یعنی وہ اللہ کا آخری دستورِ زندگی جس کے پہلے کے سارے قانون اب لاگو نہیں رہ گئے۔ اب مسلمانوں کے لئے قرآن و سنّتِ رسول ہی حق و باطل کا معیار، صحیح و غلط کی کسوٹی اور زندگی کے ہر شعبہ میں ردّ و قبول کی آخری و محکم سند ہیں۔ انسانی علوم و نظریات سارے تمدنی معاملات کو صرف قرآن و سنّت ہی پر پرکھنا مسلمان کے لئے لازمی ہے۔ جو اِن پر کھرا اُترے وہی درست ہے۔ جو کھوٹا اُترے وہ غلط ہے اور قابلِ ترک ہے۔ اور اس لئے یہ اللہ کے رسول فردِ نبوّت پر مُہر ہیں اور سلسلۂ رسالت کی آخری کڑی ہیں[126]۔ جن کے بعد قیامت تک کوئی نیا نبی کسی قِسم کا بھی آنے والا نہیں بلکہ جو ایسا دعویٰ کرے وہ بالکل جھوٹا ہے ہرگز ہرگز ماننے کے لائق نہیں۔ اللہ ایسے فتنہ سے ہم سب مسلمانوں کو محفوظ رکھے۔ آمین وصلی اللہ علیٰ خاتم النبیین۔

سیرتِ پاک جو معجزہ بھی ہے اور زندگی کا نمونہ بھی

ہاں ہاں! آپ کی سیرت بے شک ایک معجزہ ہے اور ایسا زندہ معجزہ کہ دنیا کے کسی انسان کی ایسی مثال تاریخ میں موجود نہیں ہے۔ اِس لئے کہ صرف آپ ہی کی وہ ذاتِ پُر صفات ہے جس کی زندگی کے ہر پہلو کی ایک ایک بات نہایت معتبر طریقہ سے آج تک معلوم و محفوظ ہے اور زندگی کا نمونہ اس لحاظ سے ہے کہ آپ کی سیرتِ پاک کو معیار بنا کر ہی زندگی گزارنے سے عام انسانی سماج میں انسانیت کے بلند تر مقام پر پہنچا جاسکتا ہے اگرچہ نبی کے درجۂ کمال کو حاصل کر لینا ممکن نہیں ہے۔

ایسی معجزانہ سیرت اور مثالی زندگی کی سند قرآن سے ہے اور حدیث سے بھی۔ روایت سے بھی ہے اور تاریخ سے بھی۔ قبلِ نبوّت کے عہد میں غیر مسلموں سے اور بعدِ نبوّت مسلم و غیر مسلم اپنوں اور غیروں سبھی سے پوری تفصیل و تصدیق کے ساتھ ملتی ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں کہا گیا ہے کہ: اے اللہ کے رسول آپ اخلاق کے بہت بڑے مرتبہ پر ہیں[128]۔ اُمت کے ہمدرد و خیر خواہ ہیں۔ اس پر از حد مہربان اور ترس کھانے والے ہیں[129]۔ آپ کو سارے عالموں کے لئے رحمت بنا کر

Marfat.com

بھیجا گیا ہے[130]۔ لوگوں کے حق بات قبول نہ کرنے پر آپ کا جی کڑھتا ہے[131]۔ آپ دل کے نرم ہیں[132]۔ اور کیوں نہ ہوں جبکہ بحکمِ حدیث آپ کی تربیت خود آپ کے رب نے فرمائی ہے اور آپ کا خُلق قرآن کا نمونہ ہے[133]۔ بچہ بچہ آپ کے حُسنِ اخلاق سے واقف تھا چنانچہ ہجرتِ مدینہ کے موقع پر انصار بنی نجار کی بچیاں شادیانہ گاتی ہوئی کہتی تھیں کہ حضور ہمارے کیا ہی اچھے پڑوسی ہیں[134]۔

یہی نہیں بلکہ لطف تو یہ ہے کہ اغیار اور دشمن تک آپ کے کمالِ خُلق کا اعتراف کرتے ہیں اور بقول :- والفضل ما شهدت به الاعداءُ۔ یعنی خوبی تو یہ ہے کہ اس کی گواہی دشمن بھی دیں۔ چنانچہ ابو جہل جیسا آپ کا جانی دشمن بھی آپ کی سچائی کا قائل تھا اور ایک بار اس نے حضور سے کہا تھا کہ میں تمھیں جھوٹا نہیں کہتا بلکہ تمہارے دین کے پیغام کو جھٹلاتا ہوں[135]۔

اس مجسّم خلق عظیم کا یہ معجزۂ انصاف بھی ملاحظہ ہو کہ آپ دودھ پینے کے زمانہ میں اپنے دودھ شریکے بھائی کے حصہ کا دودھ نہ پیتے تھے۔ چھپانے کے اعضار کھلنے نہ دیتے تھے وغیرہ۔ پھر نوعمری میں عیسائی راہب[136] بحیرائے شامی نے آپ کی خوبیوں کا بیان کیا۔ ابوسفیان ابن حرب نے قبولِ اسلام سے پہلے قیصرِ روم کے سامنے آپ کے حُسنِ اخلاق کی تصدیق[137] کی اور صفوان ابنِ اُمیّہ بھی ایمان لانے سے قبل آپ کی وسعتِ قلب کا اعتراف بہت متاثر ہو کر کیا ہے[138]۔

اور سب سے زیادہ فتح مکہ کے موقع پر ایک سے ایک ایذا رسانوں کا اعتراف جو کہ انسانی بڑے پن کی بے نظیر مثال ہے اور حُسنِ سیرت کا ایسا نمونہ جو سُنہرے حرفوں میں لکھنے کی چیز اور تاریخ کی زینت ہے۔

اتنا ہی نہیں بلکہ کسی کی سیرت پر عزیزوں، دوستوں اور قریبی رشتہ داروں نیز خود اس کے گھر والوں کی گواہی اس لئے معتبر اور اہمیت کی چیز ہوتی ہے کیونکہ ان لوگوں کی نظر قریب سے دیکھنے کی وجہ سے انسانی عمل کی باریکیوں پر ہر وقت رہتی ہے مگر انھوں نے بھی کسی خامی کا اشارہ تک نہیں دیا بلکہ کمالِ اخلاق کا موقع بہ موقع مذکور ملتا ہے۔ جیسے آپ کے چچا ابو طالب نے ایک موقع پر ایک شعر میں یوں کہا ہے کہ :- یقیناً تم نے مجھے مفید صلاح اور اچھی نصیحت جو دی ہے وہ آج کوئی انوکھی نہیں تم تو پہلے ہی سے امین ہو۔ اسی طرح ایک موقع پر کہا ہے کہ :- تم یتیموں کے چارہ ساز اور بیواؤں کے محافظ ہو۔ بنی ہاشم کے پریشان

Marfat.com

حال آپ سے راحت پاتے ہیں اور اُن کے لئے آپ کے انعام و احسان کے دروازے کھلے ہیں۔
اسی طرح پہلی وحی کے نزول پر آپ کی پہلی بیوی حضرت خدیجہ نے تسلّی دیتے ہوئے آپ کی خوبیوں کو گِنا کر کہا ہے کہ ایسے شخص کو اللہ ہر بُرائی و نقصان سے محفوظ رکھتا ہے ——
یہاں ہم رحمت کے سمندر سے صرف چند بوندوں کو لے کر حاضرین کے دلوں کو سیراب کر رہے ہیں۔ غور سے سنیں اور اس نمونہ سے اپنی زندگی کو روشن بنائیں۔

جنگِ اُحد میں آپ کا مبارک دانت شہید ہو گیا اور نُور کے مکھڑے پر بھی زخم آ گیا جس سے صحابۂ کرام نے سخت ناراض ہو کر کہا:۔

صحابہ :۔ یارسول اللہ آپ کافروں کے لئے بد دعا فرمائیں۔

حضور (نے فرمایا) میں بندوں کو اللہ کی رحمت سے ہٹانے اور دور کرنے کے لئے نہیں بھیجا گیا ہوں بلکہ لوگوں کے لئے رحمت بنا کر اور اللہ کی سچّی راہ کی طرف بلانے کے لئے بھیجا گیا ہوں۔
پھر آپ نے یوں دعا فرمائی کہ یا اللہ تو میری قوم کو صحیح راستہ دکھا کیونکہ وہ ناواقف و نادان ہے[۱۳۹]۔

اسی طرح ذات الرقاع کے مقام پر ایک جنگ سے آپ واپس آ رہے تھے۔ راستہ میں دوپہر کے وقت ایک درخت کے سائے میں آرام کے لئے سو گئے اور صحابہ بھی سو گئے۔ ایک شخص غورث غطنامی بُرے ارادے سے آپ کے پاس پہنچ گیا اور تلوار کھینچ لی کہ اتنے میں حضور کی آنکھ کھُل گئی تو اُس نے کہا:۔

غورث (نے کہا) اب تم کو کون مجھ سے بچا سکتا ہے؟

حضور (نے فوراً جواب دیا) اللہ بچانے والا ہے۔

یہ سُن کر غورث پر اتنا رعب چھا گیا کہ تلوار اس کے ہاتھ سے گِر گئی تو حضور نے تلوار اپنے ہاتھ میں اُٹھا کر فرمایا۔

حضور:۔ اب تم بتاؤ تمہیں مجھ سے کون بچائے گا؟

غورث (نے کہا) آپ تو بُرائی کا بدلا بُرائی سے نہیں دیتے ہیں۔

اس پر حضور نے اُسے معاف کر دیا اور اس کی تلوار اسے دے دی۔ وہ آپ کے اِس برتاؤ کو دیکھ کر اُسی وقت مسلمان ہو گیا اور اپنی قوم سے جا کر کہا کہ میں ایسے اچھے انسان کے پاس

Marfat.com

سے آیا ہوں جس کا رحم و کرم، حلم اور بخشش بیان سے باہر ہے۔[140]

اور سنئے حضرت انس[141] بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ آپ ایک موٹی چادر اوڑھے ہوئے تھے اچانک ایک دیہاتی آیا اور اس نے اتنے زور سے چادر کھینچی کہ آپ کے شانۂ مبارک پر نشان پڑ گیا پھر اس نے آپ سے کہا :۔

دیہاتی :۔ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میرے اِن دو اونٹوں کو اللہ کے اس مال میں سے لاکر دو جو تمہارے پاس ہے۔ کیونکہ تم کو نہ اپنے مال سے دینا ہے اور نہ یہ (نعوذ باللہ) تمہارے باپ کا مال ہے۔

حضور :۔ (کچھ خاموشی کے بعد مسکراتے ہوئے) بے شک مال اللہ کا ہے اور میں اُس کا بندہ ہوں لیکن اے دیہاتی تم نے میرے کندھوں کو تکلیف پہنچائی ہے تم سے اس کا بدلہ لیا جائیگا۔

دیہاتی (نے کہا) یہ ہر گز نہیں ہو سکتا۔

حضور (نے فرمایا) کیوں نہیں ہو سکتا؟

دیہاتی (نے کہا) آپ تو بُرائی کا بدلہ بُرائی سے نہیں دیا کرتے ہیں۔

حضور نے مسکرا کر ایک اونٹ جو سے اور دوسرا اونٹ خُرما سے لاد کر دیا۔

ایک بار مالِ غنیمت میں بہت کافی روپیہ آیا جو آپ کے سامنے ڈھیر لگا دیا گیا۔ آپ نے اُسی وقت سب تقسیم کر دیا۔ بعد میں ایک شخص آیا :۔

شخص (نے کہا) اے اللہ کے رسول مال غنیمت میں سے ہم کو بھی دے دیجئے۔

حضور (نے فرمایا) میرے پاس اب کچھ نہیں بچا ہے تم میرے نام سے جاکر کسی سے اُدھار لے لو اور تمہاری طرف سے میں ادا کر دوں گا۔

(نے عرض کیا) یا رسول اللہ آپ مال خرچ کرتے رہیئے اور مالکِ عرش سے کسی کمی کا خیال بھی نہ لائیے۔

حضور :۔ (مسکرا کر) ہاں اسی کا مجھ کو حکم دیا گیا ہے۔[142]

ایک بار آپ سفر کر رہے تھے ابن عمر آپ کے ساتھ تھے۔ راستہ میں ایک دیہاتی آیا۔

حضور :۔ (اس سے فرمایا) اے دیہاتی کہاں جا رہا ہے؟

Marfat.com

دیہاتی :۔ گھر جا رہا ہوں۔

حضور (نے فرمایا) امرِ خیر کی ضرورت ہے۔

دیہاتی (بولا) امرِ خیر کیا ہوتا ہے؟

حضور (نے فرمایا) امرِ خیر یہ ہے کہ گواہی دو کہ اللہ ایک ہے اُس کا کوئی شریک نہیں ہے محمد اس کے بندے اور رسول ہیں۔

دیہاتی (نے پوچھا) اس کی تصدیق کون کرے گا؟

حضور (نے فرمایا) دیکھو وادی کے اس کنارے پر ببول کا جو درخت ہے وہ گواہی دے گا۔

چنانچہ حضور نے درخت کو اشارہ کیا اور وہ زمین چیرتا ہوا سامنے آیا اور سلام کر کے کھڑا ہو گیا۔ پھر اُس سے تین مرتبہ گواہی طلب کی گئی اور اس نے تینوں بار گواہی دی کہ یہ بے شک اللہ کے سچے رسول ہیں۔

دیہاتی (نے عرض کیا) آپ درخت کو حکم دیں کہ وہ اپنی جگہ پر چلا جائے۔

چنانچہ آپ نے درخت کو اشارہ کیا اور وہ اپنی جگہ پر چلا گیا۔ پھر دیہاتی نے عرض کیا :۔

دیہاتی :۔ میرا جی چاہتا ہے کہ میں آپ کا سجدہ کروں۔ آپ اجازت دیجئے۔

حضور (نے فرمایا) نہیں۔ اگر اللہ کے سوا کسی کو سجدے کے لئے کہتا تو بیوی سے کہتا کہ وہ شوہر کا سجدہ کرے۔ پھر دیہاتی نے آپ کے مبارک ہاتھ پر چومنے کو اجازت مانگی اور آپ نے اجازت عنایت فرمائی۔[۱۴۳]

اسی طرح ایک بار حضرت صدیق اکبر اور حضرت عمر کے ساتھ حضور ایک انصاری کے باغ میں تشریف لے گئے وہاں کچھ بھیڑیں تھیں انھوں نے آپ کو سجدہ کیا۔ یہ دیکھ کر حضرت صدیق اکبر نے عرض کیا :۔

حضرت صدیق (نے عرض کیا) یا رسول اللہ آپ کو سجدہ کرنے کے لئے ہم ان بھیڑوں سے زیادہ حق دار ہیں۔

حضور (نے فرمایا) نہیں کسی کو نہیں چاہیئے کہ کسی کو سجدہ کرے۔[۱۴۴]

ایک بار ایک اونٹ آپ کے پاس آیا اور آپ کو سجدہ کیا۔

Marfat.com

حضور نے پوچھا :- اس کا مالک کون ہے ؟

انصاری جوان (نے عرض کیا) یہ اونٹ ہمارا ہے۔

حضور (نے فرمایا) اِس کا کیا حال ہو رہا ہے ؟

انصاری جوان (نے عرض کیا) یہ بیس سال سے ہمارے یہاں پانی کھینچتا رہا ہے اور اب کام کے قابل نہ رہا۔ سوچتا ہوں کہ ذبح کر دوں۔

حضور (نے فرمایا) تم اسے میرے ہاتھ بیچ دو۔

انصاری جوان (نے عرض کیا) یا رسول اللہ یہ آپ کا مال ہے۔

حضور (نے فرمایا) جب تک یہ نہ مرے تم اس کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔[۱۴۵]

ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہیں جا رہے تھے۔ راستہ میں آپ نے محسوس کیا کوئی یا رسول اللہ کہہ کر پکار رہا ہے۔ آواز کی طرف دیکھا تو ایک بندھی ہوئی ہرنی آپ کو آواز دے رہی تھی اور شکاری اسی کے پاس میں سو رہا تھا۔ آپ نے ہرنی سے پوچھا :-

حضور :- اے ہرنی تیری کیا حاجت ہے ؟

ھرنی (نے عرض کیا) مجھے اس شکاری نے باندھ رکھا ہے۔ سامنے پہاڑ پر میرے دو بچے ہیں۔ آپ مجھے کھول دیں تاکہ میں اُن کو دودھ پلا دوں۔

حضور :- (وعدہ لیتے ہیں) دیکھو دودھ پلا کر واپس آجانا !

پھر آپ نے اسے کھول دیا۔ ہرنی بچوں کو دودھ پلا کر واپس آگئی اور آپ نے اُس کو باندھ دیا۔ اِتنے میں شکاری جاگ اُٹھا۔ اس نے آپ کو دیکھ کر عرض کیا :-

شکاری :- یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ مجھے کوئی خدمت ارشاد فرمائیں تو بجا لاؤں۔

حضور (نے فرمایا) اِس ہرنی کو چھوڑ دو۔

شکاری نے ہرنی کو چھوڑ دیا اور وہ خوشی سے چھلانگ بھر کے یہ کہتی ہوئی چلی گئی۔ میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ کے سِوا کوئی معبود نہیں اور آپ اللہ کے رسول ہیں۔[۱۴۶]

ایک لڑائی جنگِ خندق کے نام سے مشہور ہے۔ صحابۂ کرام خندق کھود رہے تھے۔ ایک جگہ ایک سخت چٹان آگئی وہ کسی طرح نہ کٹتی تھی۔

Marfat.com

صحابہ نے عرض کیا:۔ یارسول اللہ یہ سخت زمین ہم لوگوں سے کسی طرح کٹ نہیں رہی ہے۔

حضور (نے فرمایا) اچھا میں اُترتا ہوں۔

یہ کہہ کر آپ خندق میں اُترے اور اس زور سے کدال چلائی کہ ایک ہی ضرب میں وہ ٹکڑے ٹکڑے ہوگئی ــ حضرت جابر نے اس وقت دیکھا کہ بھوک کی وجہ سے مزدوروں کے اس آقا کے پیٹ پر ایک پتھر بندھا ہوا تھا۔

حضرت جابر نے عرض کیا:۔ یارسول اللہ مجھے اپنے گھر جانے کی اجازت دیجئے۔

گھر جا کر انہوں نے اپنی بیوی سے کہا:۔ اللہ کے رسول کی حالت مجھ سے نہیں دیکھی جاتی اگر گھر میں کچھ ہو تو جلدی بتاؤ۔

بیوی (نے کہا کہ) کوئی ساڑھے تین سیر جَو رکھے ہیں اور ایک بکری کا بچّہ ہے۔

حضرت جابر (نے کہا) اچھا تم جَو کو پیس کر گوندھو اور میں بکری کے بچّہ کو ذبح کر کے گوشت پتیلے میں چڑھاتا ہوں۔

حضرت جابر یہ کام کر کے جلدی سے حضور کی خدمت میں پہنچے اور موقع پاکر چُپکے سے آپ سے عرض کیا:۔

حضرت جابر:۔ یا اللہ کے رسول میرے گھر پر ساڑھے تین سیر آٹا اور بکری کے ایک بچّہ کا گوشت موجود ہے۔ آپ چند صحابہ کو لے کر میرے گھر تشریف لے چلیں۔

حضور:۔ (بلند آواز سے) اے اہلِ خندق سب کے سب چلو جابر نے تمہاری دعوت کی ہے ــ پھر حضور نے جابر سے فرمایا:ــ جب تک میں نہ پہنچوں تم گوشت کو آگ سے نہ اُتارنا اور بیوی سے کہو وہ روٹی پکانا بھی شروع نہ کرے ــ یہ سُن کر وہ فوراً گھر گئے اور بیوی سے سارا حال بیان کر ہی رہے تھے کہ صحابۂ کرام کو حضور لئے ہوئے پہنچ گئے۔ آپ نے گوندھے ہوئے آٹے میں ذرا سا لعابِ دہن ڈالا اور برکت کے لئے دعا کی۔ اِسی طرح پتیلے میں بھی لعاب دہن ڈالا اور دعا کر کے فرمایا:۔

حضور:۔ اے جابر عورتوں کو بُلا کر روٹی پکانا شروع کرادو اور پتیلے کو آگ پر سے نہ اُتارو اور سالن نکال کر دیتے رہو۔

Marfat.com

حضرت جابر کہتے ہیں کہ ہزار آدمیوں نے پیٹ بھر کر کھانا کھایا اور پتیلا اسی طرح چولہے پر اور گندھا ہوا آٹا اسی طرح رکھا رہا۔[147]

ایک بار بی بی فاطمہ حضور کے پاس آئیں۔ سخت بھوک کی وجہ سے چہرہ زرد ہو رہا تھا۔ آپ نے اُن کے سینے پر ہنسلی کی جگہ اپنا دستِ مبارک رکھ کر انگلیاں کھول دیں۔ پھر یوں دعا فرمائی۔

حضور:۔ اے میرے اللہ بھوکوں کو سیر کرنے والا اور کمزوروں کو سہارا دینے والا تو ہی ہے جو میری بیٹی فاطمہ کو سہارا دے۔

حضرتِ عمران کہتے ہیں کہ اس وقت میں نے دیکھا کہ حضرت فاطمہ کے چہرے کی زردی دور ہو گئی تھی کچھ دنوں کے بعد اُن کی مُلاقات حضرت فاطمہ سے ہوئی۔ انھوں نے پوچھا۔

حضرت عمران:۔ اے فاطمہ اب تمہارا کیا حال ہے؟

حضرت فاطمہ (نے بتایا) اس دن کے بعد سے مجھے بھوک نے کبھی نہیں ستایا۔

بہر حال آپ کی عمر شریف میں قبل نبوت کے چالیس سال، بعدِ نبوت مکّی زندگی کے تیرہ سال اور مدنی زندگی کے دس سال، یعنی پورے تریسٹھ سال کے بے شمار واقعات ہیں جو آپ کی بے مثال سیرت و اخلاق کا نمونہ ہیں۔ اِسی طرح آپ کے معجزوں کی بھی کوئی گنتی نہیں۔ آپ تو سراپا معجزہ ہیں اور خالقِ کائنات کی قدرت کا اعلیٰ شاہکار ہے۔

صلی اللہ علیٰ محمّد + صلی اللہ علیہ وسلم

آپ کی روزمرہ کی زندگی سادگی صفائی پاکیزگی سے بھرپور تھی مکّے میں دعوت و تبلیغ کے مصیبت بھرے حالات میں بھی اور مدینے میں اسلامی حکومت کے انتظامی زمانے میں بھی آپ کمزوروں کی مدد کرتے۔ گھر والوں اور خادم کا ہاتھ بٹاتے[148] اور اپنے ساتھ کھانا کھلاتے۔ بازار سے سودا خود خرید کر لاتے۔ کپڑوں میں پیوند لگالیتے۔ دودھ دوہتے۔ اپنی جوتیوں کی مرمّت کر لیتے۔ چھوٹے بچّوں کو پیار کرتے[149] اور یتیموں کے سر پر ہاتھ پھیرتے۔ بیمار پُرسی کرتے اور جنازے میں شریک ہوتے۔[150]

بہر حال آپ رحمت ہی رحمت تھے مسلم و غیر مسلم، انسان اور حیوان سب[151] کے لئے۔ آپ کا اچھا برتاؤ بھی سب کے ساتھ تھا۔ کوئی اپنا ہو یا غیر۔ اپنی حاکم و فاتح جماعت کا ہو یا محکوم و اقلیتی فرقے[152] کا۔

تو ہم مسلمانوں کو چاہیئے کہ انسانیت کے ایسے محسنِ اعظم کی مکّی و مدنی زندگی سے سبق لیں اور

Marfat.com

اپنے آقا کے نقشِ قدم پر چل کر دونوں جہان کی سعادت و خوش بختی حاصل کریں۔ وباللہ التوفیق۔

مناجات بہ درگاہِ قاضی الحاجات[153]

الٰہی طُفیلِ نبیِّ مُکرّم
مجھے مَست کر جامِ اُلفت پِلا کے

طُفیلِ ابوبکرِ صدیق اکبر
رہوں گامزن رہ پہ صدق وصفا کے

طُفیلِ عُمر شاہ فاروقِ اعظم
مزے لے اڑوں میں بھی زہد ووفا کے

طُفیلِ قتیلِ ستم شاہِ عثمان
عنایت کر اوصاف صبر و غنا کے

طُفیلِ علی کرّم اللہ وجہہ
کھلیں راز سربستہ علم وذکا کے

طُفیلِ کُل اصحاب وآلِ پیمبر
مجھے نفس وشیطاں سے رکھے بچا کے

طُفیلِ مشائخ جو اعلامِ دیں تھے
نہ لے جا مجھے پاس جُرم وخطا کے

طُفیلِ ابوالخیر پیرِ طریقت
جو سردار ٹھہرے تمام اتقیا کے

طُفیلِ شہِ بوالحسن زیدِ مُرشد
جو شیخ جہاں اور ولی ہیں خدا کے

الٰہی حرم کا سفر ہو میسّر
ہوں اسباب خود اس رہِ جانفزا کے

چلوں چشم سے جانبِ طیبہ گاہے
رہِ شوق میں اپنی پلکیں بچھا کے

مِری جان ماں باپ و اولاد سب کچھ
فدا ہوں الٰہی اسی پیشوا کے

مری التجاؤں کو سُن لے الٰہی
اُمیدوں کے غنچے کھلیں لہلہا کے

ترے نام لیوا پریشاں ہیں بے حد
وہ اب جا لگے ہیں کنارے رَدا کے

نہیں اہل یارب وہ ظلم وستم کے
بنیں تختۂ مشق اہلِ عِدا کے

اُٹھایا ہے سر کافروں نے بہت کچھ
ستم ہو گئے بے حساب اشقیا کے

غرور اُن کا ٹوٹے نکل جائے کس بَل
گریں، منہ کے بل ٹھوکریں خوب کھا کے

سلامت روی حاصلِ زندگی ہو
نکل جائیں سب دَور سے اِبتلا کے

صبا پھر پیام اَمن کا لے کے آئے
شگوفے کِھلیں دوستی کی فضا کے

ہو اسلام سرسبز وشاداب پھر سے
پھلے اور پھولے نیا رنگ لا کے

Marfat.com

صدا گونجے اللہ اکبر کی ایسی کہ قربان ہو جائیں سب اس صدا کے

تمنّائیں بر آئیں زیدِ حزیں کی

بہادے الٰہی خزانے عطا کے

بحقّ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ صَلٰوةً تُنْجِيْنَا بِهَا مِنْ جَمِيْعِ الْاَهْوَالِ وَالْاٰفَاتِ وَتَقْضِيْ لَنَا بِهَا جَمِيْعَ الْحَاجَاتِ وَتُطَهِّرُنَا بِهَا مِنْ جَمِيْعِ السَّيِّاٰتِ وَتَرْفَعُنَا بِهَا عِنْدَكَ اَعْلَى الدَّرَجَاتِ وَتُبَلِّغُنَا بِهَا اَقْصَى الْغَايَاتِ مِنْ جَمِيْعِ الْخَيْرَاتِ فِي الْحَيَاتِ وَبَعْدَ الْمَمَاتِ ـــــ آمین

Marfat.com

ضمیمہ

بنام تاریخی

نغمۂ میلادِ خیر

۱۹۹۰ء

مشتمل بر

سلام و نعت و منقبت

Marfat.com

Marfat.com

ضمیمہ "نغمۂ میلادِ خیر" ۱۹۹۰ء مشتمل بر سلام، نعت و منقبت

فہرس عنوانات

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
لاکھوں سلام	۸۱	بَلَغَ العُلیٰ بکمالہٖ	۹۰
سلام اُن پر	۸۲	جب نبی بلائیں گے	۹۱
صلوٰۃٌ صلوٰۃٌ کمسک الختام	۸۲	خوشبو کس گل کی پھیلی چمن در چمن	۹۲
سلامٌ علیکم سلامٌ علیکم	۸۴	خدا کے ذکر سے جو دل کو گرما یا نہیں کرتے	۹۲
السلامُ السلامُ علیکَ السلام	۸۵	یا رسولُ عفوٌ رؤوفٌ رحیم	۹۲
اُن پہ برسوں درود، اُن پہ صدیوں سلام	۸۶	ولادت حضور صلی اللہ علیہ وسلم	۹۳
سلام میرا	۸۷	یا رسول	۹۳
اِن شاء اللہ، اِن شاء اللہ	۸۷	صلِّ علیٰ محمدٍ	۹۴
صلی اللہ علیہ وسلم	۸۷	نبی کا گھرانا	۹۵
آئے ہیں	۸۸	اللہ اللہ	۹۵
گُل سیکھے نزاکت	۸۹	ہمارا حُسین	۹۶
یا نبیِّ عربی	۸۹	خاصانِ محمد	۹۷
صلی اللہ علیہ وسلم	۹۰	مدح عثمان	۹۸

Marfat.com

Marfat.com

لاکھوں سلام

پیارے پیارے پیمبر پہ لاکھوں سلام
حُسنِ محبوبِ داور پہ لاکھوں سلام

حُلیۂ عکسِ انور پہ لاکھوں سلام
اس سراپائے سَرور پہ لاکھوں سلام

قدِ رشکِ صنوبر پہ لاکھوں سلام
مدِ اللہ اکبر پہ لاکھوں سلام

ناک نقشہ ہے شہہ کارِ تخلیقِ رب
نور کے حُسنِ پیکر پہ لاکھوں سلام

بارک اللہ بھویں چاند عیدین کی
قابَ قوسینِ سَرور پہ لاکھوں سلام

آفتاب اور چندے جو مہتاب ہے
مُکھڑے گول اور سُندر پہ لاکھوں سلام

میوے جنّت کے رخسار نرم اور بھرے
رنگِ سیب و گُلِ تر پہ لاکھوں سلام

تھی سرِ دوش سے جو بنا گوش تک
ایسی زلفِ مُعنبَر پہ لاکھوں سلام

دستِ نرگس میں ہے سب سیاہ و سفید
دُور بیں چشمِ انور پہ لاکھوں سلام

تھے گدازو کشادہ سخاوت سے پُر
اُس کفِ دستِ اطہر پہ لاکھوں سلام

زینتِ پشت مہر ایک کاندھوں تلے
ایسی شانِ پیمبر پہ لاکھوں سلام

جس سے چشمہ بہا چاند ٹکڑے ہُوا
ایسی انگشتِ انور پہ لاکھوں سلام

پاؤں رکھیں زمیں پر نہ پہنچے دھمک
طرزِ رفتارِ سرور پہ لاکھوں سلام

پنڈلیاں وہ کہ موٹی نہ لاغر سڈول
عقب پائے خوشتر پہ لاکھوں سلام

بات جب وہ کریں پھول منہ سے جھڑیں
ایسے شیریں سخن ور پہ لاکھوں سلام

دُھل کے خوشبو نہ جائے جو کپڑا بسے
عَرَقِ روح پرور پہ لاکھوں سلام

سہمے دشمن کا دل دور سے دیکھ کر
اِس جلالِ بہادر پہ لاکھوں سلام

نظمِ دنیا و دیں کی سند آخریں
ختم دورِ پیمبر پہ لاکھوں سلام

وہ خیالی سُنیں کاش اور میں پڑھوں
اپنے پیارے پیمبر پہ لاکھوں سلام

Marfat.com

سلام اُن پر

زباں پر نعرۂ تکبیرِ وحدت لے کے آئے ہیں
علی الاعلان پیغامِ رسالت لے کے آئے ہیں

دیانت لے کے آئے ہیں امانت لے کے آئے ہیں
جہانِ شور و شر میں خیر و برکت لے کے آئے ہیں

سلام اُن پر، سلام اُن پر، سلام اُن پر، سلام اُن پر

صداقت لے کے آئے ہیں عدالت لے کے آئے ہیں
سخاوت لے کے آئے ہیں شجاعت لے کے آئے ہیں

جو اپنے دوش پر بارِ رسالت لے کے آئے ہیں
زمیں پر اوّلیں شانِ خلافت لے کے آئے ہیں

سلام اُن پر، سلام اُن پر، سلام اُن پر، سلام اُن پر

نبی کا اُسوۂ حسنہ طریقت لے کے آئے ہیں
جو عرفانِ شریعت در حقیقت لے کے آئے ہیں

خلوص و جذبۂ پُرجوشِ الفت لے کے آئے ہیں
وہ غازی ہیں کہ جاں بہرِ شہادت لے کے آئے ہیں

سلام اُن پر، سلام اُن پر، سلام اُن پر، سلام اُن پر

جو پوچھا اہلِ محشر نے عبادت لے کے آئے ہیں
تو کہہ دیں گے محمدؐ کی محبت لے کے آئے ہیں

معاصی گر خطا کارانِ امت لے کے آئے ہیں
رسول اللہ دامانِ شفاعت لے کے آئے ہیں

سلام اُن پر، سلام اُن پر، سلام اُن پر، سلام اُن پر

عجب تر نسخۂ تسخیرِ فطرت لے کے آئے ہیں
برائے زندگی نورِ ہدایت لے کے آئے ہیں

غلامانِ محمد حق کی دعوت لے کے آئے ہیں
خیالی یعنی اک پیغامِ رحمت لے کے آئے ہیں

سلام اُن پر، سلام اُن پر، سلام اُن پر، سلام اُن پر

صلوٰۃٌ صلوٰۃٌ لمسکِ الختام

امامِ رسولاں رسولُ السلام
نبیُّ الاُمم اور خیرُ الانام

وَمَا ینطقُ اِلا وحیٍ۔ کلام
خوشا صاحبِ شرعِ کامل نظام

صلوٰۃٌ صلوٰۃٌ لمسکِ الختام
علیٰ احمدَ ثُمَّ آلِ کرام

جہاں میں کوئی ایسا آیا نہیں زمیں پر کہیں جس کا سایا نہیں
فلک نے نظیر اسکا پایا نہیں جو کون و مکاں میں سمایا نہیں

صلوٰۃٌ صلوٰۃٌ لمسک الختام
علیٰ احمدَ ثُمَّ آلِ کرام

دمِ صبح دلکش نگار آگیا کہ محبوبِ پروردگار آگیا
گلستاں پہ رنگِ بہار آگیا ہراک برگِ گل پر نکھار آگیا

صلوٰۃٌ صلوٰۃٌ لمسک الختام
علیٰ احمدَ ثُمَّ آلِ کرام

اندھیرے جہاں کا اُجالا نبی حلیمہ کی گودی کا پالا نبی
شہِ دوسرا کملی والا نبی انوکھا انوپم نرالا نبی

صلوٰۃٌ صلوٰۃٌ لمسک الختام
علیٰ احمدَ ثُمَّ آلِ کرام

حرا میں ملا جس کو عرفانِ حق کیا جس نے مکّہ میں اعلانِ حق
نمایاں مدینے میں کی شانِ حق سنایا زمانے کو فرمانِ حق

صلوٰۃٌ صلوٰۃٌ لمسک الختام
علیٰ احمدَ ثُمَّ آلِ کرام

یہ دنیا کہ جس وقت اندھیر تھی کہیں بربریت کہیں سرکشی
کہیں قتلِ اولاد ورسمِ ستی مٹی آپ کے فیض سے ہر بدی

صلوٰۃٌ صلوٰۃٌ لمسک الختام
علیٰ احمدَ ثُمَّ آلِ کرام

جوا سود فحش وریا مٹ گیا بشر کوئی ننگا نہ بھوکا رہا
کسی کا خزانہ نہ چھینا گیا یہ تھا حُسنِ تقسیم کا معجزا

صلوٰۃٌ صلوٰۃٌ لمسک الختام

علیٰ احمد ثُمَّ آلِ کرام

جو پیتے تھے مئے خود ہی تائب ہوئے
گُناہوں کے اسباب غائب ہوئے
غلامانِ وقت آ کے صاحب ہوئے
زمانے سے عنقا مصائب ہوئے

صلوٰۃٌ صلوٰۃٌ کمسک الختام
علیٰ احمدَ ثُمَّ آلِ کرام

خدا ہے خیالی غفور و کریم
رسولِ مکرّم رؤف و رحیم
وہ بحرِ نبوّت کا دُرِّ یتیم
ہے قدرت کا اک شاہکارِ عظیم

صلوٰۃٌ صلوٰۃٌ کمسک الختام
علیٰ احمدَ ثُمَّ آلِ کرام

سَلامٌ علیکم، سَلامٌ علیکم

نبی پر تصدّق فقط ہیں نہ ہم تُم
کریں رشک صورت یہ خود ماہ و انجم
ابھی مُردے جی اٹھیں کہدیں اگر قُم
وہ اصحاب مصداق اَعلونَ اَنتُم

سَلامٌ علیکُم سَلامٌ علیکم سَلامٌ علیکم سَلامٌ علیکم

یتیموں کے سردار بن کر وہ آئے
غریبوں کے سرکار بن کر وہ آئے
شفیعِ گنہگار بن کر وہ آئے
دو عالم کے سرکار بن کر وہ آئے

سَلامٌ علیکم سَلامٌ علیکم سَلامٌ علیکم سَلامٌ علیکم

جہاں میں رسولِ خدا آگئے ہیں
مبارک خوشا مرحبا آگئے ہیں
لئے مژدہٗ جانفزا آگئے ہیں
وہ لے کر کتابِ ہُدیٰ آگئے ہیں

سَلامٌ علیکم سَلامٌ علیکم سَلامٌ علیکم سلامٌ علیکم

سرِ جنگِ خندق شکم پر ہے پتھر
وہ آقا کہ مزدور کے ہے برابر
خدا کے ہیں بندے مگر بندہ پرور
نہیں ان کا سایہ نہیں ان کا ہمسر

سَلامٌ علیکمُ سلامٌ علیکم سلامٌ علیکم سلامٌ علیکم

Marfat.com

مدینے کا گلشن بہاروں کی محفل زمین پر خوشا چاندتاروں کی محفل
خدا کے چہیتوں دُلاروں کی محفل نبی کے ولی چار یاروں کی محفل

سلامٌ علیکم سلامٌ علیکم سلامٌ علیکم سلامٌ علیکم

ابوبکر وہ یار غارِ محمدؐ عمر ابنِ خطّاب یارِ محمدؐ
شہیدِ غنی جان نثارِ محمدؐ علی شیرِ حق یادگارِ محمدؐ

سلامٌ علیکم سلامٌ علیکم سلامٌ علیکم سلامٌ علیکم

جنابِ محمدؐ ہمارے نبی ہیں ہمارے نبی جگ کے پیارے نبی ہیں
زمانے کی آنکھوں کے تارے نبی ہیں وہ بیشک خدا کے سنوارے نبی ہیں

سلامٌ علیکم سلامٌ علیکم سلامٌ علیکم سلامٌ علیکم

اماں اے نبی اہلِ مکّہ کو بخشی جو تھے دشمنِ جان اُن کو دعا دی
سعادت سے بدلی شقاوت کی بستی نگاہِ کرم چشمِ رحمت اِدھر بھی

سلامٌ علیکم سلامٌ علیکم سلامٌ علیکم سلامٌ علیکم

بُری یا بھلی ہے تو اُمت تمہاری تمہیں نزع میں جسکی تھی یادگاری
مدد کے لئے آئی بپتا کی ماری کہاں جائے اِس در کی آخر بھکاری

سلامٌ علیکم سلامٌ علیکم سلامٌ علیکم سلامٌ علیکم

السلامُ السلامُ علیکَ السلام

اے نبیّ عرب اے رسولِ عجم داعیٔ کُل جہاں ہادیٔ کُل اُمم
مولدِ پاک کی برکتیں دفعِ غم برسا ابر کرم خشک کھیتی ہے نم

السلامُ السلامُ علیکَ السلام

آپ کی ذات سے فرق اٹھے ذات کے آدمی آدمی سے نہیں کوئی کم
اونچ بھی کرم سے نیچ بھی کرم سے آپ سے گُر ملا یہ خدا کی قسم

السلامُ السلامُ علیکَ السلام

Marfat.com

حُسن جیون کے ماتھے کا چندن بنے — اُن کے چرنوں میں سر تو کرو آ کے خم

دیکھ مٹتی ہے پائے طلب سب تھکن — اب ہے سایہ کھجوروں کا بس دو قدم

السلام السلامُ علیک السلام

حل خیالی کیا کارِ دنیا و دیں — جس سے عاجز رہے مارکس اور ابراہیم

مرحبا مرحبا آفریں آفریں — اے نبیِ عرب اے رسولِ عجم

السلام السلامُ علیکَ السلام

اُن پہ برسوں درُود، اُن پہ صدیوں سلام

وہ رفیقِ عوام، وہ عزیزُ الکرام — وہ رسولُ السلام انبیا کے امام

اُن پہ برسوں درود اُن پہ صدیوں سلام

وہ ہیں خیرُ البشر، سچّی اُن کی خبر — رُولیں لعل و گہر، وہ ہیں فیض انام

اُن پہ برسوں درود، اُن پہ صدیوں سلام

وجہِ کون و مکاں، باعثِ دو جہاں — وہ شہِ انس و جاں، سب ہیں اُنکے غلام

اُن پہ برسوں درود، اُن پہ صدیوں سلام

اُن کا چندن بدن، نور سب جان و تن — مہرِ صبحِ وطن، شب کے ماہِ تمام

اُن پہ برسوں درود، اُن پہ صدیوں سلام

اُن پہ اُتری کتاب، وہ ہیں قرآنصاب — اُنکے گُن بے حساب سب ہیں شبھ اُنکے نام

اُن پہ برسوں درود، اُن پہ صدیوں سلام

اُن کا جیون چرتر، کتنا صاف اور پوتر — جس کا سایہ نہ چتر، چپ ہیں دکشنُ و بام

اُن پہ برسوں درود، اُن پہ صدیوں سلام

ہے خیالی کو دُھن، گائے اُن ہی کے گُن — دے، ہو خوش، تو بھی سُن، نعتِ شیریں کلام

اُن پہ برسوں درود اُن پہ صدیوں سلام

Marfat.com

سلام میرا

صبا مدینے میں کملی والے سے کہنا جا کر سلام میرا
پیامِ شوق، آرزوئے دید، عرض کرنا پھرے کے نام میرا

ذرا سا ہے کام کر خدارا، نسیمِ نازک خرام میرا
گُلِ عقیدت یہ پیش کرنا ادب سے کہہ کر سلام میرا

انھیں کا ہے ذکرِ خیر ہر دم لبوں پہ اور دل میں یاد اُن کی
درود اُن پر سلام اُن پر وظیفۂ صبح و شام میرا

وہ رحمت کل ہیں اُنکے الطافِ خسروانہ سے دور کیا ہے
ذرا ہو چشمِ کرم کو جنبش اُدھر تو بن جائے کام میرا

بنی رہے رسم و راہ یونہی ہُوا کرے یونہی کہنا سننا
پڑھا کروں میں سلام اُن پر سنا کریں وہ کلام میرا

وہ میٹھی زیادہ جو شہد سے ہے سفید زیادہ جو دودھ سے ہے
اُسی مئے ناب سے بھریں گے کنارِ کوثر وہ جام میرا

یہی ہے دل کی لگن خیالی میں مر رہا ہوں اس آرزو میں
وہ بزمِ محشر میں کاش کہہ دیں یہ آ رہا ہے غلام میرا

اِن شاء اللہ، اِن شاء اللہ

سرکار ہمیں بلوائیں گے اِن شاء اللہ اِن شاء اللہ
اک روز مدینہ جائیں گے اِن شاء اللہ اِن شاء اللہ

وہ ابرِ کرم برسائیں گے اِن شاء اللہ اِن شاء اللہ
ارماں کا چمن لہکائیں گے اِن شاء اللہ اِن شاء اللہ

ہم کر کے طوافِ بیتُ اللہ زمزم سے حرم میں منہ دھو کر
طیبہ کی کھجوریں کھائیں گے اِن شاء اللہ اِن شاء اللہ

کثرت سے درودِ پاک کی جب اِس دل میں جلا ہو جائیگی
وہ جلوہ گری فرمائیں گے اِن شاء اللہ اِن شاء اللہ

زحمت دیں اُنھیں گستاخی ہے بس چشمِ عنایت کافی ہے
وہ یاد کریں ہم جائیں گے اِن شاء اللہ اِن شاء اللہ

سجدوں کا نشاں ہو ماتھے پر اور نقشِ محمد سینے پر
یوں اُن کی شفاعت پائیں گے اِن شاء اللہ اِن شاء اللہ

قسمت سے حضوری حاصل ہو اور اُنکا اشارہ شامل ہو
ہم نعتِ خیالی سنائیں گے اِن شاء اللہ اِن شاء اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم

ذکرِ وَرَفعنا کا پرچم صلی اللہ علیہ وسلم
فرش سے لے تا عرشِ معظم صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

پڑھتا رہے جو دل سے ہر دم، صلی اللہ علیہ وسلم
درد ہو کافور اور مٹے غم، صلی اللہ علیہ وسلم

کیا کہنا معراج نبی کا دونوں جگ میں راج نبی کا
ایک بشر مختارِ دو عالم، صلی اللہ علیہ وسلم

پار لگائیں جیون نیاّ ایسے مانجھی ایسے کھوِیّا
جوت اگم دکھلائیں آگم صلی اللہ علیہ وسلم

جسم کی خوشبو مشک وعنبر رخ پر جگمگ نور ہمیر
ناک اور نقشہ حسنِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم

مکھڑا سمن سا کومل کومل دمکت چہرا کندن کندن
من موہن تم دھن ہو پتیم صلی اللہ علیہ وسلم

جائے دعا آخر کیوں خالی پڑھئے درود اوّل جو خیالی
اسمِ مبارک اسمِ اعظم، صلی اللہ علیہ وسلم

آئے ہیں

صدر شکِ شکوہِ قیصر و جم سلطانِ دو عالم آئے ہیں
با فقر و حشم با سیف و قلم نبیوں کے خاتم آئے ہیں

ہاں جنکی خبر ویدوں[1] نے دی توریت نے بھی انجیل[2] نے بھی
وہ مژدۂ پیہم صلی اللہ علیہ وسلم آئے ہیں

اے گمرہِ تدبیرِ منزل اے تیغ تمدن کے بسمل
حل سارے مسائل کا لے کر اک رہبر عالم آئے ہیں

پیغامِ شرف انساں کے لئے معراجِ بشر کی بنکے سند
تمثیلِ مکمل آئے ہیں معیارِ مسلم آئے ہیں

وہ عدل و امانت کے پیکر تصویرِ مساواتِ آدم
وہ صدقِ سراپا آئے ہیں اخلاصِ مجسم آئے ہیں

مزدور بھی ہیں جو آقا بھی مخدوم بھی ہیں اور خادم بھی
مفتوح کو دیتے ہیں جو اماں وہ فاتح اعظم آئے ہیں

اک سب کے لئے پیغام انکا سبکو ہے صلائے عام انکا
وہ فیضِ تمام اے اہلِ جہاں وہ رحمتِ عالم آئے ہیں

واللیلِ دجیٰ زلفِ پرخم والشمسِ ضحیٰ عارض کی قسم
سیرت ہے الم نشرح جنکی وہ حسنِ مجسم آئے ہیں

با جسمِ لطیف اللہ اللہ با روحِ سبک ماشاء اللہ
اسریٰ کا سفر سبحان اللہ وہ کرکے بہ یکدم آئے ہیں

وہ صدرِ ریاست خاک نشیں مرج البحرین دنیا و دیں
قرآن ہے جن کا خلقِ مبین وہ آیتِ محکم آئے ہیں

بوبکر و عمر عثمان و علی ضوجن کی زمانہ میں پھیلی
ہیں ایسے نظامِ شمسی کے جو نیرِ اعظم آئے ہیں

الفقر فخری جن کی ادا احسان خیالی جن پہ فدا
وہ محسنِ انساں آئے ہیں وہ مفخرِ آدم آئے ہیں

حوالہ [1] اتھر وید اُپنشد [2] کتاب یوحنا۔ بائبل انگلش باب ۱۴ - آیۃ ۱۴ ۔ ۱۵

گُل سیکھے نزاکت

گُل سیکھے نزاکت تری نازک بدنی سے، بدنی سے، بدنی سے

کلیوں کے بھی منہ بند ہیں غنچہ دہنی سے، دہنی سے، دہنی سے

دل کیسے چلاجاتا ہے امر شدنی سے، شدنی سے، شدنی سے

پوچھے یہ کوئی جاکے اُویسِ قرنی سے، قرنی سے، قرنی سے

بہتر لبِ رنگیں ہیں عقیقِ یمنی سے، یمنی سے، یمنی سے

خوشتر ہے پسینہ بھی شمیمِ چمنی سے، چمنی سے، چمنی سے

ہر بول میں رس لطفِ سخن نرم زبانی

طوطی نے اڑائی تری شکر شکنی سے، شکنی سے، شکنی سے

جو دشمنِ جاں تھے جگری دوست ہوئے وہ

دل موہ لئے آپ نے شیریں سخنی سے، سخنی سے، سخنی سے

ہے فرق بڑا طورؔ سے محبوب و محب میں

مفہوم نکلتا ہے یہ ربِّ ارنی سے، ارنی سے، ارنی سے

تہذیب و تمدّن کا قرینہ تو خیا کی

دنیا کو ملا صرف رسولِ مدنی سے، مدنی سے، مدنی سے

یا نبیِّ عَرَبی

یا نبیّ عربی سیدی مکی مدنی | شان اے صلّی علیٰ آپ کی اللہ غنی
خندۂ زیرِ لبی جیسے کہ منہ کُھلتی کلی | واہ دندانِ مبارک ہیں کہ ہیرے کی کنی
بات کیا بات ہے جب بات کریں پھول جھڑیں | لبِ گلرنگ پہ قربان ہو شیریں سخنی
آنکھیں شرمیلی پلک خم نظرے بر قدمے | خوبصورت وہ بھویں زیادہ گھنی اور نہ تنی
قدم پاک جو پتھر پہ پڑا موم ہوا | ابرِ رحمت کی چھتر چھاؤں سُہے سر پہ گھنی

Marfat.com

نکلا رومالِ انس آگ سے مہکا مہکا　　عطرِ جنّت کی جو خوشبو تھی پسینے میں بھنی

اہلِ ہجرت سے مواخات کرادی ایسی　　ہوئی انصار پہ قربان غریب الوطنی

حُسنِ اخلاق کا ہے غیروں میں بھی ذکرِ جمیل　　دوست دشمن سے برابر ہی بنی خوب چھنی

یہ کمالاتِ بشر فوقِ بشر کیا کہیئے　　ہیں سیاست کے عدالت کے شجاعت کے دھنی

کاش کے نعت خیالی یہ حضوری میں سنائے

یا نبیّ عربیّ سیدی مکّی مدنی

صلی اللہ علیہ وسلّم

رہبرِ کامل ہادیٔ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم　　مخبرِ صادق رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم

حُسن سراپا نور کے پیکر بعدِ خدا ہر ایک سے برتر　　مجمع خوبی مفخرِ آدم صلی اللہ علیہ وسلم

ختمِ رُسل دانائے سُبل اور واقفِ اسرارِ جزو کل　　اُمّی لقب فی علموں میں اعلم صلی اللہ علیہ وسلم

راکب رفرف رہرو اسریٰ سُبحانَ اللہ سُبحان اللہ　　رونق بزمِ عرش معظّم صلی اللہ علیہ وسلم

مہبطِ وحیِ خالقِ یکتا، لَیسَ کَمِثلِہٖ شَیئٌ سایا　　اَرفع و اَعلا افضل و اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

صورتِ زیبا مُصحفِ یزداں سیرتِ پاک آیاتِ قرآں　　محسنِ انساں خُلقِ مجسّم صلی اللہ علیہ وسلم

چاروں طرف ہیں پیارے صحابہ بیچ میں حضرت قبلہ و کعبہ　　تاروں کی جُھرمٹ نیرِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم

ایسے نبی پر مردِ مسلماں کیوں نہ کرے جان اپنی قرباں　　نزع میں ہو جسے امت کا غم صلی اللہ علیہ وسلم

حدِ نظر تک فکرِ خیالی اور بے حد اوصافِ عالی

کہیئے نہ کیوں لا اُحصی پیہم صلی اللہ علیہ وسلم

بلغ العُلیٰ بکمالہٖ

اَللہُ سُبحَانَ الَّذِیْ　　فِی اللَّیلِ اَسرٰی بِعَبدِہٖ

کر آئے وہ سیرِ عرش کی　　زنجیرِ در ہلتی رہی

صلِّ علیٰ پیارے نبی

Marfat.com

بَلَغَ الْعُلیٰ بِکَمَالِہٖ

چھائی گھٹا گھنگھور تھی دُنیا تھی پاپوں سے بھری
چمکی حِرا میں برق سی ہر سمت پھیلی روشنی

صلِّ علیٰ پیارے نبی

کَشَفَ الدُّجیٰ بِجَمَالِہٖ

قرآن سیرت آپ کی ہر سُورہ نعتِ واقعی
دُنیا میں کِس کی ہوسکی ایسی مثالی زندگی

صلِّ علیٰ پیارے نبی

حَسُنَتْ جَمِیْعُ خِصَالِہٖ

رحمت کی بھی حد ہوگئی حالت ہے طاری نزع کی
چلتی ہیں سانسیں آخری لب پر ہے یا رب اُمّتی

صلِّ علیٰ پیارے نبی

صَلُّوْا عَلَیْہِ وَآلِہٖ

جب نبی بُلائیں گے

شوق ہے حضوری میں جب نبی بلائیں گے جھومتے محبت کی سرخوشی میں جائیں گے
کب وہ دن ہو کوثر سے مجھ کو جام بھر بھر کے اپنے پیارے ہاتھوں سے خود نبی پلائیں گے
وہ سخی ہیں داتا ہیں عاصیوں کے آقا ہیں رحمتِ خداوندی حشر میں لُٹائیں گے
اک ذرا پہنچنے دو ہم کو اُن کی چوکھٹ تک جھولیاں مُرادوں کی بھر کے خوب لائیں گے
جا سکے نہ جو طیبہ مان بھی لو مجبوراً خود وہ جلوۂ زیبا خواب میں دکھائیں گے
وہ مدینے کی گلیاں جن پہ جنتیں قرباں اُن میں چین کی اے دل نیند بھی سلائیں گے

اے خیالی محشر میں سجدۂ شفاعت سے
میری بگڑی قسمت کو دیکھنا بنائیں گے

Marfat.com

خوشبو کِس گُل کی پھیلی چمن در چمن | تذکرے کس کے ہیں انجمن انجمن
ہیں حبیبِ خدا احمد مصطفےٰ | خوش ادا خوش نوا خوش قبا خوش بدن
بات جب وہ کریں تو شکر گھول دیں | ایسے خندہ جبیں اور شگفتہ سخن
وہ دمک دانت میں چمکیں جو رات میں | صُبحِ صادق کی ضَو نُورِ صُبحِ وطن
موہ لیتے ہیں مَن نیت سے پریت سے | شکتی و شانتی کا یہ ہے سَن تُلَن
اُنگلیاں جن سے چشمے بہے فیض کے | ٹکڑے دو ہو گیا جن سے ماہِ گگن

آپ سے زندگی کا سلیقہ ملا
اے خیالی زمانے کا بدلا چلن

خدا کے ذِکر سے جو دل کو گرمایا نہیں کرتے | محمدؐ کی محبت کا مزہ پایا نہیں کرتے
محبت ہے ہمیں ہاں ہاں حبیبِ ربّ سے بیشک ہے | کہ سچّی بات کے کہنے میں شرمایا نہیں کرتے
زباں سے نام لو اُن کا تو دل آرام پاتا ہے | وہ اپنے چاہنے والوں کو تڑپایا نہیں کرتے
محبت ہے فقط محبوب کی مرضی میں ڈھل جانا | نہیں جو اہلِ دل وہ راز یہ پایا نہیں کرتے
ہو ذوقِ جذب گر دل کی زمیں سونا بھی اُگلے گی | وہ کب ابرِ کرم پیاسوں پہ برسایا نہیں کرتے
اُنھیں چاہیں اور اُن کے چاہنے والوں کو بھی چاہیں | جو اہلِ قُرب ہیں ہم اُن کو اُکتایا نہیں کرتے

خیالی مانگ لے اُن سے مُرادیں جس قدر چاہے
بھکاری کو وہ خالی ہاتھ لوٹایا نہیں کرتے

یا رسولٌ عفوٌ رؤوفٌ رحیم | یا وصولٌ دلیلٌ فصیحٌ علیم
یا نبیٌّ نجیٌّ بدیعٌ کفیل | یا صفیٌّ رفیعٌ شفیعٌ حلیم
یا غیاثٌ قویٌّ متینٌ امین | یا حبیبٌ حسیبٌ نجیبٌ کریم
یا حفیٌّ ولیٌّ شفیقٌ شہیر | یا خلیلٌ وکیلٌ جلیلٌ حکیم

Marfat.com

یا منیرٌ و نورٌ و ہاجٌ سراج
یا بشیرٌ برٌّ مبرٌّ قسیم

یا حمیدٌ احیدٌ شہیدٌ امیر
یا قیمٌ صدقٌ مکینٌ مقیم

یا مُشفعٌ شافعٌ حقٌّ مبین
یا بشیرٌ نذیرٌ خطیبٌ کلیم

یا محمدٌ مصطفیٰ احمدِ پاک
سُنیئے سرکار نعتِ خیاؔلی نعیم

ولادت حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم

وہ پیغامِ امن و اماں بن کے آئے
وہ فاراں پہ حق کی اذاں بن کے آئے

غلاموں کے راحت رساں بن کے آئے
اسیروں پہ وہ مہرباں بن کے آئے

بشیرو نذیرو سراجاً منیرا
اندھیروں میں وہ چندرماں بن کے آئے

یتیموں کے والی یسیروں کے مولیٰ
تسلی دہ بیوگاں بن کے آئے

امیروں کے حاکم غریبوں کے خادم
وہ ہمدردِ بے چارگاں بن کے آئے

ہیں فردِ رسالت پہ مہرِ نبوت
کہ وہ خاتمِ مرسلاں بن کے آئے

جو باتیں کریں پھول جھڑتے ہیں منہ سے
وہ شیریں زباں خوش بیاں بن کے آئے

تمدن سیاست عدالت معیشت
ہر اک فن کے وہ رازداں بن کے آئے

ملی آپ سے حق کی منزل خیاؔلی
رہِ زندگی کے نشاں بن کے آئے

یا رسُول

ہے مصحفِ رخ آپ کا قرآن یا رسول
شانِ بلند پارۂ سبحان یا رسول

الفت ہے آپ کی مرا ایمان یا رسول
قربان کردوں گر ملے سو جان یا رسول

صلِّ علیٰ یہ رُعب ہے یہ شان یا رسول
بوجہل کے خطا ہوئے اوسان یا رسول

ہیں آپ ہی تو باعثِ تخلیق کائنات
سب کیوں نہ مانیں آپکا احسان یا رسول

Marfat.com

لب پر درود حُلیہ تصوّر میں دل میں یاد مقبول ہو وظیفۂ ہر آن یارسول

محمود کیا مقام دعائے اذاں کا ہے اس پردہ پھر شفاعتی دامان یارسول

وہ آل واہلِ بیت ہیں ازواج و ذرّیات شاہد ہے جنکی پاکی پہ قرآن یارسول

خلفائے راشدین اِمامانِ مومنین ہیں یارِ غار، عمر، علی عثمان یارسول

تاریخ دہر لا نہ سکی جن کی اک مثال بخشی گئی صحابہ کو وہ شان یارسول

دونوں جہاں میں اک نگہِ لطف کے طفیل
ہوں مشکلیں خیاؔلی کی آسان یارسول

صَلِّ عَلیٰ مُحمّد

صَلِّ علیٰ نبیّنا صَلِّ علیٰ محمّدٍ صَلِّ علیٰ نجیّنا صَلِّ علیٰ محمّدٍ
صَلِّ علیٰ محمّدٍ صَلِّ علیٰ محمّدٍ

صَلِّ علیٰ بشیرنا صَلِّ علیٰ نذیرنا صَلِّ علیٰ مُنیرنا صَلِّ علیٰ شہیرنا
صَلِّ علیٰ محمّدٍ صَلِّ علیٰ محمّدٍ

صَلِّ علیٰ رحیمنا صَلِّ علیٰ کریمنا صَلِّ علیٰ حلیمنا صَلِّ علیٰ حکیمنا
صَلِّ علیٰ محمّدٍ صَلِّ علیٰ محمّدٍ

صَلِّ علیٰ خلیلنا صَلِّ علیٰ دلیلنا صَلِّ علیٰ جلیلنا صَلِّ علیٰ جمیلنا
صَلِّ علیٰ محمّدٍ صَلِّ علیٰ محمّدٍ

صَلِّ علیٰ اَحیدنا صَلِّ علیٰ وحیدنا صَلِّ علیٰ حمیدنا صَلِّ علیٰ شہیدنا
صَلِّ علیٰ محمّدٍ صَلِّ علیٰ محمّدٍ

صَلِّ علیٰ امینِنا صَلِّ علیٰ مُبینِنا صَلِّ علیٰ مکینِنا صَلِّ علیٰ متینِنا
صَلِّ علیٰ محمّدٍ صَلِّ علیٰ محمّدٍ

صَلِّ علیٰ خطیبنا صَلِّ علیٰ نجیبنا صَلِّ علیٰ حبیبنا صَلِّ علیٰ مُجیبنا
صَلِّ علیٰ محمّدٍ صَلِّ علیٰ محمّدٍ

Marfat.com

نبی کا گھرانہ

نبی کے گھرانے کے گُن کیوں نہ گائیں
کہ ہیں بی بیاں ساری اُمت کی مائیں
سب ازواجِ پاک اصل میں تو ہیں گیارہ
مگر کیسے اِس مختصر میں گنائیں
خدیجہ بڑی اور پہلی ہیں بی بی
عجب کیا جو پہلے وہ ایمان لائیں
چہیتی ہو کون عائشہ بی سے جن سے
نبی تادمِ آخر آرام پائیں
رُقیہ و کُلثوم نُورین اطہر
جو شانِ غنی کو منوّر بنائیں
رہیں فاطمہ پیاری سب بیٹیوں میں
نبی جن کی آمد پہ چادر بچھائیں
حُسین و حَسن لاڈلے تھے نواسے
نبی جن کو کاندھوں پہ اپنے بٹھائیں
یہ ہیں خاص خاص اہلِ بیتِ محمدؐ
تو پیارے کے پیاروں کی ہم لیں بلائیں
ہیں سب صاف باطن ہیں سب پاک سیرت
نمونہ ہیں اُمّت کو اِن کی ادائیں
ہے واجب خیالیؔ محبت سبھی کی
پڑھو تم درود اُن پہ اور لو دعائیں

رَضِیَ النّبیِّ و رَضِیَ اللہ عَنہُم
صلاۃٌ علیہم صلاۃٌ علیہم

اللہ اللہ!

میلادِ نبی کا جشن سجا، اللہ اللہ اللہ اللہ
خوشخبری اُڑی یہ لے کے صبا، اللہ اللہ اللہ اللہ
محبوبِ خدا اور غارِ حرا، اللہ اللہ اللہ اللہ
جبریلِ امیں وحیِ اِقرار، اللہ اللہ اللہ اللہ
حق لا الٰہ اِلا اللہ بجلی کی چمک بادل کی گرج
اسلام کا وہ پہلا کلمہ، اللہ اللہ اللہ اللہ
بِن دیکھے سُنے تصدیق جو کی بُوبکر نے پائی صِدّیقی
معراج کی صُبح کا یہ تحفہ، اللہ اللہ اللہ اللہ
فاروق نے مومن ہو کر دیکھے تو کوئی یہ بختِ عمرؓ
پہلی وہ حَرم میں حق کی ندا، اللہ اللہ اللہ اللہ
وہ ذی النُّورین عثمانِ غنی دو بار بنے دامادِ نبی
وہ اُن کی حَیا وہ جُود و سخا، اللہ اللہ اللہ اللہ
مُنہ چھوٹا خیالیؔ مدح بڑی اُف شانِ ابی الحسنینِ علی
وہ فاتحِ خیبر شیرِ خدا، اللہ اللہ اللہ اللہ

Marfat.com

ہمارا حسین

سبطِ نبی ہے لختِ دلِ سیّدین ہے
ابنِ علی ہے فاطمہ کا نورِ عین ہے
شمعِ منیرِ انجمنِ مشرقین ہے
جو حاملِ روایتِ بدر و حنین ہے
دراصل وہ حسین ہمارا حسین ہے

ہاں ہاں وہی جو قرۃ العین رسول ہے
ہاں ہاں وہی جو غنچۂ باغ بتول ہے
ہاں ہاں وہی جو گلشنِ حیدر کا پھول ہے
سبطِ نبی ہے لختِ دلِ سیّدین ہے
دراصل وہ حسین ہمارا حسین ہے

کرب و بلا میں جس نے دیا درسِ زندگی
سکھلائے دار و گیر میں آدابِ بندگی
حق پر نثار کر دی ہر اک ارجمندگی
ابنِ علی ہے فاطمہ کا نور عین ہے
دراصل وہ حسین ہمارا حسین ہے

گلشن میں جس کی یاد سے ہر گل ہے سینہ چاک
ہے جس سے رشکِ اوجِ فلک کربلا کی خاک
ہے جس کی ضو سے چہرۂ تاریخ تابناک
شمعِ منیرِ انجمنِ مشرقین ہے
دراصل وہ حسین ہمارا حسین ہے

کانِ خودی کا کہئے جسے جوہر فرید

Marfat.com

ہو کر اسیرِ نرغۂ فعّالٍ لما یُرید

جاں دے دی اور خیال نہ کی بیعتِ یزید

جو حاملِ روایتِ بدر و حنین ہے

دراصل وہ حُسین ہمارا حُسین ہے

خاصانِ محمدؐ

صدیقِ تقی خاصۂ خاصانِ محمدؐ

فاروقِ جری شیرِ نیستانِ محمدؐ

عثمانِ غنی جامعِ قرآنِ محمدؐ

مولائے علی ہمدم و ہم خوانِ محمدؐ

چاروں ہیں یہی عرشِ خلافت کے ستارے

اللہ انھیں پیارا یہ اللہ کو پیارے

اللہ کے پیارے ہیں عزیزانِ نبی ہیں

سب واسطہ در واسطہ باہم نسبی ہیں

نسلاً اُموی ہاشمی و مُطلبی ہیں

اک ایک سے بڑھ چڑھ کے مُبارز طلبی ہیں

واللہ نہیں ان میں کوئی افضل و کم تر

چاروں کی محمد سے قرابت ہے برابر

جان و دل و دیں ثانی اثنین کے صدقے

فتّاحِ فلسطین و عراقین کے صدقے

دامادِ نبی صاحبِ نورین کے صدقے

ابنِ ابیطالب ابوحسنین کے صدقے

ایمان کی کہتا ہوں ہے ایمان تو سب کچھ

ہیں جان یہ ایمان کی ہے جان تو سب کچھ

مدحِ عثمان

حیا آبروئے جمالِ غنی ہے
سخاوت کو فخرِ نوالِ غنی ہے
یہ معیارِ فضل و کمالِ غنی ہے
کہ اسلام مرہونِ مالِ غنی ہے
اگر باوجود اس کے حق پوشیاں ہیں
تو بیشک یہ اِحساں فراموشیاں ہیں

سخا کا ہے جن کی زباں زد فسانہ
غنی جن کو کہتا ہے سارا زمانہ
بنے مصریوں کے ستم کا نشانہ
رہا بند چالیس دن آب و دانہ
شہادت کی جن کی خبر دی نبی نے
ہیں تاجِ خلافت کے سوم نگینے

جری دل مسلماں تھا وہ پہلا پہلا
گیا کر کے ہجرت جو مکّہ سے حبشا
وہی جمعِ قرآں ہے شہکار جس کا
بندھا جس کے سَرِ یُنفِقُوْنَ کا سہرا
شرف یہ نہ پایا جہاں میں کسی نے
نبی جس کو دو بیٹوں سے نوازے

محمد کے داماد نورین والے
حیا دار شرمیلے اور بھولے بھالے
نبی دستِ چپ جن کو اپنا بنالے
بھرے خوں سے ان کے مدینے میں تھالے
غضب ہوگیا کیوں نہ آئی قیامت
نہ کیوں پھٹ پڑا آسماں والے حیرت

حنا خونِ مظلوم کی رنگ لائی
جُمل کی ہوئی تھی جو جنگ آزمائی
نہ دیکھی تھی دنیا نے ایسی لڑائی
کہ اُمت کی ماں رن میں لڑنے کو آئی
کہاں کفر و اسلام کا معرکہ تھا
خیالی وہ عثمان کا خوں بہا تھا

Marfat.com

اسناد و حوالے

۱۔ قرآن۔ لقمان ۳۳، البقرہ ۱۷۲، ومشکاۃ باب ایمان بالقدر ف۱ عن ابی ہریرہ متفق علیہ، و مشکوٰۃ باب الوسوسہ ف۱ عن ابی ہریرہ متفق علیہ، والمنجد فصل الواؤ، ومنتخب اللغات ف میم مع الدال۔

۲۔ قرآن۔ المائدہ ۲۰ وپ ۲ ومنہاج النبوۃ اول ص ۴۴۲ وپ ۲ منہاج النبوہ ص ۴۴۲ عن عبداللہ ابن عمرو پ ۲ المائدہ ۱۱ ومنہاج النبوہ ص ۴۴۱ عن انس۔

۳۔ قرآن۔ آلِ عمران ۱۶۳

۴۔ قرآن۔ البقرہ ۱۷۴

۵۔ قرآن۔ یونس ۵۸

۶۔ قرآن۔ المائدہ ۱۱۴

۷۔ قرآن۔ ابراہیم ۵

۸۔ قرآن۔ الضحیٰ ۱۱

۹۔ قرآن۔ الانبیاء ۷

۱۰۔ قرآن۔ التوبہ ۱۲۸

۱۱۔ قرآن۔ البقرہ ۱۵۱

۱۲۔ قرآن۔ احزاب ۴۴-۴۵

۱۳۔ قرآن۔ القلم ۴

۱۴۔ قرآن۔ الانبیا ۱۰۷

۱۵۔ قرآن۔ یوسف ۳۔ ۱۱۱

۱۶۔ قرآن۔ احزاب ۲۱

۱۷۔ مشکاۃ رابع فضائل سید المرسلین ف ۲ عن ابو باض ابن ساریہ رواہ البغوی واحمد۔

۱۸۔ ایضاً عن العباس رواہ ترمذی

۱۹۔ ″ ″ ″ ″

۲۰۔ مشکاۃ رابع فضائل سید المرسلین ف ۳ عن ابی موسیٰ الاشعری رواہ مسلم

۲۱۔ ایضاً باب المبعث ف۱ عن عائشہ متفق علیہ

۲۲۔ ایضاً باب المعراج ف۱ عن قتادہ رواہ مسلم

۲۳۔ ایضاً علامات نبوت ف۱ عن جابر بن سمرہ متفق علیہ

۲۴۔ ایضاً۔ جامع المناقب ف۱ عن انس رواہ البخاری

۲۵۔ خیر البیان ص ۲۰ ومنہاج النبوہ اول ص ۴۴۳

۲۶۔ مشکاۃ اول کتاب العلم ف۱ عن جریر صحیح مسلم

۲۷۔ ایضاً۔ کتاب الایمان ف۱ عن عمر ابن الخطاب متفق علیہ

۲۸۔ القول الجلی فارسی از ولی اللہ محدث دہلوی ص ۵۳

۲۹۔ خیر البیان ص ۳۳

۳۰۔ بزمِ جمشید ص ۱۷ بحوالہ ہفت مسئلہ

۳۱۔ خیر البیان ص ۲۷ معہ دستخط مہر صاحب مکتوب

۳۲۔ ایضاً ص ۲۸-۳۳

۳۳۔ ایضاً ص ۱۹

Marfat.com

۳۴ منہاج النبوہ جلد اول

۳۵ القول الجلی فارسی ص۵۳

۳۶ مشکوٰۃ ثالث۔ القیام ف۳۔ عن ابی ہریرہ رواہ البیہقی فی شعب الایمان

۳۷-۳۸ مشکوٰۃ ثالث۔ عن سعید الخدری رواہ متفق علیہ وخیر البیان ص۲۴ ومشکوٰۃ ثالث المصافحہ والمعانقہ ف۲ عن عائشہ رواہ ابوداؤد وخیر البیان ص۲۵ وسرور عالم دوم ص۴۴

۳۹ خیر البیان ص۲۵-۲۶ بحوالۂ قاضی عیاض مالکی صاحب کتاب شفاء۔

۴۰ قرآن۔ احزاب ۵۶

۴۱ قرآن۔ النمل ۵۹

۴۲ قرآن۔ آلِ عمران ۴۰

۴۳ مشکوٰۃ۔ اول۔ الصلوٰۃ علی النبی ف۳ عن عمر بن الخطاب رواہ الترمذی۔

۴۴

۴۵ خیر البیان ص۷

۴۶ قرآن۔ حجرات ۲

۴۷ منہاج النبوۃ اول ب ص۴۳۷-۴۴۲

۴۸ ایضاً ص۱۸۱

۴۹ مشکوٰۃ اول کتاب الایمان ف۱ متفق علیہ

۵۰ مشکوٰۃ ثانی باب الرؤیا ف۱ عن ابی ہریرہ و ایضاً عن قتادہ۔ متفق علیہ۔

۵۱ مشکوٰۃ رابع۔ ذکر الانبیا ف۱ عن ابن عباس رواہ مسلم۔

۵۲ مشکوٰۃ ثالث فی التوکل ف۳ متفق علیہ

۵۳ خیر البیان ص۸۷-۸۹ بحوالہ احادیث مستند و سرورِ عالم دوم ص۱۲۵-۱۲۶ بحوالہ احادیثِ مستند و منہاج النبوۃ جلد اول باب اول۔

۵۴ مشکوٰۃ اول۔ فی الصلوٰۃ علی النبی ف۲ عن ابی ہریرہ رواہ الترمذی

۵۵ مشکوٰۃ اول۔ فی الصلوٰۃ علی النبی ف۲ عن ابی ہریرہ رواہ النسائی۔

۵۶ ایضاً فی الصلوٰۃ علی النبی۔ عن عبداللہ ابن عمر وابن العاص رواہ احمد

۵۷ ایضاً۔ ف۳ عن عمر ابن الخطاب رواہ الترمذی و فی ہذا المعنی عن عبداللہ ابن مسعود

۵۸ ایضاً۔ عن اُبیّ ابن کعب رواہ الترمذی

۵۹ قرآن۔ التوبہ ۲۸

۶۰ مکتوبات حضرت مجدد ص۹۳ دفتر ۳ ص۲

۶۱ "اگر اب بھی نہ جاگے تو" محولہ ص۱۰۵

۶۲ قرآن۔ مائدہ۔ ۱۵

۶۳ قرآن۔ احزاب ۷

۶۴ مشکوٰۃ رابع فی فضائل سید المرسلین ف۱ عن ابی ہریرہ۔ متفق علیہ

۶۵ ایضاً عن ابی ہریرہ رواہ الترمذی وعن

Marfat.com

عِرباض ابن الساریہ رواہ احمد و بیہقی و صحہٗ حاکم

۶۶ خیر البیان ص۴۷-۴۸ و منہاج النبوۃ ص۴۱۲ بحوالہٗ دلائل النبوۃ رواہ بیہقی عن عمر و حاکم بروایت صحیح و مواہب و سیرۃ نبویہ از ابن عساکر وغیرہ

۶۷ قرآن۔ الصف ۶ و اعراف ۱۵۷ و البقرہ ۱۴۶

۶۸ قرآن الانعام ۲۰

۶۹ سرورِ عالم اول ص۶۸۳ بحوالہٗ ابن ہشام و ابن اسحاق

۷۰ تورات۔ استثنار ۱۸ ۳۳

۷۱ زبور کتاب دوم۔ مزمور ۴۵

۷۲ پرانا و نیا عہدنامہ اردو۔ یوحنا و انجیل انگریزی ۱۴-۱۵-۱۶ و توضیح العقائد ۳ ص۶۹

۷۳ اتھروید۔ الوپ نشد بحوالہ بستیہ ارتھ پرکاش ناگری ص۴۰۳ و توضیح العقائد ۳ ص۱۷ بحوالہٗ توثیق العقائد از کتب مقدسہ ہند۔

۷۴ منہاج النبوۃ اول ۴ ص۲۰ و ۷ ص۴۱۳

۷۵ خیر البیان ص۵ بحوالہ دلائل النبوۃ از ابونعیم و روض الانف از سہیلی و سرورِ عالم اول ص۵۰

۷۶ معتبر روایات میں یہی ہے مگر سرورِ عالم میں بحوالہٗ طبقات ابن سعد کی ایک روایت میں بتایا گیا ہے کہ آپ کا نام احمد رکھنا۔ یہ سورۃ الصف میں عیسیٰ کی خوشخبری کے مطابق ہے۔

۷۷ مکتوبات حضرت مجدد ۹۴ دفتر سوم حصہ دوم نیز سیرۃ محمدیہ اردو ترجمہ مواہب میں یہ وضاحت ہے

کہ حضور کا نام آسمانوں میں احمد اور زمین والوں میں محمد، اللہ نے رکھا ہے۔

۷۸ خیر البیان ص۵۷ و منہاج النبوۃ اول ۷ ص۴۰۹ و سرورِ عالم دوم ۳ ص۹۵

۷۹ تفصیلی حوالے مقدمہ دوم میں لکھے جاچکے ہیں۔

۸۰ خیر البیان ص۴۴

۸۱ مشکاۃ۔ رابع فی فضائل سید المرسلین و ا عن واثلہ ابن الاسقع رواہ مسلم والترمذی

۸۲ مشکاۃ۔ رابع فی مناقب العشرہ و ۲ عن جابر رواہ الترمذی

۸۳ منہاج النبوۃ اول ۳ ص۱۲۹ و ۷ ص۴۱۸

۸۴ سرورِ عالم دوم ص۷۷ تا ص۹۰ بحوالہٗ طبقاتِ ابن سعد و انساب الاشراف بلاذری

۸۵ مشکاۃ۔ رابع۔ علامات النبوہ و ا عن انس رواہ مسلم

۸۶ سرورِ عالم۔ دوم۔ بحوالہٗ طبقات

۸۷ ایضاً بلا حوالہ

۸۸ مشکاۃ۔ باب معجزات و ۲ عن ابی موسیٰ و تاریخ ابن خلدون اردو ترجمہ احمد حسین جلد ۱ ص۳۵ و سرورِ عالم اول ص۱۰۵ جلد دوم ص۷۰

۸۹ قرآن۔ والضحیٰ ۸

۹۰ خیر البیان ص۶۴

۹۲ مشکاۃ۔ رابع۔ المبعث و ا عن ابن عباس

Marfat.com

متفق علیہ و سرورِ عالم اول ص۴۰۰ و سرورِ عالم دوم ص۱۳۴

۹۳ مشکاۃ رابع۔ المبعث واعن عائشہ متفق علیہ

۹۴ مشکاۃ۔ رابع۔ المبعث واعن جابر متفق علیہ وخیر البیان ب بعد الکرامات عن ابن عباس رواہ الدارمی

۹۵ قرآن۔ الشعراء ۲۱۴

۹۶ مشکاۃ۔ رابع۔ المبعث واعن ابن عباس متفق علیہ

۹۷ " " واعن عبداللہ ابن مسعود متفق

۹۸ " " عن عائشہ متفق علیہ

۹۹ خیر البیان ص۶۵ نوٹ خیالی:۔ معاہدہ قریش ۷ نبوی ۶۱۶ء تا ۱۰ نبوی ۶۱۸ یا ۶۱۹ء اس طرح دو یا تین سال رہا۔

۱۰۰ مشکاۃ۔ رابع۔ مناقب عمرؓ عن ابن عباس رواہ احمد و ترمذی

۱۰۱ سرورِ عالم۔ دوم ص۶۱۲ ونقلہ ابن حجر عسقلانی فی مناقب عمر عن ابی خیثمہ

۱۰۲ خیر البیان ص۶۸

۱۰۳ ایضاً ص۶۹

۱۰۴ مجموعی حوالے از خیر البیان ص۷۰ تا ۷۵ و مشکاۃ رابع فی المعراج و منہاج النبوہ اول ص۵ و سرورِ عالم دوم ب ۱۱ ص۶۴۳ تا ص۶۷۸ مشکاۃ۔ الخلق عن ابی ہریرہ متفق و مشکاۃ المعجزات واعن انس رواہ الترمذی وقال غریب

۱۰۵ خیالی:۔ سب سے پہلے حضور نے ابوجہل کو واقعۂ معراج بتایا اس نے جھٹلایا اور طومار اٹھایا۔ لوگوں نے حضرت ابوبکر سے بتایا تو انہوں نے تصدیق کی اور صدیق کا خطاب سرکارِ رسالت سے پایا۔

۱۰۶ مشکاۃ۔ رابع فی المبعث واعن ابن عباس متفق علیہ

۱۰۷ خیر البیان ص۷۹ بروایت سعد بن ابراہیم

۱۰۸ مشکاۃ۔ رابع فی المعجزات و۳ عن ابن عباس رواہ احمد۔

۱۰۹ مشکاۃ۔ رابع فی المعجزات واعن انس بن مالک بہ تغیر۔ متفق علیہ

۱۱۰ مشکاۃ۔ رابع فی المعجزات واعن براء بن عازب۔ متفق علیہ

۱۱۱ قرآن۔ التوبہ۔ ۴۰

۱۱۲ خیر البیان ص۷۹ و سرورِ عالم دوم بحوالۂ طبقات ابن سعد و سیرۃ ابن ہشام بروایت محمد بن اسحاق عن امام زہری۔

۱۱۳ مشکاۃ رابع فی المعجزات و۳ عن حزام ابن ہشام رواہ فی شرح السنۃ وابن عبدالبر فی الاستیعاب وابن الجوزی فی کتاب الوفا وفی الحاشیہ نام ام معبد عاتکہ بنت خالد وخیر البیان ص۸۰

Marfat.com

۱۱۴ خیر البیان صـ۸۱

۱۱۵ خیر البیان صـ۸۰

۱۱۶ خیر البیان صـ۸۰

۱۱۷ مشکاۃ۔ رابع۔ جامع المناقب وا عن ابی ہریرہ رواہ مسلم و خیر البیان صـ۸۲

۱۱۸ قرآن۔ یوسف ۹۲

۱۱۹ مشکاۃ۔ رابع۔ المبعث وا عن ابن عباس متفق

۱۲۰ مشکاۃ ثانی۔ قصۂ حجۃ الوداع وا عن جابر بن عبد اللہ متفق و مشکاۃ ثانی خطبۂ یوم النحر ۲ عمرو ابن الاحوص رواہ ابن ماجہ والترمذی۔

۱۲۱ قرآن۔ المائدہ ۳

۱۲۲ قرآن۔ آل عمران ۱۶۴

۱۲۳ قرآن۔ اعراف ۱۵۷ والنساء ۱۰۵

۱۲۴ قرآن۔ الفتح ۲۸

۱۲۵ قرآن۔ سبا ۲۹

۱۲۶ قرآن۔ احزاب ۴۰

۱۲۷ قرآن۔ احزاب ۲۱

۱۲۸ قرآن۔ القلم ۴

۱۲۹ قرآن۔ التوبہ ۱۲۸

۱۳۰ قرآن۔ الانبیاء ۱۰۷

۱۳۱ قرآن۔ الکہف ۶

۱۳۲ قرآن۔ آل عمران ۵۹

۱۳۳ منہاج النبوہ جلد اول و ۲ ۶۳/۴۳ عن عائشہ

۱۳۴ خیر البیان صـ۸۱

۱۳۵ مشکاۃ۔ رابع۔ اخلاق و شمائل ۳ عن علی رواہ الترمذی

۱۳۶ مشکاۃ۔ رابع۔ معجزات ۲ عن ابی موسیٰ رواہ الترمذی

۱۳۷ ” ” علامات النبوہ ۳ عن ابن عباس متفق

۱۳۸ خیر البیان صـ۹۱ و منہاج النبوہ اول صـ۱۰

۱۳۹ خیر البیان صـ ۸۲/۸۵ تا (۱۳۸ کے بعد سے یہاں تک سبھی حوالہ)

۱۴۰ منہاج النبوہ۔ اول صـ۷۷

۱۴۱ مشکاۃ رابع۔ اخلاق و شمائل وا متفق

۱۴۲ خیر البیان صـ۹۲

۱۴۳ خیر البیان صـ۹۷ بحوالہ بیہقی و بزاز و دارمی عن ابن عمر

۱۴۴ خیر البیان صـ۹۹ بحوالہ احمد و بزاز و ابو محمد عبد اللہ الفقیہ عن انس

۱۴۵ مشکاۃ رابع۔ المعجزات ۲ عن یعلیٰ بن مرۃ الثقفی رواہ البغوی فی شرح السنۃ۔

۱۴۶ منہاج النبوہ۔ اول صـ۳۶۷ نقل از قاضی عیاض مصنف شفا

۱۴۷ مشکاۃ رابع۔ المعجزات وا عن جابر متفق

۱۴۸ ” ” اخلاق و شمائل وا عن اسود۔ رواہ البخاری

۱۴۹ ” ” ” ” ۲ عن عائشہ رواہ الترمذی وایضاً ۳ عن عمرو ابن سعید عن انس رواہ مسلم

۱۵۰ مشکاۃ رابع۔ اخلاق و شمائل۔ عن انس رواہ ابن ماجہ والبیہقی

۱۵۱ مشکاۃ رابع۔ اخلاق و شمائل وا عن ابی ہریرہ رواہ مسلم

۱۵۲ ” ” ۳ عن علی رواہ البیہقی فی دلائل النبوہ۔

۱۵۳ خیر البیان صـ ۱۲۴/۱۲۹ تا منتخباً باضافہ خیالی سطر ۹

Marfat.com

فہرست مطبوعات شاہ ابوالخیر اکاڈمی

۱۔ مقاماتِ اخیار (فارسی) سائز ۲۰×۲۶/۸ — ۵۹۲ صفحات آفسٹ	۷۵ روپے
۲۔ مقاماتِ خیر (طبع جدید) سائز ۲۰×۲۶/۸ — ۸۰۰ صفحات آفسٹ	۷۵ روپے
۳۔ سوانح بے بہائے امام اعظم ابوحنیفہ ۲۰×۲۶/۸ — ۳۸۴ صفحات آفسٹ	۴۵ روپے
۴۔ مقاماتِ خیر (طبع قدیم) ۱۸×۲۲/۸ — ۸۰۰ صفحات آفسٹ	۳۰ روپے
۵۔ القول الجلی (فارسی) ۲۰×۲۶/۸ — ۵۶۰ صفحات آفسٹ	۳۰ روپے
۶۔ حضرت مجدد اور اُن کے ناقدین ۱۸×۲۲/۸ — ۲۵۶ صفحات آفسٹ	۱۵ روپے
۷۔ تاریخ القرآن ۱۸×۲۲/۸ — ۱۴۴ صفحات آفسٹ	۱۵ روپے
۸۔ مجموعہ خیر البیان ۱۸×۲۲/۸ — ۱۷۶ صفحات آفسٹ	۱۵ روپے
۹۔ بزم خیر از زید در جواب بزم جمشید ۱۸×۲۲/۸ — ۱۶۰ صفحات آفسٹ	۱۲ روپے
۱۰۔ علامہ ابن تیمیہ اور ان کے ہمعصر علماء ۱۸×۲۲/۸ — ۱۳۲ صفحات آفسٹ	۱۲ روپے
۱۱۔ زیارتِ خیر الانام ترجمہ شفاء السقام ۱۸×۲۲/۸ — ۱۷۶ صفحات آفسٹ	۱۲ روپے
۱۲۔ مولانا اسماعیل اور تقویۃ الایمان ۱۸×۲۲/۸ — ۱۲۰ صفحات آفسٹ	۱۰ روپے
۱۳۔ مدارج الخیر بیان طریقہ نقشبندیہ مجددیہ ۱۸×۲۲/۸ — ۱۲۸ صفحات آفسٹ	۱۰ روپے
۱۴۔ معمولاتِ خیر ۲۰×۳۰/۱۶ — ۱۲۸ صفحات آفسٹ	۱۰ روپے
(بیانِ خیر البشر	۱۰ روپے)
۱۵۔ مسئلۂ ضبطِ ولادت ۱۸×۲۲/۸ — ۸۵ صفحات آفسٹ	۱۰ روپے
۱۶۔ وحدۃ الوجود اور بیان وحدۃ الشہود ۱۸×۲۲/۸ — ۸۴ صفحات آفسٹ	۱۰ روپے
۱۷۔ المجموعۃ السنیۃ در ردِ روافض ۱۸×۲۲/۸ — ۹۶ صفحات آفسٹ	۱۰ روپے
۱۸۔ ۶ فانیاتِ باقی (فارسی) ۱۸×۲۲/۸ — ۱۶۸ صفحات آفسٹ	۱۰ روپے
۱۹۔ غنا رُو سماعِ اصفیاء ۱۸×۲۲/۸ — ۵۶ صفحات آفسٹ	۹ روپے
۲۰۔ سہ رسائل معرفت افزا ۱۸×۲۲/۸ — ۴۸ صفحات آفسٹ	۶ روپے
۲۱۔ فیصلہ پنج مسئلہ ۲۰×۳۰/۱۶ — ۸۰ صفحات آفسٹ	۶ روپے
۲۲۔ ہندوستانی قدیم مذاہب اور حضرت میرزا مظہر ۱۸×۲۲/۸ — ۷۲ صفحات آفسٹ	۶ روپے
۲۳۔ مونس الارواح ۲۰×۳۰/۱۶ — ۱۰۴ صفحات آفسٹ (جہان آرا دخترِ شاہجہاں کا رسالہ مشائخ چشتیہ کے حال میں)	۶ روپے
۲۴۔ سوانح حیات سید عارفین شاہ بلال ۱۸×۲۲/۸ — ۷۲ صفحات آفسٹ	۳ روپے
۲۵۔ القول الجلی کا مقدمہ اور اختتامیہ ۱۸×۲۲/۸ — ۶۴ صفحات آفسٹ	۳ روپے
۲۶۔ منہج الابرار فی الصلاۃ علی الانبیاء والرضا عن الاولیاء ۲۰×۳۰/۱۶ — ۱۶ صفحات آفسٹ	۳ روپے
۲۷۔ خیر المقال فی اثبات رویۃ الہلال ۲۰×۳۰/۱۶ — ۲۸ صفحات آفسٹ	۳ روپے
۲۸۔ اشک ہائے غم (فارسی کلام) ۲۰×۳۰/۱۶ — ۳۲ صفحات	۳ روپے

(تاجرانِ کتب کو ۳۳ فیصد کمیشن)

اِس پتہ سے منگائیے

شاہ ابوالخیر اکاڈمی، شاہ ابوالخیر مارگ، دہلی-۶

Marfat.com

Marfat.com

فہرست مطبوعات شاہ ابوالخیر اکاڈمی

۱۔ مقاماتِ اخیار (فارسی) سائز ۲۰×۳۶/۸ — ۷۵ روپے
۵۹۲ صفحات آفسٹ

۲۔ مقاماتِ خیر (طبع جدید) سائز ۲۰×۳۶/۸ — ۷۵ روپے
۸۰۰ صفحات آفسٹ

۳۔ سوانح بے بہائے امام اعظم ابوحنیفہ ۲۰×۳۶/۸ — ۴۵ روپے
۳۸۴ صفحات آفسٹ

۴۔ مقاماتِ خیر (طبع قدیم) ۱۸×۲۲/۸ — ۳۰ روپے
۸۰۰ صفحات آفسٹ

۵۔ القول الجلی (فارسی) ۲۰×۳۶/۸ — ۳۰ روپے
۵۶۰ صفحات آفسٹ

۶۔ حضرت مجدد اور اُن کے ناقدین ۱۸×۲۲/۸ — ۱۵ روپے
۲۵۶ صفحات آفسٹ

۷۔ تاریخ القرآن ۱۸×۲۲/۸ — ۱۵ روپے
۱۴۴ صفحات آفسٹ

۸۔ مجموعہ خیر البیان ۱۸×۲۲/۸ — ۱۵ روپے
۱۷۶ صفحات آفسٹ

۹۔ بزمِ خیر از زید در جواب بزمِ جمشید — ۱۲ روپے
۱۸×۲۲/۸ ۱۶۰ صفحات آفسٹ

۱۰۔ علامہ ابن تیمیہ اور ان کے ہمعصر علماء — ۱۲ روپے
۱۸×۲۲/۸ ۱۳۲ صفحات آفسٹ

۱۱۔ زیارتِ خیر الانام ترجمہ شفاء السقام — ۱۲ روپے
۱۸×۲۲/۸ ۱۷۶ صفحات آفسٹ

۱۲۔ مولانا اسماعیل اور تقویۃ الایمان — ۱۰ روپے
۱۸×۲۲/۸ ۱۲۰ صفحات آفسٹ

۱۳۔ مدارج الخیر بیان طریقۂ نقشبندیہ مجددیہ — ۱۰ روپے
۱۸×۲۲/۸ ۱۲۸ صفحات آفسٹ

۱۴۔ معمولاتِ خیر ۲۰×۳۰/۱۶ — ۱۰ روپے
۱۲۸ صفحات آفسٹ

۱۵۔ مسئلہ ضبطِ ولادت ۱۸×۲۲/۸ — ۱۰ روپے
۴۸ صفحات آفسٹ

۱۶۔ وحدۃ الوجود اور بیان وحدۃ الشہود — ۱۰ روپے
۱۸×۲۲/۸ ۸۴ صفحات آفسٹ

۱۷۔ المجموعۃ السنیۃ در ردِ روافض — ۱۰ روپے
۱۸×۲۲/۸ ۹۶ صفحات آفسٹ

۱۸۔ عرفانیاتِ باقی (فارسی) ۱۸×۲۲/۸ — ۱۰ روپے
۱۶۸ صفحات آفسٹ

۱۹۔ غنا و سماعِ اصفیاء ۱۸×۲۲/۸ — ۹ روپے
۵۶ صفحات آفسٹ

۲۰۔ سہ رسائل معرفت افزا ۱۸×۲۲/۸ — ۶ روپے
۴۸ صفحات آفسٹ

۲۱۔ فیصلہ پنج مسئلہ ۲۰×۳۰/۱۶ — ۶ روپے
۸۰ صفحات آفسٹ

۲۲۔ ہندوستانی قدیم مذاہب اور حضرت میرزا مظہر — ۱۶ روپے
۱۸×۲۲/۸ ۷۲ صفحات آفسٹ

۲۳۔ مونس الارواح ۲۰×۳۰/۱۶ ۱۰۴ صفحات آفسٹ — ۶ روپے
(جہان آرا دخترِ شاہجہاں کا رسالہ مشائخ چشتیہ کے حال میں)

۲۴۔ سوانح حیات سید عارفین شاہ بلال — ۳ روپے
۱۸×۲۲/۸ ۷۲ صفحات آفسٹ

۲۵۔ القول الجلی کا مقدمہ اور اختتامیہ — ۳ روپے
۱۸×۲۲/۸ ۶۴ صفحات آفسٹ

۲۶۔ منہج الابرار فی الصلاۃ علی الانبیاء والرضا عن الاولیاء — ۳ روپے
۲۰×۳۰/۱۶ ۱۶ صفحات آفسٹ

۲۷۔ خیر المقال فی اثبات رویۃ الہلال — ۳ روپے
۲۰×۳۰/۱۶ ۲۸ صفحات آفسٹ

۲۸۔ اشکہائے غم (فارسی کلام) — ۳ روپے
۲۰×۳۰/۱۶ ۳۲ صفحات

(تاجرانِ کتب کو ۳۳ فیصد کمیشن)

اس پتہ سے منگائیے

شاہ ابوالخیر اکاڈمی، شاہ ابوالخیر مارگ، دہلی-۶

Marfat.com